UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222400
UNIVERSAL
LIBRARY

۸۹۱۶۴۳۲ U850P9.

مترجمہ سید تفضل حسین

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No.

Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

۴۸۶

تسخیر فرانس

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

اردو ترجمہ ہنری دی ففتھ

شکسپیر ملک الشعرائے انگلستان کا ایک بہترین تاریخی اور رزمیہ ڈراما

مترجمہ

سید تفضل حسین

مؤلف

جولیس سیزر و اشال بے مثال وغیرہ

بہ سرپرستی سررشتہ تعلیمات سرکار عالی

سنہ ۱۳۳۳ف م سنہ ۱۹۲۴ء

اختر دکن پریس افضل گنج حیدرآباد دکن میں چھپا

تمام حقوق محفوظ ہیں

طبع ثانی

قیمت عہ

Checked 1975

شکریہ

'جولیس سیزر' کی اشاعت کے بعد اس امید سے کہ میرے پہلے ترجمے 'تسخیر فرانس' کی مانگ بھی ہوگی، میں نے اصل ڈرامے 'ہنری دی ففتھ' کو پیش نظر رکھ کر اس میں ضروری ترمیم کی اور منیجر صاحب اختر دکن پریس کے حوالہ کیا۔ انھوں نے اسے بھی غیر معمولی ہمت و ہمدردی سے کام لیکر چند مہینے میں چھاپ دیا۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے کہ چھپائی اور کاغذ کے اعتبار سے تسخیر فرانس کو جولیس سیزر پر ترجیح ہے اور کتابت کی غلطیاں بھی اس میں بہت کم ہیں، حالانکہ ملازمت اضلاع کی وجہ سے نہ تو مجھے کاپی درست کرنے کا کافی موقع ملا اور نہ پروف کی اصلاح کا۔ کیا یہ اختر دکن پریس کے حسن انتظام اور خوش معاملگی کی بیّن دلیل نہیں ہے کہ اہل مطبع کی شکایت کے بجائے جو اہل قلم کے لئے ایک ضروری رسم ہوگئی ہے میں اُلٹا اُن کی تعریف کر رہا ہوں۔

شاید یہ خیال کیا جائے کہ جولیس سیزر کی اشاعت سے مجھے اسقدر نفع ہوا کہ میں 'تسخیر فرانس' کا دوسرا ایڈیشن چھپوانے کے قابل ہوگیا۔ لیکن ایسا خیال کرنا مؤلف اور پبلک دونوں کے حق میں ایک قسم کا حسن ظن ہے۔ میرا تجربہ تو یہ ہے کہ اس ملک کی پبلک جتنی اہل قلم کے طبقہ سے بے نیاز ہے اور کسی پیشہ ور جماعت سے نہ ہوگی خواہ وہ کیسی ہی ذلیل کیوں نہ ہو۔ تاہم ناشکرگزاری ہوگی اگر میں اس حقیقت کا اظہار نہ کردوں کہ 'جولیس سیزر' جہاں کہیں پہنچا، قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ سررشتہ تعلیمات سرکار عالی خلد اللہ ملکہ کے علاوہ جس کی اعانت سے یہ ڈراما طبع ہوا، صوبہ بنگال اور ممالک متوسطہ و برار کے محکمہ جات تعلیم نے طلبہ کو انعام دینے اور سرکاری مدارس کے کتب خانوں میں رکھنے کیلئے اسکی خریداری منظور فرمائی۔ سررشتہ تعلیم مدراس نے امتحان ہائر گریڈ ۲۵ء کیلئے سکنڈری اسکول لیونگ سرٹیفکٹ کورس میں شامل فرمایا۔ ناظم صاحب تعلیمات بھوپال نے نہایت بیش بہا الفاظ میں ترجمہ کی تعریف فرمائی۔ اور صوبوں کی ٹکسٹ بک کمیٹیوں کی طرف سے بھی خاطر خواہ

جواب وصول ہونے کی اُمید ہے۔

تسخیر فرانس کے جدید اڈیشن کی نسبت مجھے یقین تھا کہ اگر سررشتۂ تعلیمات میں پیش ہوا تو انشاء اللہ سرکاری اعانت مجھے خسارے کے اندیشے سے بے پروا کردیگی۔ خدا کا شکر ہے کہ عالیجناب مستطاب فیض مآب معظم القدر معنی الصدر والا مقام رفیع الاحتشام نواب مسعود جنگ بہادر دام اقبالہٗ کے بذل وانعام اور علم نوازی وادب پروری کی بدولت میری یہ توقع ضایع نہیں گئی۔ امرداد ۱۳۳۲ف میں صدر دفتر نظامت تعلیمات سے تسخیر فرانس کی خریداری کیلئے جو مراسلہ کہ محکمہ سرکار پر روانہ فرمایا گیا' اسکی نقل توثیقاً آخر میں درج ہے۔

میں ایک مدت سے گمنامی کی تاریک اور بھیانک گھاٹی میں پڑا سسک رہا تھا' قریب تھا کہ میرا دل ودماغ غفلت کے یاس آلود جھونکوں سے ماؤف ہوکر ناکارہ ہوجائے کہ دفعتہً نواب صاحب ممدوح ادام اللہ حشمتہٗ نے دستگیری فرماکر مجھے علم وعمل کے فراخ اور روشن میدان میں لاکھڑا کیا۔ مسیح وخضرؑ مردوں کو زندہ کرکے اور بھولے بھٹکوں کو راستہ بتاکر جس شکر وسپاس کے مستحق ہوسکتے ہیں' وہی حق بلکہ اس سے بھی زیادہ میرے ممدوح کا مجھ پر ہے۔ پہلے میں ایک بے حس مردہ زندگی بسر کررہا تھا' لیکن اب میرا سینہ امنگوں کا جولانگاہ بنا ہوا ہے۔ اب میں اپنے پہلو میں ایک بھاری بھرکم ٹھوس پتھر کے بجائے ایک ہلکا پھلکا' زندہ اور متحرک دل محسوس کرتا ہوں۔ اب دنیا میری نظر میں نمایش سراب نہیں رہی' جس سے پیاسوں کو پانی کا ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوتا' بلکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے سامنے مکافاتِ عمل کا حقیقی دریا موجیں مار رہا ہے۔ اگر میں اب بھی کنارہ پہ کھڑا تماشا دیکھتا رہا اور اسمیں غوطہ مار کر موتی نہ نکالے تو اس سے میری ہی دون ہمتی اور بے توفیقی ثابت ہوگی۔

تسخیر فرانس کے پہلے اڈیشن کی ملک میں جو قدر ہوئی' اسپر میں جسقدر فخر وناز کروں کم ہے۔ حالانکہ نومشقی کی وجہ سے اسمیں بہت سی خامیاں تھیں جنکے احساس سے چند سال کے بعد میں اُسے کسی کے سامنے پیش کرتے ہوئے جھجکتا تھا۔ تاہم دوسرے اڈیشن میں اسی حد تک کاٹ چھانٹ جائز رکھی گئی ہے' جہاں تک کہ نظر ثانی کا اقتضا ہوسکتا تھا بہت

بڑی اصلاح فرانسیسی تلفظ میں کیگئی ہے جو پہلے سر تا سر غلط تھا۔ ادیب کامل محقق فاضل جناب مخدومی و ملاذی مولوی محمد عظمت اللہ خانصاحب بی۔ اے دام فضلہ العالی میرے دلی شکریے کے مستحق ہیں کہ آپ نے بکمال لطف و مروت تمام فرانسیسی گفتگو کا صحیح تلفظ اور شستہ ترجمہ مجھے انگریزی میں لکھوا دیا۔ آپ نے جس بے تکلفی اور برجستگی کے ساتھ فرانسیسی عبارت مجھے سمجھائی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو یورپ کی نازک ادا لنگوا فرینکوا پر پورا پورا عبور ہے۔ مجھے اُن شفیق، خلیق، مدقق، محقق، فاضل کامل، عالم عامل بزرگواروں کا شکریہ بجالانا بھی واجب ہے جنھوں نے اپنے بہترین علمی و ادبی مشاغل کو چھوڑ کر میرا حقیر ترجمہ دیکھنے کی تکلیف گوارا فرمائی اور کچھ ایسے ہمت افزا الفاظ میں داد عنایت کی کہ اس منصوبے کی تکمیل کا ارادہ میرے دل میں اور جاگزیں ہوگیا۔

آخر میں صمیم قلب سے میں اُس خوشگوار فریضے کو ادا کرتا ہوں، جسکے احساس میں میرے بدن کا رُواں رُواں ڈوبا ہوا ہے اور جس کی بجا آوری کام و زبان کے لئے سرچشمۂ قوت و کامرانی تو دل و جان کے لئے سرمایہ نشاط و شادمانی ہے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ ہمارے آقائے ولی نعمت، بدر آسمان حکمت و فراست، آفتاب فلک عدل و سیاست، زینت بخش وسادۂ شکوہ و اجلال، محیط دائرۂ فضل و کمال، سلطان العلما، تاج الحکما، اعلیٰ حضرت، کیوان مرتبت **نواب میر عثمان علی خاں بہادر** شہریار دکن مداللہ اطناب دولتہ، الیٰ ظہور صاحب الزماں وجعلہ من انصارہٖ واعوانہٖ علیہ وعلیٰ آبائہٖ صلوات الرحمٰن کی عمر و دولت اور صحت و عزت میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے کہ یہ وجود ذیجود ملک اور اہل ملک کے لئے اس عہد پر آشوب میں رحمت الٰہی کا حیلہ اور عوام و خواص رعایا و برایا کے حق میں صلاح کونین اور فلاح دارین کا ایک ہی وسیلہ ہے۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

نقل مراسلہ دفتر نظامت تعلیمات ممالک محروسہ سرکار عالی

واقعہ ۱۶ امرداد ۱۳۳۳ ف

نشان (۵۴۵)

بجانب نواب مسعود جنگ بہادر ناظم تعلیمات ملک سرکار عالی

بخدمت معتمد صاحب سرکار عالی صیغہ عدالت و کوتوالی و امور عامہ

مقدمہ

تسخیر فرانس ترجمہ ہنری دی ففتھ مصنفہ شکسپیر

گذارش ہے کہ مولوی تفضل حسین صاحب ناظر درجۂ اول ضلع کریم نگر نے جو سررشتہ کے ایک لایق اور کارگزار ملازم ہیں، شکسپیر کے مشہور ڈراما "ہنری دی ففتھ" کا بنام "تسخیر فرانس" ترجمہ کیا ہے ترجمہ کی نسبت مولوی عبدالحق صاحب نے جس رائے کا اظہار فرمایا ہے اُس کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

"ان نام نہاد ترجموں سے اگر قطع نظر کی جائے .... الخ *"

بنابریں دفتر ہذا کی رائے ہے کہ جس طرح ترجمہ جولیس سیزر کے لئے مترجم صاحب سے بحساب دو روپیہ فی نسخہ بمبلغ چار سو روپیہ سکہ عثمانیہ دیگر ۲۰۰ نسخے سرکار عالی نے خرید فرمائے تھے، اسی طرح دو سو نسخے تسخیر فرانس ترجمہ ہنری دی ففتھ کے بھی بحساب دو روپیہ فی نسخہ خرید فرمائے جائیں اور تین سو روپیہ ترجمہ جولیس سیزر کی طرح اس ڈرامے کی طباعت کی غرض سے مترجم صاحب کو پیشگی عطا کرنے کی منظوری صادر فرمائی جائے۔

اتنا عرض کردینا مناسب ہے کہ مولوی عبدالحق صاحب نے بعض مقامات ترجمہ کے اصل سے الگ جا پڑنے کے متعلق تحریر فرمایا ہے وہ درست ہے اس لئے کہ یہ مقامات وہ ہیں جہاں عبارت کے مختلف معنی اور نسخے لئے جاسکتے ہیں۔ مترجم صاحب نے اپنی رائے کے مطابق مفہوم لیکر ترجمہ کیا ہے۔ اس کی اگر ضرورت ہوئی تو مترجم اصحاب نقد و تبصرہ کے مشورے سے آئندہ صحت و تبدیلی کردیں گے۔ فقط

شرح دستخط

(مولوی) سید محی الدین (صاحب)

اوّل مددگار

* پوری رائے تقریظوں کے سلسلے میں ملاحظہ ہو صفحہ ۴۸

تقریظات

کھیل ایک ایسی مرغوبِ فطرت چیز ہے کہ اس تماشا گاہِ عالم میں سب کھیلتے ہیں۔ ہر کھیل کی نوعیت الگ ہے، کوئی مفید، کوئی غیر مفید، کسی کا نام لہو و لعب رکھا، کسی کو علم و حکمت سے تعبیر کیا گیا۔ ع فکر ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست۔ کسی نے اُس کو اختیار کیا، کسی نے اِس کو۔

شکسپیر نے جس جس کھیل کی تعلیم اپنے اہلِ وطن، انگلینڈ والوں کو دی ہے، کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کھیل معناً صرف اصطلاحِ معروف کی حد تک محدود ہیں۔ بلکہ دیکھنے والے ہی حقیقت کا تماشا، انسانی جذبات کی تصویر اور پس پردہ کسی معشوق کا جلوہ دیکھتے ہیں۔

میرے عزیز محترم، بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ انیسِ ملک و ملت، سید تفضل حسین صاحب ناشر نے اردو زبان میں اس خوبی سے شکسپیر کی انگریزی زبان کا ترجمہ کیا کہ گویا وہ مترجم نہیں ہیں، بلکہ مصنف ہیں۔ ورنہ جن جذبات کو کسی ایک زبان میں قلمبند کیا گیا ہو، دوسری زبان میں ادا کرنا اور دوسرے آئینے میں صاف تصویر دکھانا بچوں کا کھیل نہیں ہے۔

میری دعا ہے کہ دیکھنے والے اس ترجمے کو دیکھیں، فائدہ اٹھائیں، قدر کریں اور مترجم کا حوصلہ بڑھائیں۔ فقط ۲۵ر آذر ۱۳۴۳ف

مولانا مولوی سید عابد حسین صاحب مدظلہ عابد المخاطب بہ لسان الملت

سید تفضل حسین صاحب مترجم جولیس سیزر نے شکسپیر کے ایک اور مشہور ڈراما کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ پہلے الناظر (لکھنؤ) میں چھپ چکا ہے مگر اس میں نظرِ ثانی کی ضرورت تھی اب مترجم صاحب نے اس کو نظرِ ثانی سے مزین کر دیا ہے۔ جس طرح تعلیمات نے ترجمہ جولیس سیزر کی جلدیں خرید کر مترجم صاحب کی حوصلہ افزائی کی ہے، اسی طرح اگر وہ اس ترجمہ کی بھی خریداری کر کے امداد پہنچائے، تو نہایت مناسب ہوگا۔ ترجمہ صاف اور شگفتہ اور

معنی خیز ہے۔ اگر صیغۂ تعلیمات مترجم صاحب کو مالی امداد اسی طرح پہنچاتا رہا تو ہم کو امید ہے کہ اس سرآمدِ سخنورانِ عالم یعنی شکسپیر کے تمام اہم ڈراما نہایت خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اردو لباس پہن لیں گے اور ہماری زبان و ادب کو اُن سے بڑی مدد ملے گی۔ فقط ۱۱ اردی ۱۳۴۳ف

مولانا مولوی وحید الدین صاحب سلیم مدظلہ پروفیسر ادبیات اردو جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد

سید تفضل حسین صاحب ناظر مدارس درجہ اول ضلع کریم نگر کی تسخیر فرانس قابلِ قدر کتاب ہے۔ سرکار عالی دام ملکہ اردو کی ترقی کے لئے لاکھوں روپئے صرف کر رہی ہے شکسپیر کے ڈرامے جو انھوں نے ترجمہ کئے ہیں وہ سب قابل انعام ہیں۔ ان کا دل بڑھانا کتنی بڑی بات ہے۔ خدا میری سفارش میں اثر دے کہ تسخیر فرانس کا صلہ مصنّف کو خاطر خواہ مل جائے۔ کم سے کم یہ ہے کہ جلدیں خرید لیجائیں۔ ۴ بہمن ۱۳۴۳ف

مولانا مولوی سید علی حیدر صاحب طباطبائی مدظلہ العالی
المخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ بہادر

........**اسی** قسم کی قابلِ تحسین کاوش سید تفضل حسین صاحب ناظر کی ہے جنھوں نے شکسپیر کے رزمیہ ڈراما ہنری پنجم کا ترجمہ تسخیر فرانس کے نام سے اس خوبصورتی سے کیا ہے کہ ہاتھ چوم لینے کو دل چاہتا ہے........"

منقول از مضمون "ہندوستان کا ڈراما' قدیم و جدید"
مطبوعہ رسالہ اردو اورنگ آباد صفحہ ۷۹۔ نوشتۂ ڈراما نگاران شہیر
فخر جموں و کشمیر' برادرانِ والا گہر نور الٰہی و محمد عمر

شکسپیر کی مشہور تمثیل 'ہنری پنجم' کا یہ اردو ترجمہ نظر ثانی کے بعد اب دوبارہ چھپا ہے۔ ملک میں اسے جو قبول عام حاصل ہوا' اس کا اندازہ اسی بات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ پہلے یہ ترجمہ رسالہ الناظر میں پھر علیحدہ کتاب کی صورت میں چھپا اور اب چند ہی سال میں طبع ثانی کی نوبت آگئی۔ حقیقت میں لائق مترجم نے تمثیل یا ڈرامے کی دشوار ادبی صنف کو اردو میں ترجمہ کرنے کا جو سلیقہ پیدا کیا ہے وہ ستائش و مبارکباد

کا مستحق ہے۔ ان کے ترجمہ کی عبارت نہایت با محاورہ اور متین و شگفتہ ہوتی ہے اور ایک فاضل نقاد کی رائے میں ' اگر مولوی تفضل حسین صاحب شکسپیئر کی سب یا اکثر تمثیلات کا اردو میں ترجمہ کر دیں تو ایک یادگار ادبی کارنامہ اور ہماری زبان پر ان کا بڑا احسان ہوگا۔

تسخیر فرانس کے ترجمہ میں بعض خامیاں رہ گئی تھیں ' انھیں اس مرتبہ بہ احتیاط دور کر دیا ہے۔ اور یہ نقش ثانی ہر اعتبار سے طبع اول سے بہتر ہے۔

نگاشتہ ۲۱ شعبان ۱۳۴۲ھ م ۲۲ اردی بہشت ۱۳۳۳ ف

مولوی سید ہاشمی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ رکن سررشتہ تالیف و تراجم جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن

تسخیر فرانس

مولوی تفضل حسین صاحب نے شکسپیر کے مشہور تاریخی ناٹک ' ہنری دی ففتھ ' کا ترجمہ اس نام سے کیا ہے اور اُن نام نہاد ترجموں سے اگر قطع نظر کی جائے جو خونِ ناحق ' اسیر حرص ' حبشی غلام وغیرہ کے ناموں سے ہمارے ناٹک کو بدنام اور شکسپیئر کے خیالات کو مسخ کرتے ہیں تو یہ چیز اپنی نوعیت کی پہلی ادبی خدمت کہی جا سکتی ہے اور اس لحاظ سے قابلِ قدر ہے۔ اسی قسم کی کوششوں میں ہمارے ڈرامے کی آئندہ ترقی مضمر ہے۔

ترجمے کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قابل مترجم نے اصل عبارت کی پابندی نہیں کی ہے۔ جہاں لفظی ترجمے سے اصلی زور باقی نہ رہتا ہو وہاں یہ طریقہ مناسب ہے۔ ناٹک کے ترجموں میں بڑی چیز یہ ہے کہ الفاظ بے روح نہ ہو جائیں بلکہ اصلی مفہوم کو پورے زور کے ساتھ ادا کریں۔ اسی لئے موجودہ آزادانہ ترجمے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ پھر بھی بعض مقامات پر ترجمہ نہ صرف اصلی الفاظ بلکہ اصل مطلب سے الگ جا پڑا ہے اور یہ چیز کسی قدر اصلاح طلب ہے۔

باوجود ان خامیوں کے ترجمہ قابل قدر ہے اور نقشِ اول ہونے کی حیثیت سے بہت اچھا ہے۔

مولانا مولوی عبدالحق صاحب بی اے مدظلہ پرنسپال عثمانیہ کالج اورنگ آباد۔

گذارش مترجم

مجھے اعتراف ہے کہ ایسے چند مقامات ترجمے میں ضرور ہیں مگر میں نے ازراہ تدین ناظرین کو غلط فہمی سے بچانے کیلئے فٹ نوٹ میں اس کی صراحت کردی ہے۔ ملاحظہ ہو فٹ نوٹ مندرجہ صفحہ ۲۹ و صفحہ ۱۱۳۔

انتیسویں صفحہ کی تقریر میں دو چار جملوں کا مفہوم صاف نہیں ہے یا یہ کہئے کہ میں ہی ان کا مطلب سمجھنے سے قاصر رہا۔ بہر حال میں نے فٹ نوٹ میں اس کا اظہار کر دیا اور بری الذمہ ہوگیا۔ صفحہ ۱۱۳ پر نواب برگنڈی کی تقریر میں چند سطروں کا ترجمہ لفظی نہیں ہے۔ انکی تعداد دس بارہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ میں نے شکسپیر کے ان مطالب کو اپنی زبان میں لفظ بلفظ ادا کرنے کی قدرت نہ پاکر انکی جگہ اپنے خیالات کا جوڑ ملا دیا جو میرے زعم ناقص میں سابقہ سلسلہ خیالات سے غیر مربوط نہیں ہے۔ اسپر بھی میں نے فٹ نوٹ لکھکر ناظرین کو آگاہ کر دیا کہ اس تقریر کا بیشتر حصہ اصل سے مطابق نہیں ہے۔

پہلی تمہید کا افتتاحی جملہ "کاش میرے شعلہ پیکر شاہین تخیل کے شہپر پرواز میں الخ"...... لفظی ترجمہ نہیں ہے تو شکسپیر کے مفہوم سے الگ بھی نہیں ہے اسلئے اسپر کوئی حاشیہ نہیں چڑھایا۔ انکے علاوہ جہانتک میں غور کرتا ہوں ناظرین کرام کو شاید ہی کوئی مقام ایسا ملے جس کا ترجمہ مفہوم اور الفاظ میں اصل سے دست و گریباں نہو تاہم میں اپنے دعوے پر مصر نہیں ہوں۔ اگر ایسے مقامات سے مجھے ازراہ لطف و نوازش آگاہ فرمایا جائے تو میں بصد شکرگذاری آئندہ اڈیشن میں اسکی اصلاح کر دونگا بشرطیکہ ممکن ہو اور موزوں بھی ہو۔

(والسلام)

'ہنری پنجم'

(پر)

تبصرہ

(نوشتۂ مسٹر سمتھ)

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-1

'ہنری چہارم' کے دونوں حصے اور 'ہنری پنجم' کا پورا کھیل' جو نسبتاً تھوڑے عرصے بعد ہی لکھا گیا تھا اور گویا ان کا تتمہ ہے' تینوں ملکر تاریخ انگریزی کے اس شعبہ پر مشتمل ہیں' جو شکسپیر کی زندگی کے درمیانی عہد سے وابستہ ہے؛ جس میں تاریخی اور مذاقیہ عناصر نے قریب قریب یکساں تناسب کے ساتھ ترکیب پائی ہے؛ جس میں سیرت نگاری کا انداز نہایت اُستادانہ اور بندش بالکل بے عیب ہے۔ 'ہنری ششم' کے تینوں حصوں اور 'رچرڈ سوم' میں' جو انگریزی تاریخی ڈراموں کے ابتدائی شعبہ میں شامل ہیں' شکسپیر دوسروں کی پیروی یا تتبع کرتا ہوا نظر آتا ہے' اور خود اپنی لطیف و عمیق [ہنری دی ففتھ کا تعلق شکسپیر کے دوسرے ڈراموں سے] طبیعت کے بجائے مارلو کا رنگ اس پر زیادہ غالب ہے۔ ارتقائی کھیلوں یعنی 'رچرڈ دوم' اور 'کنگ جان' میں اگرچہ اس نے مارلو کے اثر سے آزادی پاکر جدت اور رنگینی اختیار کی ہے' لیکن ابھی اپنی قوتوں پر پورا قابو نہیں پایا اور جابجا اس کے قلم سے لفظی رعایتیں اور شوقیہ گیت ٹپکتے جاتے ہیں' جو شباب کی کمزوری کا خاصہ ہے۔ بعض اوقات معانی الفاظ سے آگے نکل جاتے ہیں' جیسا کہ ان ڈراموں میں جو اس نے اپنی آخر عمر میں لکھے ہیں' الفاظ اکثر معانی کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ 'ہنری چہارم' اور 'ہنری پنجم' میں معانی اور الفاظ دونوں میں کامل ربط اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ بقول سوئین برن کے' "یہ بات اس کو زندگی کے درمیانی عہد میں حاصل ہوئی کہ شکسپیر کی زبان باوصف پرگوئی کے نہایت شستہ ہے' اس کا طرز ادا نہایت پاکیزہ ہے اور معانی برجستہ الفاظ کی نورانی و چست پوشاک کے اندر سے نہایت صاف اور

شفاف جھلکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اوائل عمر کے لفظی گورکھ دھندے اور بندش کی خامیاں ختم ہوگئیں یا یہ کہ وہ ترک کردی گئیں: گنجلک اور اغلاق جو اسکی زندگی کے تیسرے دور کی خصوصیات میں داخل ہیں، اور گاہے گاہے کانوں سے ٹکراکر سامعہ کو ٹھیس پہنچاتے رہتے ہیں، اس کی اس دور ثانی کی بے عیب یادگاریں کوئی بار نہیں پاتے۔ یہی نقاد لکھتا ہے کہ:۔ ہنری پنجم اور ہنری چہارم کا مجموعہ کیا ہے، ایک سہ شعبہ ترانہ ہے، نہایت برتر و اعلیٰ، جو تاریخی یا قومی ڈرامے کا پختہ ترین ثمر اور اس فن میں شکسپیر کی مساعیٔ جمیلہ کے عروج و کمال کا آئینہ ہے ہر طالب علم کا فرض ہے کہ اس کو دیکھے اور داد دے۔

لیکن 'ہنری پنجم' جیساکہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے، نہ صرف اسی عہد کی تصنیف اور انھیں عام خصائص سے متصف ہے، جو 'ہنری چہارم' کے دونوں حصوں کا طغرائے امتیاز

تعلق مابین ہنری پنجم و ہنری چہارم

ہیں، بلکہ یہ ان دونوں کا تتمہ بھی ہے اور ہم اس کو صرف انھیں کی روشنی میں بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ سنہ ۱۵۹۹ء میں جو ناظرین نئے کھیل کے دیکھنے کو جمع ہوئے تھے، بادشاہ ہنری، اسکے بھائی، ویسٹ مارلینڈ اور وارک، فلسٹاف، اس کا نوکر، بارڈلف، پسٹل، گور، یہ سب ان کے پرانے شناسا تھے اور 'ہنری چہارم' میں سٹیج پر آچکے تھے۔ ان میں سے آخری شخص گور مع نم کے 'میری وائوز آف ونڈسر' میں بھی نمودار ہوچکا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کھیل کی شخصیتوں پر کما حقہ حاوی ہونے کیلئے ہمیں اُن کھیلوں پر بھی پوری طرح عبور کرنا چاہیئے۔

لیکن 'ہنری پنجم' اور 'ہنری چہارم' کے دونوں حصوں میں جہاں یہ قرابت قریبہ

اختلافات مابین ہنری چہارم و ہنری پنجم

پائی جاتی ہے، وہاں چند اختلافات بھی موجود ہیں۔ 'ہنری چہارم' کے اختتامیہ میں ناظرین کو ایک نئے کھیل کی توقع دلائی گئی تھی جس میں بزم مذاق کی مسند پر فلستاف ہی کو متمکن ہونا چاہیئے تھا: ان سے کہا گیا تھا کہ "اگر آپ کو گوشت کے چکنے و تھڑے سے گھن نہ آتی ہو، تو ہمارا ناچیز مصنف اس افسانہ کو جاری رکھے گا اور اس میں فلستاف بھی ہوگا: آپ کیتھرائن شہزادیٔ فرانس کے نظارۂ جمال سے محظوظ ہونگے: فلستاف کا فرانس میں پہنچکر تپ لرزہ سے انتقال ہوجائے گا....." یہ وعدہ

ایفا نہیں کیا گیا۔ قصہ جاری تو رہا، لیکن آخرکار یہ ظاہر ہو گیا کہ اس میں فلسٹاف کا وجود نہیں ہے۔ مسٹریس کوئکلی نے اس کے مرنے کی کیفیت بیان کر دی اور بس چھٹی ہوئی۔ سیر سپاٹا رنگ رلیاں، دھول دھپا، اور ایسے ہی دلگی اور خوش طبعی کے سین، جن میں پیٹو، نائٹ، اور اس کا پیارا ہال اس ذوق و شوق سے شریک ہوا کرتے تھے، ختم اور برخاست ہو گئے۔ خالص بزمیہ کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے، تو نیا کھیل اس تغیر کی بدولت ناقص رہ گیا۔ فلسٹاف کی جگہ پسٹل اور فلولین اور شہزادی کیتھرین نے پُر کی، مگر وہ بات کہاں؟ شکسپیر نے کسی وجہ سے اپنے ابتدائی منصوبہ کو خیرباد کہدیا۔ اس کی لم کا سراغ لگانے میں چنداں دشواری نہ ہوگی، جس کا سرچشمہ اُن حالات میں پوشیدہ ہے، جو ڈرامے کا موضوع ہیں۔

ہنری کی روگردانی مذاقیہ شخصیتوں سے اور فلسٹاف کا انتقال

جب تک کہ ہنری محض ولیعہد کی حیثیت میں تھا، وہ حکومت کی ذمہ داریوں سے بھی سبکدوش تھا۔ چونکہ پہلو میں صحیح و توانا اور چلبلا دل رکھتا تھا، اور صداقت و حق جوئی کا تشنہ تھا، اپنے شباب کی صبح نوبہار کو سیاسیات و تصنعات کی بند فضا میں گزارنے پر کیوں قانع ہوتا؟ اسکو چاہیئے کہ اپنے باپ کے دربار سے نکل کر ہر قسم کے لوگوں سے ملے جلے، واقعات کا ہر پہلو سے مشاہدہ کرے۔ بادی النظر میں تو یہ معلوم ہو کہ اُسے ہنسی دلگی اور تفنن طبع سے مطلب ہے مگر درپردہ ہر شخص اور ہر چیز کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے، (دوسری باتوں کے ساتھ اپنے جلیسوں کی نااہلیت کو بھی)۔ اور اس طرح 'ہنری چہارم' کے کھیل میں شہزادہ وہ کڑی ہے جو سنجیدہ اور مذاقیہ شخصیتوں کو ایک زنجیر میں جکڑ دیتی ہے۔ لیکن تخت پر متمکن ہو کر، بشرطیکہ فہم و فرزانگی سے بہرہ رکھتا ہو، وہ زندگی کے سابقہ وتیرہ کو جاری نہیں رکھ سکتا۔ جو کچھ وہ سیکھ چکا ہے، اب لازم ہے کہ اُس کو عمل میں لائے، اپنی تمام قوتوں کو ملکی معاملات اور رعایا کی فلاح و بہبود کیلئے وقف کر دے۔ اور چونکہ دیرینہ دوستوں کی وفاداری سے بھی بڑھکر دوسرا اہم فریضہ اس پر عائد ہو گیا ہے، ہنری کے دور جدید کا پہلا کام وہی ہونا چاہیئے جس کی طرف 'ہنری چہارم' حصہ دوم کے پانچویں ایکٹ، چوتھے سین میں اشارہ کیا گیا ہے یعنی اپنے لنگوٹئے یاروں کی برطرفی۔ یہی سبب ہے کہ فلسٹاف کو تازہ لطف و مراعات کی جو

امیدیں تھیں، وہ سب خاک میں مل گئیں۔ جبکہ وہ اپنے پرانے رفیق کو شارع عام پر مخاطب کرتا ہے:۔ "میرے بادشاہ، میرے ولی نعمت، میری جان، میری بات سن!" اس کو یہ سخت جواب ملتا ہے:۔

پیرمرد، میں تجھے نہیں جانتا، جا، اپنا کام کر،
کیا تو اس دھوکے میں پڑا ہوا ہے کہ جیسا میں پہلے تھا، ویسا ہی اب بھی ہوں؟
خدا دانا و بینا ہے اور دنیا بھی عنقریب دیکھ لیگی،
کہ میں نے اپنے پچھلے طور وطریق کو چھوڑ دیا ہے؛
اور ان لوگوں سے بھی، جو میرے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے، منھ موڑ لیا ہے۔

بے شک یہ بات درست ہے کہ بادشاہ کا عمل ایسا ہی فیصلہ کن ہونا چاہئے تھا اور یہ بھی بجا ہے کہ جب ہم ہنری کو پہلے پہل اس کھیل میں دیکھیں، جو اسی کے نام سے موسوم ہے، وہ اپنی پچھلی آزادیوں کا ثبوت نہ دے، بلکہ ان سے حاصل کردہ فوائد کا۔ لیکن اس کا یہ عمل اگرچہ درست سہی، تاہم اس بڈھے پاپی فلسٹاف کے حق میں بھی کسی قدر سخت ضرور تھا۔ اعمال صحیح بعض اوقات سخت ہوا ہی کرتے ہیں: اور معلوم ہوتا ہے، شکسپیئر نے بروقت محسوس کرلیا کہ ایک پیر فرتوت سے اب زیادہ ہنسی ٹھٹول کی توقع رکھنا بے موقع ہے۔ پس بکمال صنعت وہ ہم سے اس کے مرنے کی کیفیت بیان کرتا ہے۔ کس کی زبان سے؟ ایک گنوار بازاری عورت کی زبان سے، مگر مرنے سے پہلے بچپن کے نیم اعادہ کا اظہار کرکے واقعہ کی تصویر اس نزاکت سے کھینچتا ہے، کہ آخر کار ہمارا دل اسکے حال پر کڑھنے لگتا ہے۔

فلسٹاف کے برطرف ہونے یا مرنے پر بادشاہ کو بارڈولف اور پسٹل جیسی ادنیٰ شخصیتوں کے اثر سے بالکل مخلصی مل گئی جو کبھی فلسٹاف کے چیلوں کی حیثیت میں اس سے ملا کرتے تھے۔ یہ دونوں اور نیز نم کھیل کے بلند تر مقامات کو سہارا دینے کیلئے مذاقیہ سین مہیا کرتے ہیں، لیکن ان میں بادشاہ کوئی حصہ نہیں لیتا۔ نیکدل فلولین ناظرین کو اپنی ہٹ ظرافی تیز مزاجی اور غلط انگریزی سے محظوظ کرتا ہے؛ اور ہنری اسے جانتا ہے" اسے چاہتا ہے" اس سے ہنستا بولتا ہے؛ لیکن وہ خود اپنی طرف سے ان مذاقیہ صحبتوں میں بہت کم اضافہ کرتا

ہے، حالانکہ 'ہنری چہارم' میں وہ مذاقیہ صحبتوں کی جان تھا۔ یہاں وہ ان سے الگ تھلگ رہتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ دوگونہ ہے۔ ایک طرف 'مذاقیہ سین' فلسٹاف اور ہال کی ناموجودگی سے بے لطف ہیں تو دوسری طرف خود ہنری کی شخصیت' اپنی نو اختیار کردہ وحدت و استقلال میں' مشکلات پر دلیرانہ غلبہ پانے میں' ایک اہم مقصد کے انہماک میں' ان بلندیوں پر جا پہنچتی ہے' جن تک اُسے پہلے رسائی نہ ہوئی تھی اور نئے کھیل کی دلچسپیوں کا بلاشرکت غیرے خود ہی مرکز بناتی ہے۔

'ہنری پنجم' کی خصوصیت ہنری کی شخصیت جس نے سابقہ تجربات سے فائدہ ہی فائدہ اٹھایا ہے

تو ہم پر کھل گیا کہ 'ہنری پنجم' کی کنجی بادشاہ کی شخصیت ہے' وہ شخصیت جو کھیل شروع ہونے سے پہلے ہی متعین ہو چکی ہے اور اپنی گوناگوں قابلیتوں کو ظہور میں لانے کے لئے موقع کی منتظر ہے۔ کیونکہ یہ امر ہمارے مرکوز خاطر رہنا چاہیئے کہ ہنری کی روح میں اندرونی کشاکش کے کوئی آثار ماضی یا حال کی بابتہ' ہم کو دکھائی نہیں دیتے۔ جہاں تک کہ اس کی ذات خاص کا تعلق ہے' کھیل اُس دلچسپی سے بالکل عاری ہے' جس کے ہم عموماً ڈرامے میں جویاں رہتے ہیں یعنی وہ دلچسپی جو اس وقت پیدا ہوتی ہے' جبکہ ایک ہی قلب انسانی میں متضاد جذبات باہم گریوں ٹکراتے ہوئے نظر آئیں کہ ایک کا غلبہ دوسرے پر غیر متعین رہے۔ نیز اس اچنبے کے ذوق و شوق سے بھی خالی ہے جو ایک ایسی شخصیت کی موجودگی سے وابستہ ہوتا ہے' جسکو سابقہ بداعمالی نے توڑ مروڑ کر رکھدیا ہو۔

وہ آنچ خواہ کیسی ہی تیز ہو' جس میں سے ہنری کو گزرنا پڑا' مگر وہ اس میں سے بیداغ نکلا' بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ پورا تاؤ کھا کر کندن کی طرح دمکتا ہوا نکلا۔ اس کی پاکیزہ طبیعت میں بھلائی کو پالینے اور برائی کو چھوڑ دینے کی صلاحیت آچکی ہے۔ بقول بشپ آف ایلائی کے:

اس کی نشوونما ولائتی شہتوت کی طرح ہوئی ہے' جو جنگلی پودوں کے آس پاس خوب سرسبز ہوتا ہے۔ وہ خدا سے دعا مانگتا ہے کہ باپ کے گناہوں کی سزا سے بیٹے کو معاف رکھے۔ اس دعا میں' جیسا کہ مسٹر مورس نے بتایا ہے' بری طرح گزرے ہوئے شباب کے اعتراف کا شائبہ تک نہیں ہے۔

اور اگر ہم 'سہنری چہارم' کے دونوں حصوں کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا، شکسپیر کس ہوشیاری سے بتا رہا ہے کہ شہزادہ کسی وقت جذبات شنیعہ کا غلام نہیں بنا اور انتہائی خوشوقتیوں کے عالم میں بھی اپنے ہم صحبتوں کی نا اہلیت کی طرف سے اس نے آنکھیں بند نہیں کیں۔ اس کی خوشی تو بس اتنی تھی کہ لوگوں کو اپنی نسبت دھوکے میں رکھے' وہ اس بات کا ہرگز روادار نہ تھا کہ اتنے وہ اس دن کا منتظر ہے' جبکہ اپنے تئیں دنیا کے سامنے اصلی رنگ میں پیش کر سکے' لوگ اسے ریاکار سمجھیں۔ جبھی تو وہ ایک موقع پر تعریضاً کہتا ہے:۔

'کون میں اور چوری کروں ؟ چھاپا ماروں ؟ ناممکن' میرا یہ کام نہیں !'

سہنری چہارم' حصہ اول' ایکٹ ۱ سین ۲۔ اور جبکہ وہ پائین کے اس منصوبہ میں شریک ہوتا ہے کہ فلسٹاف کو بنا کر تفریح کا سامان بہم پہنچایا جائے' تو عالم خیال میں اُن حدود و شرائط کا اظہار کرتا ہے' جن پر اس کا عمل درآمد ہے:۔

'میں اس طرح سے چھیڑونگا کہ چھیڑ چھاڑ فن کے مرتبہ پر پہنچ جائے اور حالانکہ لوگوں کو ذرا بھی توقع نہ ہوگی' تلافیٔ مافات کرکے ان کو حیرت میں ڈالدونگا۔'

مگر تاڑنے والوں نے اس کی نسبت دھوکا نہیں کھایا۔ ورنن شاہزادہ کی چابکدستی و شہسواری اور نیز جس متانت و کسر نفسی کے ساتھ وہ ہاٹ سپر سے مبارز طلب ہوا ہے' اس کی تعریف کرنے کے بعد کہتا ہے:۔

'اپنے گریز پا شباب کی اس تمکنت سے مذمت کی کہ گویا اس کی شاگردی میں بوقت واحد دو موکل تھے' سیکھنے والا بھی اور سکھانے والا بھی۔ اتنا کہکر اس نے سکوت کیا؛ لیکن میں دنیا کو خبردار کئے دیتا ہوں کہ اگر وہ آج کے دن کی نحوست سے مامون رہا تو انگلستان کے سینہ میں' جو اس کے لاابالی پن سے اسقدر غلط فہمی میں مبتلا ہے' ایسی خوش آیند توقعات کبھی موجزن نہ ہوئی ہوں گی۔' جو ولولہ کہ سہنری جنگ میں دکھا چکا ہے' وہ پہلے ہی سے ورنن کے بیان کی تصدیق کرتا تھا؛ لیکن حصہ دوم' ایکٹ ۴' سین ۴' سطر ۶۸-۷۳ میں وسیٹ مارلینڈ بادشاہ کے مضطرب دل کو شہزادہ اور اس کے اوباش ساتھیوں کے تعلقات کی نسبت ڈھارس دیتا ہے:

"شہزادہ عین وقت پر اپنے یاروں کو دھتکار دیگا" ان کی یاد اس کے دل میں بطور ایک نمونے یا پیمانے کے رہجائے گی، جس سے وہ گذشتہ برائیوں سے فائدہ اٹھانے اور دوسروں کو آزمانے کا کام لیا کرے گا۔"

شکسپیر کی تعلیم سے یہ نتیجہ کوسوں دور ہے کہ ایک معمولی شخص" زہریلی فضا میں بسر کر سکتا اور اس میں سے بیمار ہونے کے بجائے تنومند ہو کر نکل سکتا ہے۔ اس عام اخلاقی مسئلہ سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم تو یہ امر ذہن نشین کرنیکے در پے ہیں کہ ہنری پنجم جیسا کہ ہم اسے کمیں کے شروع میں دیکھتے ہیں کسی شدید انقلاب میں سے ہو کر نہیں گزرا، نہ اس کے سینے میں مخالف جذبات کا تلاطم برپا ہے۔ جو وقت کہ خیال کیا جاتا تھا، بری طرح صرف کیا گیا ہے، ایک ایسی خوش نہاد طبیعت کی بدولت جو برائی کی دافع تھی، در اصل اچھی طرح صرف ہوا تھا۔ "ہنری پنجم" کے آغاز ہی میں ہمارے سامنے ایک سلیم الطبع شخص خارجی اسباب کے ساتھ لڑنے اور اس آزمائش سے مظفر و فتحیاب نکلنے کیلئے تیار کھڑا ہوا ہے، جو فنون حرب میں ماہر ہے، ابنائے نوع کی طبیعتوں کا مبصر ہے، خود شناس ہے، بردبار ہے۔ جس کھیل میں اس لڑائی کا قصہ مذکور ہے، وہ جیسا کہ ڈراما ہے، ویسے ہی رزمیہ کے اوصاف سے بھی متصف ہے۔

تو ہنری، جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، ہمارے سامنے ایک تخیلی باعمل انسان کو پیش کرتا ہے اس کی روح کے دائرہ کے اندر کوئی جنگ برپا نہیں ہے: اسکی لڑائیاں سب کی سب بیرونی ہیں۔ لیکن یہ دائرہ ایک حد تک تنگ ہے۔ ہنری کو اخلاقی گہرائیوں کی اس پیمائش سے کوئی سروکار نہیں ہے، جس میں ہم ہملٹ کو سرشار دیکھتے ہیں۔ کلیسا کے فیصلہ کو تسلیم کر لینے سے حق و باطل کے مسائل کی نسبت اس کی تشفی ہو جاتی ہے۔ وہ سزا میں سختی کرنے اور جنگ میں بیرحمی برتنے سے ذرا نہیں جھجکتا۔ بلکہ جہاں کہیں سختی اور بیرحمی کی ضرورت دیکھتا ہے بے کھٹکے کر گزرتا ہے۔ جب وہ ایک خاتون سے محبت آزمائی کرتا ہے، تو مشتعل جذبات یا شاعری سے کام نہیں لیتا، بلکہ سیدھے سادے سپاہی کی طرح ایک "اچھا دل" نذر دیتا ہے۔ بعض نقاد یہ کہہ سکتے ہیں کہ شکسپیر، جس کا نفس بجائے خود اسقدر بسیط تھا، چاہتا یہ ہے کہ ہم بادشاہ کی ان کوتاہیوں کو بہ نظر تحقیر ملاحظہ کریں: اسکی شخصیت میں ایک عظیم الشان

انگلش مین کو تو ضرور دیکھیں، مگر ساتھ ہی اس بات کے آرزومند بھی رہیں کہ وہ کچھ اور بھی ہوتا۔ لیکن شکسپیئر کا ایسا کوئی منشا نہیں ہے۔ وہ اگرچہ شاعر ہے، مگر سادہ منش سپاہی کو تہ دل سے دوست رکھتا ہے اور ہم سے بھی اسی کا امیدوار ہے۔ دنیا خود ایک شاعر کی ہمہ گیر نگاہ کے سامنے 'ہیرو' سے بڑھ کر اور کسی شئے کو پیش نہیں کر سکتی۔

ہم ان خط و خال کی طرف اجمالی اشارہ کرتے ہیں، جنکو کھینچ کر شکسپیئر نے ہنری کی شخصیت کی خوبصورتی اور عظمت دکھائی ہے :۔

ہنری محتاط واقع ہوا ہے۔ وہ ناروا جنگ میں کودنا نہیں چاہتا [ایکٹ ۱، سین ۲] وہ عین وقت پر دور اندیشی سے کام لیتا ہے : عازم فرانس ہونے سے پہلے وہ اطمینان کر لینا چاہتا ہے کہ انگلستان کو اسکاٹلینڈ سے کوئی خطرہ تو نہیں ہے' [ایکٹ ۱، سین ۲]۔ یہ درست ہے کہ وہ منصوبہ باندھنے میں سست ہے، لیکن منصوبہ بندھ چکنے کے بعد اس کے پاؤں نہیں ڈگمگاتے۔ وہ اہانت کا جواب حقارت سے ادا کرتا ہے' [ایکٹ ۱، سین ۲]

جب وہ اپنے مقرب ترین ندیموں کے ہاتھوں غداری سے دوچار ہوتا ہے تو باہمی اعتماد میں ایسی غداری برتنے سے جو تباہی واقع ہوتی ہے، اسکو محسوس کر کے اس کا غصہ معمولی شخصی ناراضی کے نقطہ سے بھی اوپر چڑھ جاتا ہے۔ ایک شریف آدمی کا یہ اخلاقی غصہ مجرمین کے دلوں میں ندامت پیدا کرنے کی تاثیر رکھتا ہے۔ وہ سزائے موت انتقام وری کے جذبے میں نہیں دیتا بلکہ اس انصاف کے تقاضے سے جو بہبودئ عامہ کیلئے ناگزیر ہے۔ اس میں کوئی کمزوری، یہاں تک کہ رحمدلی کی کمزوری بھی نہیں ہے' (مولٹن)۔ لڑائی کے وقت تو وہ شیر نر ہے، لیکن غنیم کے ملک میں کوچ کرتے وقت وہ لوٹ کھسوٹ یا مار دھاڑ کا روادار نہیں ہے' (۳-۶)۔ جب اس کی حالت مخدوش ہو جاتی ہے اور دشمن اسکو حقارت آلود تہدید کا پیام بھیجتا ہے، وہ اپنے موقع کی کمزوری کو راز میں نہیں رکھتا، اور اپنے تئیں بکمال متانت غیر مرعوب ثابت کرتا ہے :۔

'میرا نحیف و زار بدن میرا فدیہ ہے، اور بیماروں اور ناتوانوں کی ایک جماعت میرا لشکر ہے، مگر اس پر بھی توفیق ایزدی سے ہم پیشقدمی کے لئے تیار ہیں، اگرچہ فرانس اور اس کی حامی

ایک اور طاقت ہمارے راستے میں حائل ہو۔ جیساکہ مسٹر مولٹن کہتے ہیں' ہم جوابی دھمکی تو سنتے ہیں' لیکن جوابی دھمکی پھر بھی دشمن کی تقلید میں ہے' ہنری اور آگے بڑھ جاتا ہے اور اس دھوم دھام کی سازرت کی طرف سے ایسی بے اعتنائی برتتا ہے' جس سے انتہا کا اطمینان ٹپکتا ہے۔ اور اس اطمینان کا تکیہ قوت ایمانی پر ہے:

' جانِ برادر' ہماری باگ خدا کے ہاتھ میں ہے نہ ان کے۔'

جنگ سے پہلی رات کے سین میں اس کی بشاشت میں اصلا کمی نہیں آتی۔ اور وہ اپنے گرد وپیش ہر قسم کی برائی سے کچھ نہ کچھ خیر وبرکت کا جوہر ضرور اخذ کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ تاریکی میں کیمپ کا گشت لگاتا ہے اور ہر کس وناکس سے خطاب کرتا ہے' تو اس کی زبان پر بے تکلف وہ لہجہ جاری ہو جاتا ہے جو ہر شخص سے گفتگو کرنے اور ہر شخص کے دل میں مخصوص جوش کی بجلی دوڑانے کیلئے موزوں ہے۔ سپاہیوں سے باتیں کرنے میں وہ عام لوگوں کے دلوں کی تھاہ پانے کی اس قابلیت کا پتہ دیتا ہے جو اس نے آزادہ روی کے ایام میں حاصل کی تھی' اگرچہ وہ اس وقت سر سے پاؤں تک سنجیدگی میں ڈوبا ہوا ہے۔ جب وہ تنہا رہ جاتا ہے تو اس کے قلب پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور اس خطرہ کی گھڑی میں بادشاہت کی ذمہ داری کا بوجھ اس کو دبا دیتا ہے۔ اس وقت گھٹنے ٹیک کر وہ خدا سے التجا کرتا ہے کہ اس کے سپاہیوں کو ہمت وجانبازی عنایت کرے اور تاج وتخت کی دست برد میں اس کے باپ سے جو گناہ سرزد ہوا تھا اس کی سزا اسے نہ دے۔

تہیہ جنگ کے لئے طلب ہونے پر وہ پھر میدانِ عمل کا دھنی بن جاتا ہے اور شجاعت وجانبازی' صداقت وزندہ دلی اور اخوت وبے تکلفی سے بھری ہوئی وہ تقریر کرتا ہے جو بقول کریسگ کے ساری دنیا کے ادب میں رزمیہ خطابت کی بلندترین مثال ہے۔ ایسا سردار ہے اُن افواج میں سے ایک کا' جو ایجن کورٹ میں نبرد آزما ہونے والی تھیں اور ایسا ہے خالص انگلش جذبہ جو اُسکے دل میں بطلیت کی حدت سے بھڑک رہا تھا۔

اب اگر ہم ہنری کے متخاصمین کا خود اُس سے مقابلہ کریں تو ہم کو نہایت ہی غیر معمولی فرق نظر آئیگا: فرق درمیان بناوٹ اور اصلیت کے' گھمنڈ اور بردباری کے' زعم کثرت

اور طلب نصرت کیے۔ یہ فرق ڈافن کی شخصیت میں اور بھی نمایاں ہے، لیکن عموماً دوسرے فرانسیسیوں پر بھی اسی طرح صادق آتا ہے۔ ٹینس کے گیندوں کی سوغات ڈافن کی گستاخانہ افتادِ طبع کی پہلی علامت ہے اور نیز ہنری کی شخصیت سے اس کامل ناواقفیت کی بھی جو تقریر مندرجہ ایکٹ ۲ سین ۴ سے مترشح ہوتی ہے۔ تیسرے ایکٹ پانچویں سین میں تمام فرانسیسی دربار اسی جذبۂ تحقیر کا اظہار کرتا ہے، جو انکی طرف کثرت تعداد کو دیکھتے ہوئے بظاہر معقول بھی معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ انسان علی العموم قرائن پر تکیہ کرنے کا بہت خوگر ہے۔ ہنری کو سوا اس کے اور کیا چارہ ہے کہ فدیہ دینے کیلئے التجا کرے کیونکہ

'فوج اس کی اتنی قلیل، سپاہی اس کے ایسے ذلیل، یقین ہے کہ ہمارے لشکر گراں کو دیکھتے ہی مارے خوف کے اس کا دل بیٹھ جائے گا اور فوراً ہدیہ پیش کر کے رہائی کیلئے گڑگڑائیگا'

کیوں نہ ہو اتنے بہت سے جلیل القدر ڈیوک، بلند اقبال شہزادے، عظیم الشان لارڈ، دلیر بیرن اور بہادر نائٹ اس کے مقابل صف آرا ہیں، جبھی تو تیسرے ایکٹ، چھٹے سین کا تحکمانہ پیام آتا ہے، جس کا جواب ہنری اس اطمینان اور بے باکی سے ادا کرتا ہے۔ لیکن سب سے بڑا فرق جنگ سے پہلی رات کے سین میں دکھایا گیا ہے۔ انگریزوں کا بادشاہ تو اپنے خستہ و درماندہ لشکر کے جائزہ کیلئے نکلتا اور انکی ڈھارس بندھاتا اور ہمت دلاتا ہے، مگر فرانسیسی امرا ہیں کہ اپنے گھوڑوں اور ہتھیاروں کی تعریف میں زبان کے جوہر دکھا رہے ہیں اور ان قیدیوں کو بازی میں لگا رہے ہیں جو ابھی گرفتار نہیں ہوئے۔ دن نکلنے کے شوق میں ایسے بے چین ہیں جیسا کہ بچے صبح عید کے چاؤ میں کروٹیں بدل بدل کر رات بسر کرتے ہیں۔ آنے والی جنگ کو وہ کسی شمار ہی میں نہیں لاتے: 'بس تھوڑا تھوڑا زور لگاؤ، بیڑا پار ہے'۔ ایک طرف امارت کے ٹھاٹھ، بہادری کی ڈینگیں، گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور ہتھیاروں کی جھنجھناہٹ ہے، اور دوسری طرف غور و فکر، حمیت و ایثار، جوش و متانت اور اخوت و توکل کی شان ہے۔

اور یہ مقابلہ کھیل کے عظیم الشان عمل میں ایک جدید رکن زیادہ کر دیتا ہے ـــ معرکہ ایجن کورٹ، جو اب بقول مسٹر مورس کے دو زبردست اقلیموں کے باہمی مجادلہ کی تاریخی

سطح سے ابھر کر فیصلہ الٰہی اور عدالتِ ربانی کی رفیع الشان بلندی اختیار کر لیتا ہے، شاعری اور ڈرامے سے بھی مافوق۔ قومی تہور یا شخصی فتحمندی سے بھی، خواہ کیسی ہی ارفع و اعلیٰ کیوں نہ ہو، کچھ زیادہ تر ہمارے مشاہدہ میں آتا ہے۔ ہمارے مشاہدہ میں مشیت خداوندی کی طرف سے اس اخلاقی قانون کی تائید و حمایت آتی ہے، جس کے مطابق عقل کو کامرانی و سربلندی نصیب ہوتی ہے اور جہل کو ذلیل و سرنگوں ہونا پڑتا ہے۔

چنانچہ جب انگریزوں کی چھوٹی سی جماعت فرانس کے لشکرِ گراں کو زیر کر چکتی ہے اور جبکہ مقتولین کی فہرست سے ایک طرف ۲۵ اور دوسری طرف دس ہزار نفوس کا نقصان ظاہر ہوتا ہے، ہنری کی عمیق شخصیت، بقول مسٹر مولٹن کے ایک خاص نقطہ کا احساس کرتی ہے جو ماورائے فتح و غلبہ ہے: پروردگار! تیرا دستِ نصرت ہمارا حامی تھا!'

کھیل کا مقصدِ خاص
۱ - شخصی
۲ - مذہبی
۳ - ملی

اور ناظرین پر جو کچھ کہ انھوں نے دیکھا، اس کا کیا اثر ہوا؟ یقیناً پہلے تو بہادر بادشاہ اور اُس کے ہمراہیوں کے لئے تحسین و آفرین کا جوش اور اس کے بعد قدرتِ الٰہی کا گہرا احساس، جو ایسے کاموں کا سرانجام کرتی ہے، جن کی بنا حق و راستی پر ہو۔ اور ان کے ساتھ تیسرا احساس اور ہے۔ وہ لوگ جنھوں نے بتوفیق خداوندی ایجن کورٹ کا معرکہ سر کیا، انگریز تھے اور جو صفات کہ انھوں نے وہاں ظاہر کئے، وہی صفات تھے، جو ہر زمانہ میں بہترین انگلستانیوں کا خاصہ ہیں۔ کیا اُن لوگوں کے اخلاف ان کے کارناموں کو دیکھتے اور قطع نظر اور تمام باتوں کے اُن کا جذبہ حب الوطن حرکت میں نہ آتا؟

کھیل کا جو اولین مقصد ہے، اس کے اثرات پر غور کرنا چنداں دشوار نہ تھا۔ اب ہم پانچویں ایکٹ سے بحث کرتے ہیں، جس میں بادشاہ ایک عاشق کے لباس میں دکھائی دیتا ہے۔ یہ سین ڈاکٹر جانسن کی طرف سے ایک اعتراض کا مورد ہوا تھا، اس بنا پر کہ بادشاہ میں نہ تو ہال کی سی زندہ دلی ہے اور نہ ہنری کا سا وقار و دبدبہ۔ لیکن شکسپیر نے نہایت باریک صنعتکارانہ ادراک کا ثبوت دیا ہے جو کھیل کو محض تفریح بخش محبت و دلدادگی کے سین پر تمام کیا۔ اگر سر کو اونچا کر کے ہنری کو رومیو میں بدل دیا جاتا، یا برعکس اس کے، اگر سین کو عشق

سے پُر مذاق اور ہنری کو آل بنا دیا جاتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ ناظرین کی توجہ کھیل کے مقصدِ اصلی کی طرف سے ہٹ جاتی اور ہنری کی شخصیت کے خط و خال مشتبہ ہو جاتے۔ شاعر تو یہ چاہتا ہے کہ ناظرین کے دلوں پر ہنری کا جو اثر چھوڑے وہ سپاہی۔ بادشاہ کا اثر ہو اور وہ اس کے کسی دوسرے اثر سے خلط ملط نہ ہونے پائے جس سے مقصدِ اصلی کی اہمیت گھٹ جانے کا خوف ہے

امر واقعی یہ ہے کہ شکسپیر کے ہنری پنجم سے سالہا سال کی حکمرانی اور جنگ و جدل کے بعد کسی دوسرے رنگ میں محبت آزمائی کی توقع رکھنا دشوار ہے۔ بات چاہے کچھ ہو، شکسپیر نے اس سین کی پیش آمد سے کھیل کی ڈرامائی وحدت کو برقرار رکھا اور ناظرین کو جیسا کہ اس کی غرض تھی، اس حال میں رخصت کیا کہ ان کے دلوں پر عاشق ہنری کا خیال چھایا ہوا تھا بلکہ ہنری (۱) فاتح ایجن کورٹ کا۔

کھیل کے سنجیدہ مقصد میں مذاق کا اختلاط

'ہنری پنجم' میں جیسا کہ ہم اوپر بتا آئے ہیں، تاریخ مذاق سے مخلوط کی گئی ہے۔ مذاقیہ سین خوبی میں کسیقدر گرے ہوئے ہیں اور بجز اس سین کے جس میں فلسٹاف کے مرنے کا بیان ہے' 'ہنری چہارم' کے مذاقیہ سینوں کو ایک بھی نہیں پہنچتا۔ تاہم یہ سین اس مدعا کو پورا کرتے ہیں، جو شکسپیر نے تاریخ کا استعمال کرتے وقت پیش نظر رکھا تھا اور ان میں بعض ایسی شخصیتوں کا چربہ ہوشیاری سے آتارا گیا ہے جن کے مذاق سے طبیعت تھوڑی دیر کے لئے محظوظ ہو جاتی ہے۔

شکسپیر کے ذہن رسا کو دو قوتوں پر تصرف حاصل تھا۔ اور انھیں میں اس کے کمال کا راز مخفی ہے۔ ہر قوت اپنے عروج پر پہنچی ہوئی تھی اور دونوں کا پلہ برابر تھا۔ اس کامل اعتدال کے ساتھ کوئی اور شخص ان قوتوں پر متصرف نہیں ہوا۔ ایک قوت تو حسن کا شاعرانہ صحیح ادراک ہے' دوسری قوت اس بوقلموں دنیا کا محققانہ غائر نظر سے مشاہدہ کرنا اور لذت اندوز ہونا ہے' جس کا حسن اسقدر نظر فریب جزو اعظم ہے۔ حسن گویا نگینہ ہے اور دنیا اس کی انگشتری۔ بعض آنکھیں صرف نگینے ہی کو دیکھتی ہیں اور بعض فقط انگشتری کو۔ شکسپیر کی آنکھ دونوں کو دیکھتی ہے' اور دونوں کو ایک ہی وقت دیکھتی ہے۔ پھر وہ اپنے ہنر

کے زور سے ایک کی چھوٹ دوسری پر ڈالتا ہے جس سے دونوں کے جوہر نمایاں ہو کر
جگمگا اٹھتے ہیں۔ ہنری اور فلولین جو زیادہ تر درخشاں ہیں تو اس لئے کہ وہ کسی علیحدہ
کرہ میں نہیں بلکہ اسی دنیا میں رہتے سہتے ہیں جیسے کہ پسٹل اور نم ہیں: ان کے ساتھ ہیں مگر
اُن میں سے نہیں ہیں۔ اور شکسپیر دیکھتا ہے کہ یہی کلیہ ایک شخص واحد کی ذات پر بھی
حاوی ہے۔ ہم نیکدل فلولین کو اس کی ہمہ دانی، اسکی ندرت، اسکی ویلش مغرور المزاجی
کی وجہ سے اور بھی عزیز رکھتے ہیں، نیز خود بادشاہ بھی اس ہنسی مذاق، میل جول اور بےتکلفی
کی بدولت جو ہم کو اس سے یوں مانوس کر دیتی ہے، زیادہ تر کامل ہیرو بن جاتا ہے۔
بارڈولف اور پسٹل شہدوں سے ذرا یونہیں بہتر ہیں۔ یہ رذالے شاہی کیمپ کی جونکیں ہیں،
جن کا فرانس جانا خون چوسنے کی غرض سے تھا۔ اور جب بارڈولف اور نم چوری کے جرم
میں پھانسی پا گئے اور شیخی باز پسٹل کی ناک فلولین رگڑ چکا، ہمارا دل کہتا ہے کہ وہ اسی صلہ کے
سزاوار تھے۔ مگر پھر بھی ہماری ان کی راہ و رسم اس حد کو پہنچ جاتی ہے کہ بارڈولف، جس کا
چہرہ دیکھنے میں تو سرخ ہے مگر خون میں بہادری کی گرمی نام کو نہیں، اور پسٹل، جو بہادری
کی ڈینگیں بڑھ بڑھ کے مارتا ہے، گیدڑ بھبکیاں خوب دیتا ہے، اور بول چال میں عامیانہ
کھیلوں سے چرائے ہوئے مقفّیٰ جملوں کی بھرمار کرتا رہتا ہے اور نم، جسکی زبان غلط الفاظ و
محاورات استعمال کرنے میں بڑی مشتاق ہے، ہم خواہ مخواہ ان کیلئے ایک گونہ تاسف
محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ اگر شکسپیر کی آنکھ سے دیکھا جائے، چند بہتر اوصاف کے لگاؤ
سے بالکل خالی بھی نہیں ہیں۔ بارڈولف کی زبان پر بے اختیار اپنے دیرینہ مربی فلسٹاف
کے حق میں حسرت و دلسوزی کے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں: کاشکے میں بھی اس مرنے
والے کیساتھ ہوتا، دوزخ میں یا بہشت میں، کہیں بھی ہی۔، اور پسٹل ہیرو۔ بادشاہ
کو دل و جان سے عزیز رکھتا ہے۔ اب رہا شوخ و طرار لڑکا جو سامان کے محافظین کے ہمراہ
ایجن کورٹ میں مارا گیا، اس کے لئے ہمارا دل اور بھی زیادہ غمناک ہوتا ہے۔

’ہنری پنجشم‘ ڈرامائی نشو و نما میں ناقص ہے۔ اپنی اندرونی بندش اور اپنے شاندار
لب لباب] افتتاحیوں میں یہ رزمی نظم کی خصوصیات کا حصہ دار ہے۔ اسکے بعض

مذاقیہ سین، بخلاف اُس توقع کے جو ہم شکسپیر سے رکھتے ہیں، بالکل پھیکے ہیں۔ بظاہر خیال کیا جاسکتا ہے کہ بعض سنجیدہ سینوں میں بالخصوص فرانسیسیوں سے پیش آمد میں شکسپیر تعصب پر اُتر آتا ہے۔ مگر اس سے ہم بایں عذر قطع نظر کرسکتے ہیں کہ اسی پیش آمد کے ذریعہ سے اسنے کھیل کے مخصوص اخلاقی اثر کو قوی بنادیا اور پھر کھیل کے آخر میں یہ دعا بڑھا کر اس بدسلوکی کی تلافی بھی قرار واقعی کردی: "اور پھر کبھی جنگ انگلستان اور فرانس کو ایکدوسرے پر خونچکاں تلوار بلند کرنے کیلئے نہ ورغلانے!"

کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس دعا میں خود شکسپیر کی آواز سن رہے ہیں۔

جہاں اتنی بہت سی باتیں قابل ستائش ہوں، وہاں نقائص کی گرفت کرنا ناشکری میں داخل ہے۔ شکسپیر کا کوئی کھیل ایسا نہیں، اور ہمارا یہ ادعا اس کے مترادف ہے کہ کوئی نغمہ صریر قلم سے ابتک ایسا برآمد نہیں ہوا جس کا آہنگ اسقدر دور رس ہو۔ شاعری اور خطابت کے شائقین ہمیشہ اسکے افتتاحیوں اور تقریروں کو سن کر اش اش کیا کریں گے! شکسپیر اور شکسپیر کی شخصیتوں کے شیدائی ہمیشہ اس میں ایک ایسے ہیرو کا جلوہ دیکھینگے جو شکسپیر کی اپنی تخیل کا کرشمہ ہے؛ دلدادگان جمہوریت، اس میں جابجا اخوت و مساوات کی وہ جھلک پاکر محظوظ ہوتے رہینگے جو ادنیٰ و اعلیٰ افراد کو ایک ہی دائرے میں کھڑا کرکے باہمی پاسداری کا سماں دکھاتی ہے۔ انگریزوں کیلئے تو "ہنری پنجم" ہمیشہ ایک شہنائی کا کام دیگا، جسکی خوش آیند صدا ان کے کانوں میں گونج گونج کر گذشتہ شاندار فتوحات کی یاد تازہ کرتی اور آیندہ فتوحات کیلئے انکے دلوں کو ابھارتی رہیگی۔

تسخیر فرانس

اشخاص

ہنری پنجم، بادشاہ انگلستان۔
ڈیوک آف گلاؤسٹر اور ڈیوک آف بیڈفرڈ، برادران ہنری۔
ڈیوک آف ایگزیٹر، ہنری کا چچا۔ ڈیوک آف یارک، ہنری کا چچا زاد بھائی۔
ارل آف سالسبری، ارل آف ویسٹ مارلینڈ، ارل آف وارک، آرچ بشپ آف کینٹربری،
بشپ آف الائی، ارل آف کیمبرج، لارڈ سکروپ، سر طامس گرے،۔ امرائے انگلستان۔
سر طامس ارفنگھم، گور، فلولین، میکمورس، جامی،۔ افواجِ انگلستان کے افسر۔
بیٹس، کورٹ، ولیم۔ انگریزی فوج کے سپاہی۔
پسٹل، نم، بارڈلف۔ " " " لڑکا، ان تینوں کا نوکر۔
ایک ایلچی (ہیرلڈ)۔
چارلس ششم، بادشاہِ فرانس۔
لوئی، شہزادہ ڈافن، (ولیعہد فرانس)۔
ڈیوک آف برگنڈی، ڈیوک آف آرلینز، ڈیوک آف بوربن، امرائے فرانس۔
کانسٹیبل آف فرانس،۔ فرانسیسی لشکر کا سپہ سالار۔ رم بورس اور گرانڈ فری، فرانسیسی لارڈ۔
گورنر آف ہارفلور، قلعہ ہارفلور کا سردار۔
ماونٹ جا، قاصد فرانس۔ دوسرے سفیر
ازبلا، ملکۂ فرانس۔ کتھرین، شہزادی فرانس۔ الائس، کتھرین کی مصاحبہ۔
کوچہ ایسٹ چیپ کے ایک شرابخانے کی مالکہ جو پہلے مسٹرس کوئکلی مشہور تھی۔ اور اب پسٹل کی زوجہ ہے۔

امراء، خواتین، سپاہی، شہری، قاصد، خدمت گار، کورس (راوی)۔

مقام: پہلے انگلستان، پھر فرانس۔

۷۸۶

تسخیر فرانس

تمہید

راوی[1] آتا ہے۔

کاش میرے شعلہ پیکر شاہینِ تخیل کے شہپر پرواز میں اتنی قوتِ رسا ہوتی کہ آسمانِ جدت ومعانی سے مضامین تازہ وتر کے روشن اور تابندہ تارے توڑ لاتا۔ اے کاش، کوئی رفیع الشان دارالسلطنت ہماری تماشہ گاہ کا کام دیتا، جس میں شہزادے نقل کرتے تو بادشاہ اس تماشائے ذوق افزا کو دیکھکر داد دیتے، پھر ہمارا ہنرمند ہیری[2] بھی اس فاتح[3] فرانس کی شجاعت کا اس خوبی سے حق ادا کرتا کہ بہرامِ فلک کی صورت آپ کی آنکھوں میں پھر جاتی۔ افلاس اور قتل وغارت کے خونخوار تازی زنجیر اطاعت میں بندھے ہمراہ رکاب ہوتے کہ اشارہ پاتے ہی دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ مگر اے ناظرینِ پرتمکین، ہمارے سست اور شکستہ قلم کو معاف فرمایئے جس نے آپ کے روبرو اس حقیر اور فرسودہ سے پردہ پر ایسی مہتم بالشان مہم کا مرقع کھینچنے کی جرأت کی۔ کیا اقلیمِ فرانس کا وہ وسیع میدانِ جنگ اس پالی میں سما سکتا ہے؟

۱۔ الزبتھ ملکۂ انگلستان کے عہد میں دستور تھا کہ تماشا شروع ہونے سے پہلے ایک یا زیادہ شخص سٹیج پر آکر ناٹک کے مطالب سے ناظرین کو آگاہ کر دیتا تھا۔ اسے ڈرامے کی اصطلاح میں کورس کہتے ہیں۔ ہم نے اسکی جگہ راوی استعمال کیا ہے۔ ۲۔ ہنری پنجم کی نقل کرنیوالا ایکٹر۔ ۳۔ ہنری پنجم مراد ہے۔ ۱۲

کیا یہ ذلیل چوبی گنبد[1] اُن بہادرانِ آہن پوش کی تگ وتاز کے لیئے کافی ہو سکتا ہے' جن کی جولانیوں کو دیکھکر ایجن کورٹ[2] کے میدان میں ہوا بھی چوکڑی بھول گئی تھی؟ معزز ناظرین' غور تو کیجیے کہ صفر جیسا وجود بے بود لاکھوں کروڑوں کی کثیر مقدار کا قلیل سی جگہ میں احاطہ کرلیتا ہے اسی طرح ہم ہیچمدان بھی اس جنگِ عظیم پر حاوی ہونیکے لیئے آپ کی قوتِ متخیلہ کو اپنے معمولی اشاروں کنایوں سے بہت کچھ وسعت دے سکتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لیئے فرض کرلیجئے کہ اس محدود چاردیواری میں دو زبردست اقلیمیں' فرانس اور انگلستان' واقع ہیں جن کے مقابل کے سواحل کو جو سروں کو بلند کیئے آمنے سامنے خم ٹھونکے کھڑے ہیں' ایک تنگ اور مخدوش آبنائے جدا کرتی ہے۔ ہماری کوتاہیوں کی اپنے دوربین قیاس سے یوں تلافی کیجیئے کہ سٹیج کا ایک ایک سپاہی آپ کی نظر میں گویا ہزار نبرد آزماؤں کا دستہ ہے اور عرصہ کارزار میں ہمت وجوانمردی کے جوہر دکھارہا ہے۔ اور جب ہم گھوڑوں کا ذکر کریں تو سمجھ جایئے کہ وہ سچ مچ آپ کی آنکھوں کے سامنے گرم جولاں ہیں اور اپنی خاراشکن ٹاپوں سے سرزمین فرانس کو نرم وگداختہ کرکے اس کی پیشانی پر فتح وفیروزی کی مہریں کررہے ہیں۔ اپنی آنکھوں پر تصور کی عینک لگاکر دیکھیئے کہ ہماری سٹیج کے بادشاہ کس تزک واحتشام سے منزل بہ منزل کوچ کررہے ہیں۔ یونہیں وقت کے دریائے بے پایاں کو بھی قیاس کی کشتی میں عبور کرلیجیئے' گویا سالہا سال کے واقعات چند گھڑیوں میں آپ کے دیکھتے دیکھتے پیش آرہے ہیں۔ اب یہ ناچیز راوی اس داستان کو بیان کرنے کی اجازت کا خواستگار ہے تو ساتھ ہی آپ سے بذوق وشوق سماعت فرمانے اور فیاضانہ داد دینے کا امیدوار بھی ہے۔

راوی جاتا ہے

[1] اس زمانہ میں تھیٹر کی عمارت گول یا بیضوی شکل کی ہوتی تھی۔ [2] فرانس کا ایک مشہور شہر' جہاں انگریزوں نے اکتوبر ۱۹۱۵ء میں فرانسیسیوں پر فتح پائی تھی۔ ۱۲

پہلا ایکٹ

پہلا سین

محل شاہی۔ بارگاہ

آرچ[1] بشپ آف کینٹربری[2] اور بشپ[3] آف الائی[4] آتے ہیں

آرچ بشپ جناب، آپ نے سُنا؟ اسی تجویز پر پھر زور دیا جا رہا ہے، جو آنجہانی کی حکومت کے گیارھویں برس پیش ہوئی تھی اور اگر زمانہ کے نا مُلائم حالات اسے معرضِ التوا میں نہ ڈالدیتے تو اس کا ہمارے خلاف نفاذ پا جانا کچھ بعید نہ تھا۔

بشپ حضور اقدس، تو اس کا تدارک ہم کیونکر کرسکتے ہیں؟

آرچ بشپ یہی تو غور طلب ہے۔ اگر یہ منظور ہوگئی تو نصف جائداد ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی، اور اُن سب زینات سے ہاتھ دھونا پڑے گا، جو دیندار لوگوں نے کلیسا کے نام وصیتاً وقف کی ہیں۔ اس کی شرح یہ ہے کہ خدماتِ شاہی کے جلدو میں پندرہ ارل[5]، پندرہ سو نائٹ[6]، چھ ہزار دو سو اسکوائر[7]، ان سب کے جو مصارف کہ واجب الادا ہونگے وہ ہمیں کو دینے پڑینگے: پھر مریضوں، معذوروں اور مسکینوں کی معاش کے لئے سو لنگر خانوں کی رسد بھی ہمیں کو

---

[1] لاٹ پادری۔ [2] انگلستان کے ایک ضلع کا صدر مقام۔ [3] پادری۔ [4] انگلستان کے ایک ضلع کا صدر مقام۔ [5] امراء انگلستان کا ایک طبقہ مارکوئیس اور وسکاونٹ کے درمیان۔ [6] ازمنہ متوسطہ میں ایک جنگجو آزاد طبقہ، جس کو معزز فوجی خدمات تفویض کی جاتی تھیں۔ [7] زمیندار۔ ۱۲

مہیا کرنی پڑے گی۔ اسی پر اکتفا نہیں، شاہی خزانۂ خاص میں سالانہ پندرہ ہزار اشرفی الگ داخل کرنا ہوگی: یہ منشا ہے اس تجویز کا۔

بشپ اِتنا بڑا گھونٹ!

آرچ بشپ جی ہاں، صراحی مع جام۔

بشپ بھلا، اس کی روک تھام؟

آرچ بشپ بس ایک بادشاہ سلامت ہی کی ذات سے کچھ اُمید ہے کیونکہ اُن کے مزاج میں لُطف و احسان کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

بشپ اور مقدس کلیسا کے تو وہ دل سے بہی خواہ ہیں۔

آرچ بشپ حالانکہ نوجوانی کے انداز دیکھکر اس کی ہرگز توقع نہ تھی۔ اِدھر باپ کی رُوح نے جسم سے پرواز کی اور اُدھر آوارگی کا جوش اُن کی طبیعت میں فرو ہی نہیں ہوا، بلکہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ فنا بھی ہوگیا۔ اور ساتھ ہی فرشتۂ بصیرت نازل ہوا، جس نے خبائثِ بشری کی کثافت دور کرکے اُس کے سینے کو جنتُ الفردوس کی طرح پاک وصاف کر دیا، تاکہ اس پر انوارِ ملکوتی اپنا پرتَو ڈال سکیں۔ یکا یک کسی کا یوں عالمِ باعمل بن جانا میرے سننے میں تو آیا نہیں: یا کسی کی طبیعت کے سمندر میں اصلاح وخیر کی دفعتہً ایسی پُرزور طغیانی آئی جس کی زبردست لہروں نے خطا وعصیان کو خس وخاشاک کی طرح کنارہ پر پھینکدیا ہو، اور نہ پندار وخشونت کا وحشی جن کسی کے سر سے یُوں آناً فاناً میں اُترا ہے جیسا کہ اس بادشاہ کے سر سے۔

بشپ یہ انقلاب ہمارے لیئے خیر وبرکت کی دلیل ہے ؎

ہمایوں منزلے کاں خانہ را ہاتے چنیں باشد ۔۔۔ مبارک کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد

آرچ بشپ اگر تم اسے الٰہیات پر بحث کرتے ہوئے سُن لو تو سر دُھننے لگو اور بے اختیار پکار اٹھو کہ ہمارے بادشاہ کیلیئے بجائے تخت کے ممبر زیادہ موزوں تھا: مُہماتِ مُلکی میں رائے زنی کرتے ہوئے سنو، تو مان جاؤ کہ سیاسیات سے اُسے دِرَاثت

شغف رہا ہے ؛ اور جب وہ کسی جنگ کی کیفیت بیان کرنے لگے تو لڑائی کا ہنگامہ اور باجوں کا شور آپ کے کانوں میں گونج اُٹھے ۔ اگر آپ اُس کی توجہ کسی مشکل مسئلہ کی طرف مبذول کر دیں تو آپ کے اِس عقدۂ لاینحل کو وہ اس آسانی سے کھول دیگا، جیسا کہ اپنی تلوار کے ڈورے کو۔ جب وہ باتیں کرتا ہے تو آزلودہ رو رقاصۂ صبا ٹھٹک کر کھڑی ہو جاتی ہے اور دم بخود ہو کر اُس کی میٹھی میٹھی دل آویز باتیں سننے کے لئے لوگوں کے کانوں میں گھستی پھرتی ہے۔ غرض اُس کا علم اور عمل دونوں زندگی کے اصول اخذ کرنیکے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ حیرت تو اس بات پر ہے کہ یہ کمالات اُس کی ذات میں آپ ہی آپ کیونکر جمع ہو گئے، کیونکہ اسے ہمیشہ تو لغویات سے سروکار رہا ہے۔ اُس کے ہم صحبت سب کے سب نالائق، نابکار اور چھچھورے تھے، اُس کا سارا وقت جلسوں، ہنگاموں اور کھیل تماشوں میں گزرتا تھا۔ کسی نے اُسے نہیں دیکھا کہ سیر سپاٹوں سے اور واہی تباہی صحبتوں سے مُنھ موڑ کر کبھی تو کتابوں کی طرف توجہ کی ہو، یا گوشۂ تنہائی میں بیٹھکر اپنی حالت پر غور کیا ہو۔

بشپ ولایتی شہتوت کا پودا جنگلی پودوں کے آس پاس خوب سرسبز ہوتا ہے۔ خوشگوار اور شیریں توت اسی ذلیل ہمسائے میں پختہ ہوتے ہیں۔ بس یونہی ہمارے ہونہار شہزادے نے بھی اپنی طبیعت کے جوہر کو آوارگی کی نقاب میں چھپائے رکھا، اور وہ موسمِ گرما کے سبزے کی طرح اندر ہی اندر فروغ پاتا رہا جو راتوں کو اپنی خداداد قوتِ نامیہ کی بدولت چپ چاپ نشو و نما حاصل کرتا رہتا ہے۔

آرچ بشپ بے شک یہی بات ہے۔ معجزات کا تو زمانہ گیا، اب ہمیں چاہیے کہ واقعات کے رونما ہونے میں جو قرائن کہ موجود ہوں اُن کو تسلیم کر لیں۔

بشپ لیکن حضور، اس تحریک کا کیا توڑ ہو گا، جسے دار العوام نے اس شد و مد سے پیش کیا ہے؟ بادشاہ سلامت تو اسکی طرف مائل نہیں ہیں؟

آرچ بشپ بظاہر تو اُن کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ بلکہ محرکین سے خوشنود ہونے کے بجائے

زیادہ تر ان کا رجحان ہماری ہی طرف پایا جاتا ہے۔ کیونکہ میں نے اُن کو معاملاتِ فرانس کے ضمن میں ایسی رقم خطیر نذر دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے کہ ابتک کلیسا کی طرف سے کسی بادشاہ کو بوقت واحد نہیں گزرانی گئی۔

بشپ تو بادشاہ سلامت نے اس پیشکش کو کس نظر سے دیکھا؟

آرچ بشپ بہت کچھ خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ مگر اتنا وقت نہ تھا کہ اُن واضح اور صحیح اسناد کو باطمینان تمام ملاحظہ فرماتے جن کے بموجب مملکتِ فرانس کی نہ صرف چند ولایتیں بلکہ تاج و تخت بھی حضور انور کو ان کے جد بزرگوار ایڈورڈ سوم کے سلسلہ میں پہنچتا ہے۔

بشپ آخر اس کے بیان کرنے میں کیا امر مانع ہوا؟

آرچ بشپ ہوا یہ کہ اسی وقت سفیر فرانس نے باریابی کی درخواست کی۔ مگر خیر، اسکے گوش گزار کرنے کا موقع اب آیا ہے۔ چار بج چکے؟

بشپ جی ہاں۔

آرچ بشپ آیئے اب جا کر سفیر کا پیام سنیں۔ مگر اس فرانسیسی کی زبان کھلنے سے پہلے ہی میں ازروئے قیاس اس کی سفارت کا مقصد بیان کر سکتا ہوں۔

بشپ بہت خوب، مجھے بھی سننے کا بہت اشتیاق ہے۔

[پردہ گرتا ہے

دُوسرا سین

لندن۔ بارگاہِ شاہی

بادشاہ ہنری، گلاؤسٹر، بڈفرڈ، اگزیٹر، وارک، ویسٹ مارلینڈ اور خدمتگار

بادشاہ ہنری ہمارے فضیلت مآب آرچ بشپ آف کنٹربری تشریف فرما ہیں؟
اگزیٹر حضور! ابھی نہیں آئے۔
بادشاہ ہنری تو عمو جان! ذرا اُن کو بُلا بھیجیے۔
ویسٹ مارلینڈ جہاں پناہ! سفیر فرانس کو باریابی کی اجازت دی جائے؟
بادشاہ ہنری برادر عزیز! ابھی توقف کیجیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پہلے فرانس کے اُن اُمور کی نسبت یکسوئی کر لیجائے جنکا خیال ایک عرصہ سے ہمارے دل میں کھٹک رہا ہے۔

[آرچ بشپ آف کنٹربری اور بشپ آف الائی آتے ہیں

آرچ بشپ خدا اور اُس کے ملائکہ مقربین اس مقدس تخت کے نگہبان رہیں، اور زمانہ دراز تک حضور انور کے جلوس ہمینت مانوس سے اسکی زینت بڑھتی رہے!
بادشاہ ہنری انشاءاللہ! ہمارے پیشوائے دین پناہ! شرعاً اور قانوناً ارشاد ہو کہ قانونِ سلیقہ جو فرانس کے آئینِ بنیادی میں درج ہے، ہمارے دعووں میں خلل انداز تو نہ ہوگا۔ لیکن ہمارے معزز و خیر خواہ رہنمائے دین! ایسا نہ ہو کہ جناب اپنے بیان میں تاویل، تصنع یا مبالغہ کو دخل دیں اور اپنی ذی شعور رُوح کو دیدہ و دانستہ ایسے دور از کار اور بادر ہوا حقوق کی ذمہ داری سے گرانبار کریں جو صداقت کے جوہر سے عاری ہوں۔ کیونکہ جناب جس امر کی ہم کو تحریص دینگے، اس کی تعمیل میں وہ عالم الغیوب ہی بہتر جانتا ہے، کہ کتنے متنفس جو آج زندگی کی ہوا کھا رہے ہیں، اپنی جان سے گذر جائینگے۔ پس خود ہماری جان کو معرضِ خطر میں ڈالنے اور ہماری خواب ناز میں غافل پڑی ہوئی شمشیر خون آشام کے ہشیار کرنے میں ذرا حزم و احتیاط کو کام فرمائیے گا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دو بادشاہوں میں تلوار چلی ہو اور ہزاروں بندگانِ خدا کے سر تن سے جدا نہ ہوئے ہوں۔ اُن بے گناہوں کے خون کا ایک ایک قطرہ بجائے خود درد و حسرت کی ایک تصویر بنجائے گا، اور اُن تلواروں کو سان پر چڑھانے والے ظالم کے خلاف فریاد کرے گا جو اس

چندروزہ باغِ حیات کے سیکڑوں پھولے پھلے درختوں کو کاٹ ڈالیں گی۔ بس، میں اپنی حجت تمام کرچکا۔ اب جو کچھ آپ کی زبان صدق بیان سے نکلے گا، اسے ہم گوش حق نیوش سے سنکر دل میں جگہ دینگے اور یقین کرلینگے کہ وہ جناب کے ضمیر منیر سے ایسا خالص ہوکر نکلا ہے جیسا کہ اصطباغ سے معصیت کی آلودگی پاک ہوجاتی ہے۔

آرچ بشپ اے بادشاہ فریجاہ! اور اے امرائے نامدار جن کی معزز خدمتیں اور قیمتی جانیں اس تخت فرخندہ بخت سے وابستہ ہیں، میری طرف متوجہ ہوں۔ حضور انور کو فرانس کا دعوے کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے، مگر وہی جسکو اہل فرانس شاہ فیری منڈ سے منسوب کرتے ہیں، کہ کوئی عورت ارض سلیقیہ میں وراثت کی حقدار نہیں؛ اور غلط فہمی سے کہتے ہیں کہ ارض مذکور مقبوضات فرانس سے ہے اور یہ کہ اس قانون کا بنانے والا اور طبقہ نسواں کو توریث سے محروم کرنے والا فیری منڈ تھا۔ لیکن خود انھیں کے اہل قلم صاف صاف لکھتے ہیں کہ ارضِ سلیقیہ دریائے ایلب اور سالا کے مابین جرمنی میں واقع ہے، جہاں چارلس اعظم نے سیکسن قوم کو مغلوب کرکے کچھ فرانسیسیوں کو آباد کردیا تھا؛ اور انھوں نے جرمن عورتوں کو ان کی بعض بدکرداریوں کے باعث ذلیل ورسوا کرنے کیلئے یہ قانون جاری کیا کہ ارضِ سلیقیہ میں کسی عورت کو ترکہ پانے کا حق نہ ہوگا۔ حالانکہ یہ سرزمین، جیسا کہ میں ابھی ابھی بیان کرچکا ہوں، دریائے سالا اور ایلب کے درمیان جرمنی میں واقع ہے، اور آجکل مائزن کے نام سے موسوم ہے۔ اور لطف یہ کہ ارض مذکور ۴۲۶ء میں شاہ فیری منڈ کی (جسے وہ زبردستی اس قانون کا واضع سمجھتے ہیں) وفات کے تین سو اناسی (۳۷۹) برس بعد فرانسیسیوں کے قبضہ میں آئی ہے؛ اور چارلس اعظم نے سیکسن قوم کو مغلوب کرکے فرانسیسی نوآبادکاروں کو دریائے سالا کے اس پار ۸۰۵ء میں بسایا تھا۔ ماسوا اس کے ان کے مورخ کہتے ہیں کہ شاہ پے پن جس نے چلڈرک

کو معزول کیا تھا، بسلسلۂ لمتھل دختر گلوتھیر فرانس کے تخت و تاج کا حقدار ہوا۔ اسی طرح ہیو کے بیٹا نے بھی چارلس اعظم کے صحیح النسب وارث چارلس نواب لارین کو تخت سے اُتار کر اپنا حق ثابت کرنے کیلئے (جو اصل میں بالکل بے بنیاد اور باطل تھا) اپنے سلسلۂ نسب کو لیڈی آرنگیر سے ملا دیا، جو بیٹی تھی شارلی ین کی، اور وہ بیٹا تھا شاہنشاہ لوئی کا، اور وہ بیٹا تھا چارلس اعظم کا۔ علیٰ ہذاالقیاس شاہ لوئی کو بھی، جو غاصب ہیو کیپٹ کا اکلوتا وارث تھا "تاج فرانس کو زیب فرق کرکے اس وقت تک کل نہ پڑی، جب تک کہ یہ اطمینان نہ کرلیا کہ اُسکی دادی ملکہ ازبلا لیڈی ارمنگیر مذکورہ بالا چارلس نواب لارین کی دختر کی اولاد سے تھی: اس رشتہ نے چارلس اعظم کے خاندان کا حق از سر نو تاج فرانس میں ٹانک دیا تھا۔ پس یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے کہ شاہ پے پن کا دعوئے ہیو کیپٹ کا حق، اور بادشاہ لوئی کا اطمینان، ان سب سے عورتوں کو حق وراثت حاصل ہونے کی تصدیق و توثیق ہوتی ہے۔ بایں ہمہ وہ لوگ جہاں پناہ کو حق اناث کے سلسلہ میں دعوئے کرنے سے روکنے کی خاطر اسی قانون کی آڑ لیں گے۔

بادشاہ ہنری تو کیا ہم حق حق اور راست راست فرانس کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟

آرچ بشپ جلالت مآب بادشاہ، اس کا بار گناہ میرے سر! کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ جب کوئی اولاد نرینہ چھوڑے بغیر مر جائے تو اُس کی میراث بیٹی کو ملے گی۔ اے بلند اقبال بادشاہ، حصول حق کے لئے اُٹھ کھڑا ہو! اپنے خون افشاں علم کو کھول دے! اپنے نامی گرامی بزرگوں کی یاد تازہ کر! اے شاہ ذیجاہ، اپنے جد عالی مقدار کے مزار کی جس کے سلسلہ میں تجھے اقلیم فرانس پہنچتی ہے زیارت کر اور اس کی رُوح پر فتوح سے مدد مانگ۔ ہاں، اپنے عم ذی حشم اڈورڈ بلیک پرنس کے مقبرہ پر بھی حاضر ہو، جس نے فرانس کی ساری فوج کو زک دیکر اپنی خوں چکاں تلوار سے صفحہ کارزار پر قتل و تباہی کا عبرت انگیز اور قیامت خیز مرقع کھینچ دیا تھا

اُدھر اُس کا کوہ وقار باپ ایک بلند پہاڑی پر کھڑا اپنے شیر دل فرزند کو گرگانِ فرانس کے خون میں پیرتے ہوئے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ مرحبا اور صد آفریں ہے انگلستان تیرے اُن مایہ ناز بہادروں کو جنھوں نے نصف فوج سے تو مغرور فرانسیسیوں کی ناک زمین پر رگڑ دی، اور نصف تلوار نیام میں رکھے موقع کی منتظر، الگ تھلگ کھڑی ہوئی تماشہ دیکھتی رہی۔

بشپ اُن یکہ تازانِ میدانِ شجاعت کی یاد کو تازہ کر دیئے اور اپنے زور بازو سے اُن کے کارناموں کا سکہ ایکبار پھر قلبِ عالم پر بٹھا دیجئے! تو انھیں کا لختِ جگر تو ہے۔ یہ تخت جس پر تو جلوہ آرا ہے، اُن کے پاؤں کو بھی بوسہ دے چکا ہے۔ تیری رگوں میں بھی وہی خون اور وہی جرات جاری و ساری ہے، جس نے اُنکو چار دانگ عالم میں سرخرو اور سرفراز کیا تھا۔ اور اے میرے اولوالعزم وعالی ہمم ولی نعم، ماشاء اللہ، تو تو ان سے بھی کئی درجہ شجیع اور ذی فہم ہے۔ نام خدا شباب کا عالم ہے۔ ملک ستانی اور جہانگیری کا اس سے بہتر اور کون موسم ہوگا ؎

تیغِ مبارزاں نہ کند در دیارِ خصم   چنداں اثر کہ ہمتِ کشور کشائے تو

اگزیٹر ہاں جملہ تاجورانِ عالم کی آنکھیں آپ ہی کی طرف لگی ہیں کہ اِس خانوادہ کے نامی گرامی شاہانِ ماضیہ کی طرح حضور بھی اپنی ناموری کا جھنڈا کب بلند کرتے ہیں۔

ویسٹ مارلینڈ سب جانتے ہیں کہ حق آپ کی طرف ہے، دولت آپ کی لونڈی ہے، تدبیر آپ کی کنیز ہے۔ انگلستان کے تخت پر کبھی ایسا بادشاہ رونق افروز نہیں ہوا تھا، جس کے امرا ایسے دولت مند اور رعایا ایسی عقیدتمند ہو۔ اُن کے شہباز دل تو آشیانۂ جسم کو چھوڑ کر اشتیاقِ صید میں ابھی سے فرانس کے دشت وجبل پر منڈلاتے پھرتے ہیں۔

آرچ بشپ اے کاش! یونہی اُن کے قالب بھی وہاں ہوتے اور تن من دھن سے اپنے بادشاہ کے حقوق کی حمایت کرتے۔ ہم اہلِ کلیسا بھی حضور انور کی خدمت میں

ایک ایسی معتدبہ رقم امداداً پیش کرنے پر آمادہ ہیں، جس کی نظیر عہدِ ماضیہ میں بھی نہ ملے گی۔

بادشاہِ ہنری ہمیں نہ صرف فرانس پر حملہ کرنے کیلئے تیار ہونا چاہیئے، بلکہ ضروری ہے کہ اسکاٹلینڈ کے مقابلہ میں بھی مدافعت کا پورا پورا بندوبست کرلیں، جو کیا عجب ہے موقع پاکر پوری قوت سے ہمارے ملک پر چڑھ دوڑے۔

آرچ بشپ اے چوں وہم ازافتتاحِ آزمائش دُور ہیں وے جو عقل از ابتدائے آفرینش کاروں
اے بادشاہِ کار آگاہ! اُن ذلیل سرحدیوں کے دفع کرنے کو ہمارے پہاڑی قبائل سدِّ سکندری سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔

بادشاہ ہنری ہماری مراد سرحدی اُٹھائی گیروں ہی سے نہیں ہے، بلکہ ہمیں تو سکاٹلینڈ کی تمام شاہی فوج سے خدشہ ہے۔ یہ نامہربان ہمسایہ ہمارے حق میں ہمیشہ مارِ آستین رہا ہے۔ تاریخ شاہد ہے، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میرے جدِ نامدار نے فرانس پر فوج کشی کی ہو اور اہلِ سکاٹلینڈ ہمارے بے حفاظت مُلک پر بلائے بے درماں کی طرح نہ آپڑے ہوں۔ جس طرح سمندر کی خوفناک طوفانی موجیں اپنی پوری قوت سے اندھا دُھند حملے کرکے کمزور ساحل کے پرخچے اُڑا دیتی ہیں، اسی طرح اس منحوس پڑوسی نے اپنے وحشیانہ حملوں سے ہمارے بے پناہ مُلک کو زیروزبر کردیا ہے۔

آرچ بشپ حضور والا، مادرِ انگلستان کو سکاٹلینڈ سے کبھی اتنا نقصان نہیں پہنچا، جتنا کہ اُسے خوف رہا ہے۔ جبکہ اس کے بہادر فرزند سرزمین فرانس پر داد مردانگی دے رہے تھے اور اپنے جگر بند کی موت سے اِس کا دل داغ داغ تھا، اس حالت میں بھی اِس نے محض اپنی حفاظت ہی نہیں کی بلکہ سکاٹلینڈ کے سپاہیوں کو بکریوں کی طرح گھیر لیا اور اُن کے بادشاہ کو قید کرکے فرانس بھجوا دیا، جس سے بادشاہ اڈورڈ کی شہرت کا ڈنکہ ساری دنیا میں بج گیا۔ تاریخ کے صفحے اس کے کارناموں سے ایسے ہی پُر ہیں، جیسے سمندر کا دامن بے شمار غرق شدہ زر و جواہر سے

مالا مال ہے۔

ویسٹ مارلینڈ لیکن ایک مقولہ ہے بہت ہی قدیم اور معقول کہ اگر تم فرانس کو تسخیر کرنا چاہتے ہو تو ابتدا سکاٹلینڈ سے کرو۔ اس لئے کہ جب کبھی شہباز انگلستان جستجوئے صید میں نکلتا ہے، تو سکاٹلینڈ کا موذی نیولا چپ چاپ اُس کے آشیانہ میں آگھستا ہے اور اس کے بیش قرار انڈوں میں سے کچھ کھاتا ہے کچھ تلف کرتا ہے، چوہوں کی طرح جو بلّی کی غیبت میں کیا کیا اچھلتے کودتے ہیں اور پھر اتنا کھاتے نہیں جتنا کہ نقصان کرتے ہیں۔

اگزیٹر گویا اس سے آپ کا یہ مطلب ہے کہ بلی گھر سے باہر ہی نہ نکلے۔ مگر یہ تو عذر لنگ سے کم نہیں۔ کیا چیز بست کی حفاظت کے لئے ہمارے پاس قفل اور صندوق موجود نہیں ہیں؟ اور کیا اُن ناچیز اچکّوں کے پکڑنے کو پھندے تیار نہیں ہیں؟ ممکن ہے کہ ایک ہی وقت مسلح اور طاقتور بازو تسخیر ممالک میں زور آزمائی کرتا ہو، اور مدبر دماغ خود اپنی حفاظت میں مصروف ہو۔ یہی حال حکومت کا ہے کہ ہر چند متعدد طبقوں میں تقسیم ہو مگر ایک ہی آئین کی پابندی سے کسی قسم کی ابتری واقع نہیں ہوتی اور تمام ملک میں امن وامان قائم رہتا ہے، مثل موسیقی کے جو محض آواز کے اتار چڑھاؤ کی ایک خاص تنظیم کا لطیف نتیجہ ہے ؎

نوائے مطرب بشنو کہ صوتِ راحت افزایش — بہ زیر و بم چو ناہید آورد در چرخ کیواں را

آرچ بشپ اسی لئے مقنن قدرت نے نوع بشر کے مختلف طبقے قرار دئے ہیں کہ ہر طبقہ اپنا اپنا فرض لگاتار ادا کرتا رہے اور ان سب کا ایک ہی اصول ہو یعنی اطاعت۔ شہد کی مکھیوں کا عمل درآمد بھی اسی پر ہے جو ایک ہی قانونِ قدرت کے مطابع ہیں اور انسان کو انتظام سلطنت کے طریقے سکھا سکتی ہیں ؎

وحی نے اُس کو سکھائے ہیں حکومت کے اصول — ہو رہی ہے نحل سے بھی قدرتِ حق آشکار

انکے چھتے میں بادشاہ ہوتا ہے اور قسم قسم کے عمال ہوتے ہیں، جن میں سے

بعض مثل قاضی کے مقامی مُفسدوں کی سیاست کرتے ہیں، بعض بطور تاجروں کے باہر کاروبار کرتے پھرتے ہیں، بعض سپاہیوں کی طرح نیش سے مسلح ہوکر موسم گل میں پھولے پھلے باغوں پر دھاوا کرتے ہیں، اور فتح کی نفیریاں بجاتے ہوئے مالِ غنیمت لاکر اپنے بادشاہ سلطانِ یعسوب کو نذر کر دیتے ہیں جو ایوانِ شاہی میں بیٹھا ہوا امور مہمات کو انجام دیتا ہے، اور ساتھ ہی اِس بات کی نگرانی بھی کرتا ہے کہ کہیں تو خوشدل معمار چھتے کی سنہری جالیاں بناتے اور گاتے جاتے ہیں، کہیں امن شعار رعایا شہد کا قوام درست کر رہی ہے کہیں غریب جفاکش مزدور بھاری بھاری بوجھ اٹھائے جوق جوق تنگ دروازوں میں داخل ہو رہے ہیں، اور کہیں عبوس صورت کوتوال مجہول نکھٹو کو بے رحم جلاد کے حوالہ کر رہا ہے ؎

از اتفاقِ مگس شہد می شود پیدا　　خدا چہ لذتِ شیریں در اتفاق نہاد

اِسی طرح ممکن ہے کہ اکثر باتوں کے عنوان الگ الگ ہوں، مگر غرض وغایت انکی ایک ہی ہو۔ بہت سے تیر مختلف اطراف وجوانب سے چھوڑے جاتے ہیں، مگر ایک ہی نشانہ پر جا کے بیٹھتے ہیں: بہت سے مختلف راستے ایک ہی منزل پر ملتے ہیں: بہت سے شیریں اور مصفا دریا ایک ہی کھاری سمندر میں اپنا پانی ذخیرہ کرتے ہیں: دھوپ گھڑی کی لکیریں سب کی سب ایک ہی مرکز پر جمع ہوتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس سیکڑوں ہزاروں کام ایک ہی وقت مختلف طور پر شروع کئے جاتے ہیں اور بخیر وخوبی انجام کو پہنچ کر ایک ہی مقصد کو پورا کرتے ہیں ؎

چاہیئے ایک سب کا ہو مقصود　　گو ہوں سب کے جدا جدا اغراض

پس ؎ خسروا، تاج بخت تخت نشاں　　بر سر تاج وتخت گنج فشاں

در جہانگیری وجہانبانی　　جم وقت وسکندر ثانی

اُٹھ، فرانس پر فوج کشی کرنے کیلئے کمر باندھ۔ سپاہِ انگلستان کے چار حصے کر

ایک حصہ اپنے ساتھ لیجا، جس سے تو فرانس کو بیخ و بُن سے ہلا سکتا ہے۔ اور اگر بقیہ تین چوتھائی فوج کی مدد سے ہم اپنے گھر کو کتوں سے نہ بچا سکیں تو اسی قابل ہیں کہ بلاؤں میں مبتلا ہوں اور ہماری قوم سے شجاعت و تدبّر کا تمغہ چھین لیا جائے۔

[چند چوبدار جاتے ہیں

بادشاہ ہنری ڈافن کے ایلچیوں کو بُلواؤ۔
اب ہم اپنے ارادہ میں راسخ ہو گئے۔ اے عمائدِ سلطنت، تم ہمارے قوّتِ بازو ہو، خدائے بزرگ و توانا کی تائید و توفیق اور تمہاری اعانت وسعی سے فرانس ہمارا ہے۔ یا تو رفیع الشان کشورِ فرانس کے تخت پر متمکن ہو کر اُسکی شاہانہ ریاستوں پر بھی، جن میں سے ہر ایک بجائے خود ایک اقلیم ہے، ہمارا حکم جاری ہوگا، یا ہماری لاشیں کہیں ایسی جگہ پیوندِ خاک ہو جائینگی کہ اُن پر کوئی مزار بنے گا نہ کوئی یادگار قایم کی جائیگی۔ اور یا تو تاریخ ہمارے کارناموں کی تعریف و توصیف میں رطبُ اللسان ہوگی، یا ہماری تربتیں نقشِ دیوار کی طرح بالکل ساکت و صامت ہونگی۔ اُن کے سرہانے نہ کوئی لوح نصب کی جائے گی اور نہ کوئی تعویذ رکھا جائیگا ؎

سبزے کی سبز چادر مرقد پہ اک چڑھی ہو　　پھولوں کے بدلے جس پر حسرت برس رہی ہو
سنگِ لحد سے تصویر اک یاس کی کھڑی ہو　　جائے چراغ جس پر تاریکی چھا رہی ہو

سر پیٹتی ہو حسرت، اور نوحہ خواں ہو ارماں
ماتم کرے تمنّا، ہو شوق مرثیہ خواں

سُنسان مقبرہ ہو، ہر سو ہو ہُو کا عالم　　اور لہلہا رہا ہو سبزے کا اس پہ پرچم
ہر پھول داغِ غم ہو، ہر نخل نخلِ ماتم　　آنسو بہا رہی ہو تربت پہ میری شبنم

تنہائی ہو محافظ خاکی مکاں کی میرے
اور بیکسی ہو درباں اُس آستاں کی میرے

[سفیرانِ فرانس باریاب ہوتے ہیں

ہم اپنے برادر عزیز ڈافن، ولیعہد فرانس کا پیام سننے کے مشتاق ہیں۔ میں نے سُنا ہے کہ آپ کو خاص ڈافن نے تحفے تحائف دیکر بھیجا ہے، نہ کہ بادشاہ نے۔

ایک سفیر (آگے بڑھ کر) پہلے ارشاد ہو کہ ہم آزادی کے ساتھ لفظ بہ لفظ اُن کا پیام ادا کریں یا محض اُس کا مفہوم اور لب لُباب عرض کر دیا جائے۔

بادشاہ ہنری میں جابر و ظالم حاکم نہیں ہوں بلکہ ایک مسیحی بادشاہ ہوں۔ نفس میرا ایسا ہی مطیع و منقاد ہے جیسا کہ بندی خانے میں ذلیل و بے بس قیدی۔ ڈافن کے پیام کو بے کم و کاست بیان کرو ؏

من آن کس نیم کز غرور و حشم زبے چارگاں روئے درہم کشم

سفیر بسر و چشم! عرض خدمت عالی میں یہ ہے کہ زیادہ عرصہ نہیں گذرا حضور نے چند سفیر بھیجکر اپنے دادا شاہ اڈورڈ سوم کے سلسلہ میں فرانس کی بعض ریاستوں کا دعویٰ کیا تھا، جس کے جواب میں ہمارے آقائے ولی نعمت شہزادہ ولیعہد بہادر فرماتے ہیں کہ ہنری جیسا رنگیلا، لہو و لعب، رقص و سرود کا متوالا اور فرانس کی ریاستوں کا دعویٰ! اس کے لایق تو یہ سوغات ہے۔ اسے قبول فرمایئے اور پھر کبھی ان ریاستوں کا نام زبان پر نہ لایئے۔ یہ ہے ہمارے شہزادے کا پیام۔

بادشاہ ہنری عم نامدار، کیا سوغات ہے؟

اکزیٹر گیند ہیں، حضور!

بادشاہ ہنری ہم بہت محظوظ ہوئے کہ ڈافن ہم پر اسقدر لطف فرماتے ہیں۔ اُن کی سوغات تو آپ کی زحمات کا شکریہ۔ جب میں اپنی تھاپی سے اِن گیندوں کی دھجیاں اڑا چکوں گا تو فرانس میں آکر ڈافن سے مقابلہ کرونگا اور بفضلہ تعالیٰ اُسکے باپ کا تاج جیت کر رہوں گا۔ ڈافن سے کہنا تونے ایسے مشاق کھلاڑی کو ٹوکا ہے، جو فرانس کے کسی پالے کو لئے بغیر نہ چھوڑے گا۔ میں اسکو خوب جانتا ہوں۔ وہ ہماری گذشتہ روش پر بھُولا ہوا ہے۔ نادان نے یہ خیال

نہ کیا کہ ہم نے اس سے کیا کیا سبق حاصل کئے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ انگلستان کے ناچیز جزیرہ کو میں کبھی خاطر ہی میں نہیں لایا، اس لئے ہمیشہ شوریدہ سری میں مُبتلا رہا۔ قاعدۂ کلیہ بھی یہی ہے کہ جب انسان کو کسی چیز سے دلچسپی یا تعلق خاطر نہیں ہوتا تو اُس کی طرف سے اکثر خالی الذہن رہتا ہے۔ ڈافن سے کہو' میں شان وشکوہ اُس وقت اختیار کرونگا' اپنے تئیں بادشاہ اُس وقت جانوں گا' جاہ و اقبال کا پرچم اُس وقت اُڑاؤں گا' جبکہ میں اپنے تئیں فرانس کے تخت پر جلوہ گر دیکھ لونگا۔ اسی تمنا میں تو میں نے شاہانہ کرّوفر کو ترک کر رکھا ہے' اور ملک گیری کے دنوں کے انتظار میں ایک معمولی آدمی کی طرح سختیاں جھیلی ہیں۔ ہاں ہمارے اجلال وجبروت کا نیّر تاباں اس آب وتاب سے درخشاں ہوگا کہ تمام فرانس کی آنکھیں خیرہ ہو جائینگی' اور ڈافن کو تو اتنی بھی تاب نہ ہوگی کہ اُس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ اپنے خوش مذاق شہزادے سے جاکر کہنا' تیرے تمسخر نے ان گیندوں کو توپ کے سنگین گولوں میں بدل دیا ہے۔ جن کی آتش باری تیری رُوح کو ابدالآباد تک جلاتی رہے گی۔ تیرا یہ تمسخر ہزارہا عورتوں کو اُن کے سرتاج شوہروں سے چھُڑا دیگا' ہزاروں آباد گودیاں اس کی بدولت اُجڑ جائیں گی' بستیاں ویران اور قلعے مسمار ہو جائیں گے۔ ہاں' تیرے اس تمسخر کی بدولت تیرا نام ہمیشہ حقارت سے لیا جائے گا' اور تیری روح پر آنیوالی نسلوں کی لعنت اور پھٹکار برسا کرے گی۔ مگر یہ سب باتیں مشیّت خدا پر موقوف ہیں' میں اُسی سے رجوع کرتا ہوں' اور اسی کا نام لیکر ڈافن سے کہتا ہوں کہ ہشیار رہے۔ میں آرہا ہوں۔ وہیں تجھے تیری گستاخی کی سزا دوں گا' اور بزور بازو اپنا جائز حق حاصل کر ونگا۔ آپ صاحب بخیر وخوبی واپس جایئے اور ڈافن کو جتلا دیجیے کہ تیری دل لگی پر لوگ اتنے ہنسنے نہ ہونگے' جتنا کہ روئیں گے۔ اُس وقت تیری ساری شیخی کرکری ہو جائے گی' اور کفِ افسوس مل کر کہے گا ع اے روشنی طبع تو برمن بلاشدی

اچھا، خدا حافظ!

[سفیر جاتے ہیں۔

پیام تو بڑا پُر لطف ہے!
دیکھنا وہ کیسی منہ کی کھاتا ہے۔ اے افسرانِ فوج، دیکھو ایک قیمتی لمحہ بھی ہاتھ سے نہ دو، مبادا کوچ میں دیر ہو جائے۔ اب مجھے اگر کوئی خیال ہے تو تسخیر فرانس کا۔ یا خدائے بزرگ و برتر کا جسے میں اپنے تمام ارادوں پر مقدم سمجھتا ہوں فی الفور لشکر درست ہو، تمام باتوں کو سوچ سمجھ لو تاکہ ہماری ہمت کے بازوؤں میں اور پر و بال لگ جائیں۔ توفیق الٰہی سے ہم اس ڈافن کا سر اسی کی گلی میں جا کر کچلینگے۔ ہر شخص جنگ کیلئے جلد سے جلد کمربستہ ہو جائے!

[پردہ گرتا ہے

دوسرا ایکٹ

تمہید

راوی آتا ہے

اے لو، انگلستان کے تمام نوجوانوں کی رگوں میں بجلی دوڑ گئی، آرام طلب کاہلی اٹوانٹی کھٹوانٹی لے کر ایک کونے میں جا پڑی۔ اسلحہ فروشوں کی بن آئی۔ ہر شخص کے دل میں ناموری کی امنگ جوش پر ہے۔ گھوڑے خریدنے کو لوگ جائدادیں فروخت کر رہے ہیں اس تہیہ میں کہ اپنے بادشاہ کے ساتھ ہی جو تمام مسیحی تاجداروں کی صفات کا مظہر و آئینہ ہے ہم پر روانہ ہوں، ایک دوسرے پر سبقت لیجانیکی کوشش کر رہا ہے۔ شاہد امید

فضائے فرانس میں جلوہ آرا ہے' ہاتھ میں ایک شمشیر آبدار ہے جس میں جڑاؤ تاج' مرصع دستاریں اور زرتار کلاہیں ہنری اور اُس کے سپاہیوں کو انعام دینے کیلئے آویزاں ہیں۔ فرانسیسی ان ہیبت ناک تیاریوں کی بروقت خبر پاکر سہم رہے ہیں۔ اور اندر ہی اندر انگلستانیوں کا کھیل بگاڑنے کی ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں۔ اے مادرِ انگلستان! بفحوائے ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر' تو اپنی عظمت و بزرگی کا آپ ہی آئینہ ہے۔ اگر تیرے فرزند سب کے سب سعید و رشید ہوتے؟ تو تجھ سے ایسا کیا کچھ ظہور میں نہ آتا' جس کے باعث تیرا نام اور بھی روشن ہو جاتا؟ لیکن ذرا اپنی قسمت کی کوتاہی دیکھ۔ دشمن نے تیرے بعض ایسے کم ظرف کپوت ڈھونڈ نکالے' جن کے دلوں کو اُس نے سونے چاندی کی جھلک دکھا کر آسانی سے موہ لیا ہے۔ وہ کون ناخلف ہیں؟ ایک رچرڈ ارل آف کیمبرج دوسرے لارڈ سکروپ آف میشم' تیسرے سرطامس گرے آف نارتھمبرلینڈ' ان تینوں کور باطنوں نے طلائے فرانس کی طمع میں جن سے ان کے قالب اور نیت کا ناقص العیار ہونا ظاہر ہے' غنیم سے سازش کرلی کہ بس چلے گا تو عازم فرانس ہونے اور ساؤتھمپٹن میں نزول اجلال فرمانے سے پہلے ہی بادشاہ سلامت کے دشمنوں کا کام تمام کر دینگے۔

ناظرین' عنانِ صبر تھامے رہیئے۔ ہم زمین کی طنابیں کھینچ کر مسافت کی صعوبت گھٹا دیتے ہیں۔ اور دور دراز کے طول طویل واقعات کیا دکھائیں گے' دریا کو کوزے میں بھر دیں گے۔

رشوت آگئی' باغیوں نے ہامی بھر لی۔ بادشاہ سلامت نے لندن سے کوچ فرمایا اور ہمارا سین ساؤتھمپٹن کو منتقل ہوا۔ فرض کر لیجئے کہ اس وقت آپ وہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں سے ہم آپ کو فرانس لیجائیں گے۔ اور پھر صحیح و سالم واپس لے آئیں گے۔ سمندر پر ایک انجیر ایسا چھونکدینگے کہ عبور کرنے میں آپ کو اصلا تکلیف نہ ہو' ہمارا ذمہ جو کسی کو قے آئے یا متلی اٹھے۔ مگر چندے لندن ہی میں قیام فرمایئے۔ ساؤتھمپٹن کی جلدی نہ کیجئے۔ بادشاہ سلامت کے نکلنے میں ابھی کچھ توقف ہے۔

[راوی جاتا ہے

پہلا سین

لندن، ایک گلی

کارپورل نم اور لفٹننٹ بارڈولف باتیں کرتے ہوئے آتے ہیں

بارڈولف "آہا! کارپورل نم، خوب ملاقات ہوئی اس وقت"

نم "گڈ مارننگ، لفٹنٹ بارڈولف"

بارڈولف "نم یہ تو بتا دو، تم میں اور پسٹل میں ابھی دوستی ہے؟"

نم "مجھ سے پوچھتے ہو، تو مجھے اس کی پروا بھی نہیں۔ میں بڑے بول نہیں بولا کرتا، موقع پر دیکھ لینا کیا دِلگی ہوتی ہے۔ مگر خیر دیکھ لینگے۔ لڑائی کا تو مجھے شوق نہیں، لیکن ایک دفعہ آنکھ بند کرکے تلوار کھینچ ہی لونگا۔ یہ ہے تو معمولی سی، مگر کیا ہوا، اس کے منھ کو تو لہو لگا ہوا ہے؛ اور جو کاٹ کسی اور تلوار میں ہوگا، وہی اس میں بھی ہے۔ چلو چھٹی ہوئی۔

بارڈولف "میں تم دونوں میں دوستی کرانے کے واسطے ایک جلسہ عنایت کرتا ہوں۔ ہم تینوں بھائی بن کر فرانس چلینگے۔ سمجھے کارپورل، وقت پر نہ اینٹھ جانا۔"

نم "ایمان کی قسم! میں اکیلا ہی بھلا۔ یقین جانو جب کہ مجھے اُس سے بن دوستی کئے بغیر ہی نہ بن پڑے گا، تو جیسی مصلحت سمجھونگا، کرونگا۔ اپنا یہی تکیہ ہے، اور اسی پر ہمارا دارومدار ہے۔

بارڈولف "کارپورل، یہ بات سچ ہے کہ نیلی کوئیکلی نے پسٹل سے شادی کرلی ہے۔ اس میں شک نہیں، اُس نے تم سے بیوفائی کی، کیونکہ وہ پہلے سے تمہاری منسوبہ تھی۔"

نم میں کچھ نہیں کہتا، جو ہونے کا تھا ہوا۔ جب آدمی سوتا پڑا ہوتا ہے، تو اسے سر پیر کی خبر نہیں ہوتی، اور خنجر کی دھار تیز ہوتی ہے۔ غرض وہی ہوتا ہے جو

قسمت کا لکھا ہوتا ہے۔ مگر صبر کے پاؤں میں لنگ سہی وہ گرتے پڑتے منزل پر پہنچا ہی دیتا ہے۔ جو کچھ ہوگا دیکھ لینا۔ میری زبان کیوں کھلواتے ہو؟"

[پسٹل اور کرنیل کو کلی آتے ہیں

بارڈلف لیجئے پسٹل اور اُس کی جورو آرہی ہے۔ دیکھو تم' یہیں کھڑے رہو' چپ چاپ۔ کہو' خانساماں صاحب' خیریت ہے؟

پسٹل کیوں بے پاجی' ہمیں تو بھٹیارا کہتا ہے۔ اسی سر کی قسم اس لفظ سے مجھ کو سخت نفرت ہے' اب میری نیلی بھی مسافروں سے کوئی سروکار نہ رکھیگی۔

بھٹیاری ہاں' ہاں' تمہاری جان کی قسم کبھی نہیں۔ [نم تلوار کھینچتا ہے]... "لوگو دہائی! دوڑو! ارے دوڑو! تلوار کھنچ گئی! دن دہاڑے خون ہوا چاہتا ہے۔

[پسٹل بھی تلوار کھینچ لیتا ہے]

بارڈلف ہاں' ہاں' کیا کرتے ہو۔ لڑائی جھگڑا کچھ نہ ہونے پائے۔

نم "ہشت!"

پسٹل ہشت انجس پلید کن کٹے کُتے! مردود' نامعقول' ہشت!

بھٹیاری "اچھے کارپورل' تم ہی تامل کرو۔ میان میں رکھو اس موئی تلوار کو۔"

نم "بس پرے ہٹ' تو کیوں دخل درمعقولات دیتی ہے۔"

پسٹل "درمعقولات! ملعون' دوزخی' درمعقولات تیرے منہ میں' تیری ناک میں' تیرے پیٹ میں' شیطان کے بچے قسم اپنے پیر کی' درمعقولات کو تیری توند میں' تیری آنتوں میں گھسیڑ دونگا! خبیث' دیکھ' پستول کا گھوڑا چڑھا ہوا ہے' ابھی دَن سے نہ داغ دوں تو کہنا۔"

نم ابے تو نے مجھ کو بھوت پریت سمجھا ہے جو تیری اس جھاڑ پھونک اور جنتر منتر سے بھاگ جاؤنگا۔ خبردار' ابھی کھڑے کھڑے تیری ساری شیخی نہ نکال دی ہو تو سہی۔ دیکھ پسٹل' اگر زیادہ چین چپڑ کی' تو چندیا پر ایک بال نہ چھوڑونگا' مارے جوتوں کے صیقل کردونگا' صیقل۔ تو نے سمجھا کیا ہے؟ بچا ستا چھٹنا

چاہتا ہے تو ابھی میرے سامنے سے چلتا پھرتا نظر آ۔ ہاں کہدیا ہے بس۔"

پسٹل "شیخی خورے، بیچوڑے، بھگوڑے! موت تیرے سر پر کھیل رہی ہے۔ اور قہر تیرے شوق وصال میں آغوش کھولے ہوئے ہے۔ لے کھینچ تلوار!"

بارڈلف "نہیں سنتے، میں کیا کہتا ہوں؟ جس نے پیش دستی کی اس کے پیٹ میں یہ تلوار قبضے تک نہ بھونک دوں تو مجھے سپاہی نہ کہنا۔" [تلوار کھینچ لیتا ہے

پسٹل اوہو، یہ تو بڑی بھاری قسم ہے۔ ہمارے غصہ کو فرو ہو جانا چاہئے۔ اچھا تو لا اپنا ہاتھ، اپنا اگلا پنجہ بڑھا: تو ہے تو بڑے دل گردے کا!"

نم دیکھ، میں پھر کہے دیتا ہوں، ایک دن تیری گردن نہ مروڑ ڈالوں تو سہی۔

پسٹل "گردن نہ مروڑ ڈالوں؟ ہاں، یہ بات ہے! میں پھر تیری تھوتھنی پر تھوکتا ہوں پاجی کتے، تو میری بی بی کو اڑا لیجانا چاہتا ہے۔ کیوں؟ کسی محتاج خانے میں کیوں نہیں جاتا، کوئی جذامی، کوڑھن رل جائے گی، مزے سے جورو بنا لینا تو اسی قابل ہے۔ میڈم کوئکلی ہماری ہے اور ہمیشہ ہماری رہیگی۔ دنیا میں اس کا جواب نہیں۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ لے جاتا کیوں نہیں؟"

[لڑکا (نوکر) آتا ہے

لڑکا "داروغہ صاحب، رسلدار بہادر کے پاس چلو، اور بی صاحبہ آپ بھی چلئے۔ ان کا مزاج بہت خراب ہو رہا ہے۔ اب آرام کرنا چاہتے ہیں۔ بارڈلف بہادر آپ ہی چل کے ذرا اپنا سرخ انگارا لال بھبو کا چہرہ گرمی پہنچانے کو انکے کپڑوں میں ڈالدو۔ ایمان کی قسم انکی حالت اسوقت از حد بگڑ گئی ہے۔"

بارڈلف "چل ہٹ، بدمعاش!"

بھٹیاری "قسم اپنے سرکی! وہ کوئی دن میں دایۂ اجل کو لبیک کہنے والے ہیں۔ بادشاہ سلامت نے بیچارے کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ میں جاتی ہوں، دیکھیو جلدی آئیو۔ [بھٹیاری اور لڑکا جاتے ہیں

" لو، اب تم دونوں میں دوستی ہو جائے۔ ہم تینوں مل کے ایک ساتھ فرانس

چلیں گے ۔ یہ کیا شیطان کی سنوار ہے جو ہم اس طرح سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں !"

پسٹل "کیوں نہیں زمین پھٹ جاتی اور آسمان گر پڑتا !"

نم "میرے آٹھ روپیہ نہیں دلاؤ گے' جو میں تم سے شرطوں میں جیتا تھا ؟"

پسٹل "ایسی تیسی اس کی جو دے ۔"

نم "اور میں بے لئے تم کو چھوڑونگا نہیں ۔"

پسٹل "مرد ہو تو آؤ ۔ ہماں گو ہماں میدان !" [دونوں تلواریں کھینچ لیتے ہیں

بارڈولف " (تلوار کھینچ کر) اسی تلوار کی قسم' جس نے پہلے ہاتھ اُٹھایا' اُسے یہیں ڈھیر کر دوں گا' یہیں ۔"

پسٹل قسم اور پھر تلوار کی قسم ! کس کی مجال ہے جو اسکے خلاف کرے ؟

بارڈولف "تم اگر دوستی کرتے ہو تو کرلو' اگرچہ نہیں تو جاؤ' آج سے ہمارے ساتھ بھی تمھارا کوئی تعلق خاطر نہیں ۔ دیکھو کہا مانو ۔"

نم شرطوں میں میں نے جو اس سے آٹھ روپئے جیتے تھے' پہلے وہ تو دلواؤ ۔"

پسٹل "روپئے سات تو اسی دم دئے دیتا ہوں' اور کچھ شراب پلواؤنگا' وہ الگ' پھر ہم میں تم میں دوستی اور بھائی چارہ مربوط ہو جائیگا ۔ میں نم کے ساتھ رہونگا اور نم میرے ساتھ میں رہے گا' بڑے مزے سے گزریگی ۔ میں لشکر میں میرسامان ہو جاؤنگا ۔ بڑا نفع ہوگا ۔ لا یار ہاتھ تو ملا ۔"

[بھٹیارمی واپس آتی ہے]

بھٹیاری "اگر تم عورت کے جنے ہو' تو فوراً رسلدار صاحب کے پاس چلو ۔ اللہ اس غریب پر رحم کرے' تپ سے بیچارے کا یہ حال ہو گیا ہے کہ دیکھا نہیں جاتا ۔ لے پاؤں اُٹھا کے چلو ۔"

نم درحقیقت میں بات یہ ہے' حضور بادشاہ سلامت نے اسکے ساتھ بُرا سلوک کیا ۔"

پسٹل "تم سچ کہتے ہو' اسی بات سے غریب کا دل شکستہ اور چاک چاک ہو گیا ہے ۔"

نرم "بادشاہ سلامت یوں تو بہت اچھے بادشاہ ہیں، مگر قضائے الٰہی کو کون روک سکتا ہے؟ کبھی کبھی وہ بے طرح ڈگمگا کر بیٹھتے ہیں۔"

پسٹل "تو آؤ ہم تم مل کے چلیں اور اُس کے دل کو تسلی اور ڈھارس دیں۔ اب تو ہم دو جان ایک قالب ہیں۔"

[پردہ گرتا ہے]

دوسرا سین

ساؤتھمپٹن ۔ ایوانِ شورے

اگزیٹر، بڈفرڈ اور ویسٹ مارلینڈ داخل ہوتے ہیں

بڈفرڈ خدا خیر کرے، بادشاہ سلامت کا ان دغا بازوں کی وفاداری پر اسقدر تکیہ کرنا زعم اور بے احتیاطی کی دلیل ہے۔

اگزیٹر اے جناب، وہ بچکر کہاں جاتے ہیں، ایک نہ ایک دن پا ہی لئے جائینگے۔

ویسٹ مارلینڈ دیکھو تو سہی وہ بظاہر مطمئن اور بے لگاؤ کیسے نظر آتے ہیں۔ گویا دنیا بھر کی اطاعت مندی اور وفاشعاری انھیں پر ختم ہے۔

بڈفرڈ ان کے سارے منصوبوں کا حضور کو برابر پرچہ پہنچتا رہتا ہے اور اس انداز سے کہ ان کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو۔

اگزیٹر اللہ اکبر! جو شخص اس کا مقرب خاص ہو اور جسے اسکے عنایات بے غایات نے مجہول و بے حس کردیا ہو، وہی کورنمک غنیم سے رشوت لیکر اپنے ولی نعمت کی جان اس عیاری کے ساتھ ہلاکت میں ڈالنے پر تل جائے!

[سلامی ہوتی ہے۔ بادشاہ ہنری، لارڈ سکروپ آف میشم، رچرڈ آف کیمبرج،

سرطامس گرے اور خدمتگار آتے ہیں]

بادشاہ ہنری ہوا موافق ہے۔ اب مناسب ہوگا کہ لنگر اُٹھا دیا جائے۔ کیوں جناب کیمبرج اور مہربان سکرپ اور مشفق نائٹ سرطامس گرے، آپ صاحبوں کی کیا رائے ہے؟ آیا جو فوجیں ہمارے ساتھ ہیں وہ دشمن کو نیچا دکھانے اور ہماری کاربرآری کیلئے کافی نہ ہونگی؟

سکرُپ آقائے کامگار، ممکن ہے، بشرطیکہ ادائے فرض میں ہر شخص اپنی جان لڑا دے۔

بادشاہ ہنری یقیناً ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ ایک شخص بھی ہمارے ہمراہ ایسا نہیں ہے، جس کا مدعائے دلی وہی نہ ہو جو ہمارا ہے۔ اور نہ کسی ایسے شخص کو ہم پیچھے چھوڑے جاتے ہیں، جو ہماری نصرت و فتحمندی کیلئے دست بدعا نہ ہو۔

کیمبرج چشمِ فلک نے ابتک حضور کا ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس سے لوگ محبت بھی کرتے ہوں اور ڈرتے بھی ہوں۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ رعایا برایا میں کوئی فرد بشر ایسا بھی ہے، جو عہدِ ہمایونی میں آزردہ یا دل تنگ ہو۔

گرے سچ ہے! بلکہ حضور انور کے جو دشمن کہ پشتینی تھے ان کے عناد کی تلخی بھی حلاوت میں بدل گئی ہے۔ اور اب سب کے سب کامل تدین اور خلوص دل سے حق خدمت ادا کر رہے ہیں۔

بادشاہ ہنری یہ امر ہمارے لئے بہت کچھ موجب تشکر ہے۔ اگر ہم بھی بقدر لیاقت اور قربت کے قدر افزائی نہ کریں، تو یہ پرلے درجہ کی ناحق کوشی ہوگی۔

سکرپ یونہیں وابستگانِ دولت بھی ہمیشہ ادائے فرائض میں عزم صمیم سے کام لینگے اور لگاتار حضور کے احکام کی تعمیل میں قدردانی کی امید سے تازہ دم ہو ہوکر جان لڑاتے رہیں گے۔

بادشاہ ہنری ہم کو یہی توقع ہے۔ چچا ایگزیٹر! کل جو شخص ہم پر حملہ کرنیکے الزام میں ماخوذ ہوا تھا اسے رہا کر دیا جائے۔ ہمارا خیال ہے کہ شراب کی بدمستی میں وہ اسوقت اپنے سے باہر ہو گیا تھا؛ اب ہوش بجا ہونے پر جان بخشی کیجاتی ہے۔

سکرپ مرحمت خسروانہ اسی کا نام ہے؛ مگر گستاخی معاف! یہ زعم سے خالی نہیں۔ جہاں پناہ، اسے سزا ملنی چاہیئے؛ کہیں اس کی بریت سے دوسروں کے حوصلے بھی نہ بڑھ جائیں۔

بادشاہ ہنری مابدولت و اقبال کے لئے عفو و مرحمت ہی زیادہ زیبا ہے۔

کیمبرج بے شک! اسمیں کلام نہیں۔ لیکن ساتھ ہی کسیقدر سیاست بھی ضرور ہے۔

گرے اگر قرار واقعی تنبیہ کے بعد اس کا قصور بحل فرمایا جائے تو یہی بڑی رعایت ہے۔

بادشاہ ہنری افسوس آپ پر ہماری محبت اور خیر خواہی کا جذبہ اسقدر غالب ہو رہا ہے کہ کسی طرح اس بدبخت سے درگزر کرنے کی تائید نہیں کرتے۔ اگر خفیف خطاؤں سے جو محض مزاج کی بے اعتدالی کے باعث وقوع میں آئی ہوں، چشم پوشی روا نہیں ہے، تو بتاؤ جب ایسے سنگین جرائم ہمارے سامنے پیش ہوں، جن کا ارتکاب بہت غور و خوض اور بحث و پُز کے بعد کیا گیا ہے، تو اُن کو کس نظر سے دیکھا جائے گا؟ خیر، ہم اُس شخص کو رہا کرتے ہیں، گو کیمبرج، سکرپ اور گرے اینجانب کی ذاتِ شاہانہ کے تحفظ میں اُسے سزا دلانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اب رہے، امور فرانس! ہاں تو وہ کون لوگ ہیں جنکو ابھی احکام تفویض نہیں ہوئے۔

کیمبرج حضور، ایک تو یہ خانہ زاد ہے؛ آج یاد دہی کے لئے ارشاد ہوا تھا۔

سکرپ فدوی کو بھی یہی فرمایا گیا تھا۔

گرے اس جاں نثار کو بھی۔

بادشاہ ہنری اچھا تو ارل رچرڈ، لو یہ ہدایت نامہ تمھارے لئے ہے؛ لارڈ سکرپ، یہہ تمہارے لئے؛ سر گرے، یہ تمھارے لئے۔ آگاہ رہو، تم لوگوں کی لیاقت مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے .... بھائی ویسٹ مارلینڈ، چچا اگزیٹر، آج شب کو لنگر اُٹھا دینا چاہیئے .... ہیں! یہ کیا! تم نے ان پروانوں میں کیا بات دیکھی، جو آناً فاناً تمھارے چہروں کا رنگ اُڑ گیا؟ دیکھتے ہو؟

یکبارگی ان کے منہ کیسے فق ہوگئے۔ ارے آخر تم نے ان میں کیا لکھا پایا،
جو تمھارا خون خشک ہوگیا؟ ؎
سرخی رخوں سے اڑگئی منہ زرد ہوگئے دعوائے مردمی تھا یہ! نامرد ہوگئے

کیمبرج میں اپنے جرم کا اقبال کرتا ہوں۔ اب میرا بھروسہ حضور کے رحم و کرم پر ہے۔

گرے اور سکرپ ہم خطاکار بھی اسی کے امیدوار ہیں۔

بادشاہ ہنری رحم کا دریا، جو ابھی ابھی ہمارے سینہ میں موجیں ماررہا تھا، خود تمھاری رائے کے افسوں سے نہ صرف ساکن بلکہ خشک و ناپید ہوگیا۔ رحم کا واسطہ دیتے ہوئے تمھیں شرم تو نہیں آتی؟ بداصل کتے جس طرح بعض اوقات اُلٹا اپنے مالک پر آپڑتے ہیں، اسی طرح تمھاری دلیلوں نے خود تمھیں کو اپنے شکنجے میں کس کر عرصۂ زندگی تم پر تنگ کردیا۔ اے میرے شہزادو دراے میرے وفادار امیرو، تم ان خبیثوں کو دیکھتے ہو؟ یہ ہمارے مہربان نواب کیمبرج ایستادہ ہیں۔ تم شاہد ہو کہ جہانتک ہماری محبت کا مقتضا تھا، ہم نے اس کی شان کے شایاں جملہ لوازمات مہیا کئے۔ لیکن اس مردود نے فرانس کے بہکانے سے چند خرمہروں کی خاطر، یہاں ہیمپٹن شائر میں ہماری نقد جان کو بیچنے کی ہامی بھرلی۔ اور اس نابکار نائٹ نے بھی، جو کیمبرج سے کچھ کم ہمارا مورد الطاف نہ تھا، ایسا ہی قول و قرار کیا۔ لیکن آہ! لارڈ سکرپ، ظالم، نمکحرام پاجی! بتا تو سہی تجھے کیا کہوں، تو انسان ہے یا درندہ؟ تو تو میرے گنجینۂ اسرار کا کلید بردار تھا۔ آہ! تجھ سے میرے نہاں خانۂ دل کا کوئی گوشہ پوشیدہ نہ تھا۔ اگر تو جلب منفعت کے لئے مجھے اپنی حیلہ ساز حرص و آز کا تختۂ مشق بنانا چاہتا تو سر سے پاؤں تک مجھے سیم و طلا میں ڈھال سکتا تھا۔ کیا یہ ممکن تھا کہ غنیم اپنے زرافشاں دامن کی ہوا دیکر تیرے آتشکدۂ دل سے بدی کی اتنی سی چنگاری بھی نکال سکتا، جس سے میرے ایک موئے تن کو

بھی آنچ پہنچی ؟ اُف ! یہ واقعہ اسدرجہ عجب انگیز ہے کہ اسکی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہونے پر بھی میری آنکھوں کو کسی طرح باور نہیں آتا۔ قتل* اور سازش کا تو ہمیشہ ہی سے ساتھ رہا ہے۔ ان کی مثال دو حلیف شیطانوں کی ہے، جو اپنے باہمی منصوبے کی تکمیل کیلئے یوں بے دھڑک علانیہ کام کرتے ہیں، کہ دیکھنے والوں کا جذبۂ حیرت بیدار نہیں ہوتا۔ لیکن تونے تو خود حیرت کو قتل و سازش کے سامنے دست بستہ لاکے کھڑا کر دیا۔ اسمیں کلام نہیں، جہنم میں اُس حراف شیطان کا ضرور بول بالا ہوا ہوگا، جس کا چست فقرہ تجھ پر بھی چلگیا۔ دوسرے عیار اخوان الشیاطین جو سازش کی ترغیب دلایا کرتے ہیں، وہ اکثر اسکے بھیانک چہرے کو ربو دریا کے رنگ و روغن اور پارسائی و پرہیزگاری کے پوڈر سے رونق دیدیتے ہیں۔ لیکن جسنے تجھے پٹی پڑھائی اور اپنے بادشاہ کے قتل پر آمادہ کیا، اسنے تجھ کو سازش میں ملوّث ہونیکی کوئی وجہ تو بتائی ہوتی یا اسے دنیا کو اسی قدر دکھانا منظور تھا کہ "غدّار" کا لقب تیرے نام پر کیسا پھبتا ہے؛ ہاں وہی شیطان جس نے تجھے یوں اُلّو بنایا، ساری دنیا کی خاک بھی چھان ڈالے، دوزخ میں واپس آکر اپنے یاروں سے فخریہ کہہ سکتا ہے کہ جس آسانی سے میرا داؤں سکروپ پر چلا ہے اور کسی پر نہ چلتا۔ افسوس! تونے اعتبار کی حلاوت کو اشتباہ کی تلخی سے ناگوار کر دیا۔ اللہ اکبر! بعض لوگ دیکھنے میں کیسے فرض گزار اور سنجیدہ اور عالم باعمل ہوتے ہیں۔ حسب میں لائق، نسب میں فائق، خورد و نوش میں پرہیزگار، متقی، دیندار۔ خواہشات سے نفور، غصے اور تمسخر سے دور، مستقل مزاج اور صلح پسند، باادب اور غیر متمرد، محتاط ایسے کہ بغیر کانوں کی شہادت کے آنکھوں کی رویت کو کافی نہ سمجھیں؛ بلکہ جب تک کہ قوت فیصلہ کو غلط فہمی اور پاسداری

* اصل میں بھی ان چند جملوں کا مطلب خبط ہے۔ مترجم

سے پاک نہ کرلیں، نہ اِس کا یقین کریں نہ اُس کا۔ ایسا ہی، سکرپ ہاں ایسا ہی سنجیدہ تو بھی نظر آتا تھا۔ مگر اب تیرا یا یہ اعتبار سے منہ کے بھل گرنا اس بات کی دلیل قائم کرتا ہے کہ مہذب سے مہذب اور شایستہ سے شایستہ شخص کو بھی شبہ سے بالکل پاک نہ سمجھنا چاہیئے۔ مجھے تیرے حال پر رہ رہ کے افسوس آتا ہے۔ تیری سرکشی، میرے عقیدہ میں ابلیس کے کفران نعمت سے کم نہیں۔ ہاں، ان کا جرم ظاہر ہے۔ قانون کی جوابدہی کیلئے انکو ماخوذ کرلو، خدا انکی سیاہ کاریوں سے درگذر فرمائے۔

اگزیٹر رچرڈ ارل آف کیمبرج، میں تجھے بجرم سازش گرفتار کرتا ہوں۔ ہنری، لارڈ اسکرپ آف میشم، میں تجھے بجرم سازش گرفتار کرتا ہوں۔ سر طامس گرے نائٹ آف نارتھمبرلینڈ، میں تجھے بجرم سازش گرفتار کرتا ہوں۔

سکرپ اچھا ہوا جو خدا نے ہمارے منصوبے فاش کر دئے۔ مجھے اپنے قتل ہونیکا اسقدر رنج نہیں ہے، جسقدر اس گناہ میں شریک ہونیکا اور اسی کی میں جہاں پناہ سے معافی چاہتا ہوں۔ بہائے بخشش میں نقد جان بھی جائے تو کچھ بڑی بات نہیں۔

رچرڈ میرا حال یہ ہے کہ میں اگر فرانس کے فریب میں آیا تو اس کی محرک روپیہ کی طمع نہ تھی۔ بلکہ میں نے اسے اپنا مقصد جلد تر تکمیل کو پہچانے کیلئے ایک ذریعہ سمجھا تھا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس کا بروقت انسداد ہوگیا، جسکی میں مرتے مرتے بھی خداوند تعالیٰ اور خداوند نعمت سے معافی مانگتا ہوا خوشی مناؤنگا۔

گرے مجھے اس وقت اپنی حالت پر ایک امر قبیح سے بچنے کی جتنی مسرت ہورہی ہے، کسی فرد رعایا کو بڑی سے بڑی خطرناک سازش کا طلسم ٹوٹنے سے نہ ہوئی ہوگی۔ شاہا! غلام جان بخشی کا متمنی نہیں، صرف جرم بخشی کا امیدوار ہے

بادشاہ ہنری خدا تم پر رحم کرے۔ لو اپنی فرد جرم سنو۔ تم نے ہماری جان لینے کی سازش کی، اور ایک کھلے دشمن کے ہم آہنگ ہوئے۔ ہمارے خزانہ سے ہمارے

ہی خون کا بیعانہ لیا، جس کے معاوضہ میں تم نے اپنے بادشاہ کی جان بیچ ڈالی ہوتی، اسکے شہزادوں اور امیروں کو غلامی کا طوق پہنادیا ہوتا۔ اس کی رعایا کو مبتلائے ظلم و ذلت اور اس کے ملک کو تاخت و تاراج کرادیا ہوتا۔ ہم اپنی ذات خاص کے لیئے تم سے انتقام نہیں چاہتے، لیکن ہمارا فرض ہے کہ اپنے ملک کی فلاح و عافیت کو عزیز رکھیں، جس کی بربادی کا تم نے بیڑا اٹھایا تھا۔ پس تمھیں قانون ملکی کے حوالہ کیئے بغیر چارہ نہیں۔ ناہنجار، احسان فروش بدبختو، میرے سامنے سے دور ہو جاؤ۔ موت کا پیالہ منہ سے لگاؤ، جس کا مزہ چکھنے اور اپنی سنگین خطاؤں سے بصدق دل توبہ کرنے کی، خدا تم کو توفیق عطا فرمائے۔

[کیمبرج، سکروپ اور گرے حراست میں جاتے ہیں

اے ارکانِ دولت، اب فرانس کا تہیہ کرو۔ یہ مہم ہمارے اور تمھارے دونوں کے حق میں مبارک ثابت ہوگی، نہایت بارآور اور نیک فال ہے کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے اپنے خاص تفضّل و احسان سے اس خوفناک سازش کو جو ہمارے راستہ میں حائل تھی، یوں بروقت فاش کر دیا۔ کچھ شبہ نہیں، اب راستہ بالکل پاک ہو گیا ہے اور کوئی خرخشہ باقی نہیں رہا۔ پس اے عزیزو، ہم وطنو، کمر یں کسو، اپنی ہمت و شجاعت کا سررشتہ ہدایت و رہبری کے لیئے اُس ہادی مطلق کے ہاتھ میں دیدو۔ خوشی خوشی سمندر کو طے کرو۔ نشانِ جنگ کھولو۔ میں اگر فرانس کا بادشاہ نہیں تو انگلستان کا بادشاہ بھی نہیں۔ تخت یا تختہ!

پردہ گرتا ہے

تیسرا سین

لندن - ایک شرابخانے کے سامنے

پسٹل، بھٹیاری، نم، بارڈلف اور لڑکا آتے ہیں

بھٹیاری کیوں جی، میرے ساتھ سٹینیز* کو نہیں چلتے؟

پسٹل نہیں، میں نہیں چلونگا۔ میرا مضبوط دل مارے صدمے کے پھٹا جا رہا ہے۔ بارڈلف، محظوظ ہو، نم اپنی آنکھوں سے خون کے دریا بہا دے، لڑکے، تو بھی صبر و قرار کا دامن چاکِ گریباں کر دے۔ اے بے خبرو، فلسٹاف نے اس عالم جاودانی سے راہ فانی کا رستہ اختیار کیا۔ بھلا ہم اسکے رنج و ماتم میں گریہ، آہ و بکا کیوں نہ بلند کریں۔

بارڈلف افسوس اور بڑے ہی افسوس کی بات ہے۔ کاش کہ میں بھی اس مرنے والے کے ساتھ ہوتا، دوزخ میں یا بہشت میں، کہیں بھی سہی۔

بھٹیاری واہ جی، نوج! اُسکے دشمن دوزخ میں جائیں۔ وہ تو سیدھے جنّت میں گئے ہونگے۔ عقبیٰ ان کی بخیر ہے۔ اُن کا مرنا تو ایک معصوم دودھ پیتے بچے کا سا مرنا ہے۔ بارہ اور ایک بجے کے بیچ درمیان میں ان کا دم نکلا، ٹھیک اُس وقت جبکہ سمندر کا پانی سکڑ رہا تھا۔ کبھی تو وہ اپنے بستر کو اُلٹ پلٹ کرتے تھے، کبھی پلنگ پر جو پھول پڑے تھے، اُن سے کھیلنے لگتے تھے۔ کبھی اپنی انگلیوں اور ناخونوں کی طرف دیکھ کے ہنس پڑتے تھے۔ کبھی بچوں کی طرح ہرے ہرے کھیتوں میں جانے کو بجد ہوتے تھے۔ انکی یہ حرکتیں دیکھکے میں نے اپنے جی میں کہا کہ افسوس اب ان کا وقت آپہنچا ہے۔ میں نے

* لندن کے ایک محلے کا نام ہے۔

پکار کے پوچھا، رسالدار صاحب، اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ میاں، آپ گھبرائیں نہیں، دل کو قوی رکھیں۔ میری آواز سن کر وہ اٹھے اور مچل گئے اور خدا کو پکارنے لگے۔ میں پھر تسلی دینے کے واسطے بولی! کیوں رسلدار صاحب اللہ کو کیوں یاد کرتے ہو! مجھے تو آپ کے صحت پانے کی ابھی بہت کچھ آس ہے۔ آپ خیالی وہموں سے اپنا جی تھوڑا نہ کریں۔ کہا، میرے پاؤں پر اور کپڑا ڈال دو۔ میں نے ہاتھ لحاف میں ڈال کے پاؤں کو چھوا، تو دیکھا بالکل ٹھنڈے۔ پھر میں نے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا، وہ بھی سرد۔ اسی طرح سے جیسا جیسا اوپر اور اوپر ٹٹولتی گئی، سارا بدن مثل برف کے ٹھنڈا پایا۔

نم میں نے سنا ہے اوس نے مرتے وقت شراب کی بہت برائی کی تھی۔

بھٹیاری ہاں، کی تو تھی۔

بارڈلف اور عورتوں کی بھی۔

بھٹیاری نہیں یہ نہیں۔

لڑکا نہیں کیوں؟ اُس نے عورتوں کی بھی مذمت کی تھی اور کہا تھا وہ شیطان کی خالہ ہیں۔

بھٹیاری دُر مُنڈی کاٹے! وہ کیوں ایسا کہنے لگا تھا۔

لڑکا ایک دفعہ اُس نے کہا تھا کہ شیطان چاہتا ہے عورتوں کے لئے مجھے اپنا وکیل بنائے۔

بھٹیاری یوں اُس کی زبان پر عورتوں کی برائی کا ذکر کبھی کبھار آجاتا تھا۔ لیکن اسوقت تو وہ سرسام میں اول فول بک رہا اور رومن کیتھولک لوگوں پر لعنت کی بوچھار کر رہا تھا۔

لڑکا کیوں بی، کیا تمہیں یاد نہیں ایک روز اس نے بارڈلف کی سرخ ناک پر پسّو بیٹھا دیکھا تو کہنے لگا، دیکھو ایک سیاہ بخت روح دوزخ کی آگ میں جل رہی ہے۔

بارڈلف ارے اب وہ دو آتشہ کہاں جو اس آگ کو مشتعل کرتی ہے۔ ایک یہی دولت

تو ہے جو مجھے اسکی صحبت میں میسر ہوئی تھی۔

نم اچھا تو اب ہمیں رخصت ہونا چاہیئے۔ بادشاہ سلامت ساؤتھمپٹن سے روانہ ہو چکے ہونگے۔

پسٹل ہاں چلو ہم بھی روانہ ہوں۔ پیاری نیلی، لو آؤ گلے مل لو۔ دیکھو، گھر بار چیز بست سے ہشیار۔ عقل سے کام لینا اور ہمیشہ اس قول پر عملدرآمد رکھنا، کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ لے اس ہاتھ دے۔ سُنا بھروسہ کسی پر نہ کیجو، اس واسطے کہ عہد و پیماں کچے تاگے سے بھی کمزور اور قول و قرار، میری جان، مکڑی کے جالے سے بھی بودا ہوتا ہے۔ چوکس رہنا۔ لو خدا کو سونپا۔ آنسو پاک کرو۔ سپاہی بھائیو! چلو فرانس کو، اور وہاں چلکے خوب جونکوں کی طرح خون چوسو۔

لڑکا بعضوں کا خیال ہے کہ یہ غذا خوشگوار نہیں ہے۔

پسٹل پیاری نیلی کے ملائم رخساروں کو بوسہ دیا اور کوچ کیا۔

بارڈلف (بوسہ دیکر) نیلی! لو اب رخصت!

نم بوسہ تو اپنی قسمت میں کہاں۔ خیر خدا حافظ ہی سہی۔

پسٹل دیکھیں کس عمدگی کے ساتھ گھر بار سنبھالتی ہو۔ باہر نہ جانا۔ ہشیار رہنا۔ بھٹیاری سے جوں پشت دکھاتے ہو وہیں رخ بھی دکھانا وان رکھنا مری یاد کہیں بھول نہ جانا خدا حافظ۔ [پردہ گرتا ہے

چوتھا سین

فرانس۔ شاہی محل

بادشاہ "ڈافن"، نواب بری ٹن اور کانسٹبل وغیرہ آتے ہیں

شاہِ فرانس خوب! تو انگلستان پوری قوت کے ساتھ ہم پر یورش کرنے والا ہے تاہم ہمیں بھی چاہیے کہ غیر معمولی حزم و احتیاط سے کام لیکر مدافعت کا پورا پورا بندوبست کریں۔ ہاں، اے بری ٹن، برابنٹ اور آرلنیز کے نوابو اور شہزادۂ ڈافن، تم بھی بکمال عجلت جنگی مواقع کا معائنہ کرو، اور کمزور مقامات کو درست کرکے آزمودہ سپاہ اور وافر سامان سے اور مستحکم بنا دو، کیونکہ جس جوش و خروش سے سیلاب قعرِ گرداب میں گرتا ہے، اُسی تیزی و تندی کے ساتھ انگلستان بھی حملہ آور ہوتا ہے۔ ہم نے حقیر جانکر انگلستان سے ہمیشہ تجاہل و بے پروائی برتی ہے، حالانکہ اس کی سابقہ یورشوں اور خونریزیوں سے ہمیں احتیاط و ہشیاری کا سبق لینا چاہیے تھا۔

شہزادۂ ڈافن والد بزرگوار، بدرجۂ غایت ضروری ہے کہ ہم اپنے تئیں مقابلہ غنیم کے لئے پوری طرح سے تیار کرلیں۔ امن و سکون سے تو سلطنت میں ایک قسم کا ضعف آجاتا ہے۔ جنگ و شورش کا اندیشہ نہ بھی ہو، تاہم مدافعت کا سامان اور سپاہ اور اسلحہ ہر وقت مناسب مقدار میں موجود رہنا چاہیئے۔ ہمیں لازم ہے کہ کمزور مقامات کے معائنہ کی غرض سے فی الفور کوچ کریں۔ مگر یہ سب باتیں اس اطمینان و مستعدی سے انجام پانی چاہئیں کہ دیکھنے والے ہم پر خوف یا اضطراب کا گمان نہ کریں۔ غنیم کے حملہ کی اتنی بھی تو پروانہ ہو، جتنی کہ اس خبر کے سُننے سے کہ وہ وِھٹ سن ٹانڈ[1] میں موسمی تہوار منا رہے اور ناچ رنگ کے لطف اُڑا رہے ہیں۔ حضور والا! حقیقت امر یہ ہے کہ آجکل انگلستان کا تخت ایک ایسے مجہول شخص کے پانوں کے نیچے ہے اور اس سلطنت کا عصا ایک ایسے بادشاہ کے ہاتھوں میں ہے، جو بالکل نااہل، سست عقل، خامکار اور چھچھورا نوجوان ہے۔ ایسی حالت میں زیادہ پریشانی کی کوئی وجہ نہیں۔

---

[1] وِھٹ سن ٹانڈ انگلستان میں ایک مقام ہے۔

کانسٹیبل ولیعہد بہادر، گستاخی معاف! جناب کو اس بادشاہ کے بارے میں بہت غلط فہمی ہوئی ہے۔ ذرا سفیروں سے دریافت فرمائیے کہ اسکے گرد کیا کیا لئیق و فہیم، مشیر اور خیر اندیش وزیر جمع ہیں۔ پھر وہ خود رد و قدح میں کیسا متین، اظہار عتاب میں کیسا ملائم اور ساتھ ہی اپنے مستقل ارادے میں کس درجہ مضبوط اور راسخ ہے۔ جناب یقین فرمائیں کہ عنفوان شباب میں جو لغزشیں اس سے ظاہر ہوئیں وہ برطوس رومی کی طرح محض مصلحت پر مبنی تھیں، اور اصل میں وہ جوہر فراست کو قبائے جہالت کے نیچے چھپائے ہوئے تھا، مثل باغبانوں کے جو نازک اور سب سے پیشتر پھوٹنے والی جڑی بوٹیوں کو خس و خاشاک سے ڈھانپ دیتے ہیں۔

شہزادہ جناب من، میری بھی یہی مراد تھی، وہ منشا نہ تھا جو آپ نے سمجھا۔ وفاع ہو یا نزاع، بہتر یہی ہے کہ غنیم کو اس سے بھی زیادہ طاقتور قیاس کر لیا جائے، جتنا کہ وہ ظاہر میں دکھائی دے۔ اور اسی اندازہ سے مقابلہ کی طرح ڈالی جائے۔ بخلاف اس کوتاہ اندیش بخیل کے جو گرہ بھر کپڑہ بچانے کے لالچ میں سارا جوڑ خراب کر ڈالتا ہے۔

بادشاہ ہم بھی غنیم کو بہت طاقتور فرض کئے لیتے ہیں۔ اس کے دفعیہ کا پورا سامان کرو۔ اُسکے آبا و اجداد بھی ہم پر حملہ آور ہو چکے ہیں۔ یہ اسی خونی نسل سے تو ہے، جس نے ہمارا خون بارہا ہمارے ہی ملک میں بہایا ہے۔ ہماری کبھی نہ مٹنے والی اس شرم کو یاد کرو جو ہمیں کریسی کی خونریز لڑائی میں نصیب ہوئی تھی۔ ہمارے تمام شہزادے اُس سیاہ بخت کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئے تھے، جسے بلیک پرنس کے منحوس نام سے یاد کرتے ہیں۔ اثنائے جنگ میں اُس کا

ؔ مراد ہے مرقس جونیوس برطوس سے، جو مارکوئیس ٹیرکوئن بادشاہ روما کے عہد میں جھوٹ موٹ دیوانہ بن گیا تھا کہ اس پردہ میں ملک کو آزادی دلانے کی تیاریاں کر سکے۔ ؔ فرانس کا ایک شہر ہے جہاں ۱۳۴۶ء میں انگریزوں کے مقابلہ میں فرانسیسیوں نے شکست فاش کھائی تھی۔

کوہ بنیاد اور بلند بہا دباپ پہاڑی پر استادہ تھا۔ مہر درخشاں اپنا زرّین چھوڑ اس کے سر پر ہلا رہا تھا اور وہ اپنے شجیع فرزند کو قدرت کے وہ نقش ہائے زیبا مٹاتے ہوئے دیکھکر مسکرا رہا تھا، جنکی تیاری اور تزئین میں نقاش ازل اور ہم اہل فرانس کے بیس سال سے کم صرف ہوئے تھے۔ یہ اسی شجر مظفر و منصور کی ایک شاخ ہے۔ ہمیں اُسکی خداداد خاندانی شجاعت و بسالت کو خفیف خیال نہ کرنا چاہیئے۔

[ایک چوبدار حاضر ہوتا ہے

چوبدار جہاں پناہ، ہنری شاہ انگلستان کے سفیر حضور میں شرفیاب ہونیکے متمنی ہیں۔

بادشاہ ہم انھیں فوری باریابی کی اجازت دیتے ہیں۔ جاؤ اور انکو لیکر آؤ۔

[چند درباری اور چوبدار جاتے ہیں۔

دیکھتے ہو اس قضیہ نے کسقدر طول کھینچا ہے۔

شہزادہ ڈافن اک ذرا ڈانٹ بتایئے، ابھی پیچھا چھوٹ جاتا ہے۔ جو کتّے بزدل ہوتے ہیں، ان کا یہی دستور ہے، کہ شکار تو بہت دور بھاگا جاتا ہے اور ان کی بھونکنے بھونکتے آواز بیٹھ جاتی ہے۔ حضور والا، ان انگریز دنکی فی الفور گوشمالی ہونی چاہیئے۔ وہ بھی تو یاد رکھیں کہ حضور کی قوت اور اقبال کیسا زبردست ہے۔ پیر و مرشد! خود غرضی اتنی عیب نہیں جتنی کہ خود فراموشی۔

[فرانسیسی امراء لارڈ اگزیٹر کو لیکر واپس آتے ہیں

بادشاہ کیا ہمارے بھائی شاہ انگلستان کی جانب سے آئے ہو؟

اگزیٹر انھیں کی جانب سے آیا ہوں۔ ہمارے آقائے نامدار نے آپکو پیام بھیجا ہے کہ "میں اس عالم ستر وخفی کا واسطہ دیکر خواستگار ہوں کہ آپ اپنے ہاتھ سے عصائے سلطنت کو رکھدیں اور اس شان و شکوہِ شاہانہ سے دست کش ہوجائیں جو شرعاً، رواجاً، قانوناً میرا اور میرے ورثا کا حق ہے۔ یعنی تاج و تخت اور جملہ لوازمات سلطانی جو حسب آئین ملکی و دستور ملی کشور فرانس

کے ساتھ مخصوص ہیں، سب میرے حوالہ کر دیجئے۔ اور یہ بھی واضح رائے عالی باد کہ یہ دعوے مہمل و باطل سمجھ کر یونہی نظر انداز نہ کر دیا جائے' اس گمان پر کہ یہ قدامت کی فرسودہ کتاب کا ایک بوسیدہ ورق ہے؛ یا یہ کہ اس کی تصدیق کسی ایسے کہنہ اور تلف شدہ دفتر پر موقوف ہوگی جس کا امتداد زمانہ سے نشان تک نہیں ملتا۔ بلکہ لیجئے' انھوں نے یہ اپنا مسلم الثبوت' مستند نسب نامہ بھیجا ہے' جس کا ایک ایک حرف صداقت کی کسوٹی پر کسا ہوا ہے۔ اس شجرہ کو ملاحظہ فرمایئے اور جب بخوبی باور ہو جائے کہ وہ اپنے مشہور آفاق جدامجد اڈورڈ سوم کا وارث حقیقی ہے' تو اُس تاج و تخت سے جس پر کہ جناب والا مسلط ہیں' فوراً علیحدہ ہو جائیں۔

بادشاہ ورنہ کیا ہوگا؟

اگزیٹر نہایت خونریز جنگ۔ اس تاج کو کہیں بھی چھپایئے' وہ لئے بغیر نہ رہے گا۔ وہ طوفانِ آتشیں رکاب میں لئے جلادِ فلک کی طرح بڑھا آرہا ہے۔ برق و زلزلہ اس کے جلو میں ہے۔ آپ نے امتثال امر میں ذرا بھی درنگ کیا اور آفت آئی۔ ہمارے بادشاہ کامگار نے خداوند یسوع مسیح کے حلم و بردباری کی قسم دیکر آپ کو خلع سلطنت کا پیام دیا اور فرمایا ہے کہ اُن غریب روحوں پر ترس کھایئے' جن کے نگلنے کے لئے جنگ کی بھوکی ڈائن اپنے خونی جبڑے کھولے تیار کھڑی ہے۔ بیواؤں کے آنسوؤں کا' یتیموں کی آہوں کا' مقتولوں کے خون کا' اپنے باپ بھائی اور نا شاد منگیتروں کیلئے جو اس لڑائی میں کام آئینگے' دوشیزگانِ اندوہگیں کے سوز و لی اور نالہ نیم شبی کا' ہاں اِن سب کا عذاب آپ کی گردن پر ہوگا۔ یہ ہے ان کا دعوئے' یہ ہے ان کی حجت اور میری تبلیغ......... اگر حضور ولیعہد بہادر شہزادہ ڈافن بھی یہاں تشریف فرما ہیں' تو خاص اُن کے لئے بھی ایک پیام لایا ہوں۔ بس اسکے بعد میں اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوچکا۔ ع بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

بادشاہ اس بارے میں ہمیں ابھی مزید غور و فکر کی ضرورت ہے، جو کچھ ہمارا عندیہ ہے تم پر کل کھلے گا، جاکر اپنے بادشاہ سے عرض کر دینا۔

ڈافن شہزادہ ڈافن کے لئے کیا پیام لائے ہو، عرض کرو، ہم موجود ہیں۔

اگزیٹر اُنھوں نے آپ کے لئے زجر و ملامت اور نفرین و حقارت کا موزوں تحفہ بھیجکر فرمایا ہے کہ اگر آپ کے والد بزرگوار نے ہمارے جملہ مطالبات کو پورا کرکے آپ کے نامعقول تمسخر کی بر وقت تلافی نہ کی تو اس سختی سے جواب لیا جائے گا کہ فرانس کے غار و کہسار تک ہماری توپوں کی گرج سے تھرّا اٹھینگے اور آپکی شیخی و خاکساری کے خلاف فریاد و لعنت کی صدائیں بلند کرینگے۔

ڈافن اپنے بادشاہ سے کہنا کہ فرضاً اس معاملہ میں والد بزرگوار طرح دیگئے تو یہ سراسر میری مرضی کے خلاف ہوگا، کیونکہ میں تو انگلستان سے بجز جنگ و پیکار کے اور کوئی سروکار رکھنا ہی نہیں چاہتا۔ اسی غرض سے اور تمھارے بادشاہ کی بالک ہٹ اور چھچھورپن کو ملحوظ رکھکر میں نے اُسے پیرس کے گیند بھجوائے تھے۔

اگزیٹر یاد رہے وہ تمھاری پیرس کے محلوں کو بیخ و بُن سے ہلا دیگا۔ اُنھیں اس کی ذرا بھی پروا نہ ہوگی کہ یہ یورپ کی عروس البلاد ہے۔ اور یقین جانئے، آپ انکی سابقہ اور موجودہ حالت میں نمایاں فرق دیکھکر دنگ ہو جائینگے۔ اب وہ وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں فرماتے۔ اگر انھوں نے یہاں فرانس میں چند روز قیام فرمایا تو منھ کی کھا کر تم پر اسکی حقیقت آپ ہی کھل جائیگی۔

بادشاہ کل تم کو ہماری جانب سے جواب شافی ملجائے گا۔

اگزیٹر ہماری مراجعت میں زیادہ تاخیر نہ ہونے پائے۔ ورنہ کیا عجب ہے کہ بنفس نفیس وہ یہاں تشریف لے آئیں، کیونکہ سرزمینِ فرانس پر وہ قدم رنجہ فرما چکے ہیں۔

بادشاہ ہاں ہاں معقول جواب دیکر، تم کو بہت جلد رخصت کر دیا جائیگا۔ صرف ایک ہی رات تو درمیان میں ہے، جو ایسے اہم معاملات کیلئے چنداں طویل مہلت نہیں ہے

[پردہ گرتا ہے]

تیسرا ایکٹ

تمہید

راوی آتا ہے

لو اب ہمارا سین بسان بساط سلیمانی صرصر تصور کے دوش پر بچر طرفۃ العین میں منتقل ہوتا ہے۔ فرض کر لیجیے کہ ہمپٹن شائر کی بندرگاہ آپ کے سامنے ہے۔ بادشاہ ہنری ساز وسامان اور حشم وخدم کے ساتھ جہاز میں سوار ہوتا ہے۔ اس کا شاندار بیڑہ اپنے ریشمی بادبانوں سے افق مشرق پر مہر تاباں کے روئے آتشیں کو ہوا دے رہا ہے۔ ذرا ان کمسن ملاحوں کو تو دیکھو، کس پھرتی سے مستولوں کی طنابوں پر چڑھتے اُترتے ہیں۔ ان گوناگوں آوازوں اور شور وشغب میں ناخدا کی سیٹیاں بھی سنیں، جن کے ذریعہ سے وہ ملاحوں کو ادائے فرائض کے احکام دیتا رہتا ہے؟ دیکھتے ہو، ہوا بادبانوں کو پھلائے اونچی اونچی لہروں کو کاٹتی چھانٹتی، جہازوں کو مواج سمندر میں کیونکر اُڑائے لئے جاتی ہے؟ بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عظیم الشان بیڑہ گویا ایک متحرک شہر ہے، جو لہروں پر عجب انداز سے رقص کرتا ہو، سیدھا ہارفلور[1] کو چلا جا رہا ہے۔ ہاں! تمہارے خیال سے بیڑے کا دامن نہ چھٹنے پائے۔ مادر انگلستان پر ملکۂ شب نے اپنی کالی چادر کا سایہ کر رکھا ہے اور وہ خاموشی اور اطمینان کے ساتھ اپنے بچے بالوں اور بڈھوں بیماروں کو سینے سے لگائے ہوئے ہے، کیونکہ جو پیچھے رہ گئے ہیں، وہ یا تو حد بلوغ اور پختگی کو نہیں پہنچے یا قوت و پامردی سے متجاوز ہو چکے ہیں۔ بھلا ایسا کون نامرد تھا، جو سبزہ آغاز بھی ہوتا اور ان فدائیان وطن کا تسخیر فرانس میں ساتھ نہ دیتا؟ اپنی کتاب تخیل کے ورق جلد جلد اُلٹو،

---

[1] فرانس میں ایک بندرگاہ ہے۔

اور اس میں ایک محاصرہ کا مرقع دیکھو ؛ توپیں جگہ جگہ نصب ہیں اور اپنے آتش فشاں منہ کھولے ہارفلور کو گھور رہی ہیں۔ اتنے میں قاصد فرانس حاضر ہوکر عرض کرتا ہے کہ شاہ فرانس اپنی دختر کیتھرین کو بادشاہ ہنری کے نکاح میں دینے کے لئے آمادہ ہے اور جہیز میں چند چھوٹی موٹی جاگیریں بھی دینے کی حامی بھرتا ہے۔ ہنری اس کو منظور نہیں کرتا۔ جنگ چھڑ جاتی ہے اور نڈر توپچی اپنی آتش افروز چھڑی سے آگ برسانیوالے اژدہے کو چھیڑتا ہے۔ [باجا، بارود کے تکس سور چونکی طرف لیجائے جاتے ہیں

مطلع دھواں دھار ہو جاتا ہے اور کوہ شکن گولوں سے قلعہ کی دیواریں شگافتہ ہو جاتی ہیں۔ مگر حضرات، ہمارے بیان کی کوتاہی کی تلافی کے لئے ابھی اپنی قوتِ تخیلیہ سے کام لیتے رہیئے۔

راوی جاتا ہے

پہلا سین

قلعۂ ہارفلور کے سامنے

الارم۔ بادشاہ ہنری، نواب اگزیٹر، بڈفرڈ، گلاوسٹر اور سپاہی سیڑھیاں لئے ہوئے

بادشاہ ہنری شاباش! میرے جانبازو، شاباش! ایک بار پھر شگاف پر جا پڑو، چاہے وہ ہماری لاشوں سے پٹ جائے۔ امن کے زمانے میں سپاہیوں کو یہی زیبا ہے کہ فروتنی اور متانت ان کا شعار ہو، لیکن ادھر قرنائے جنگ کی آواز کانوں میں آئی اور شیر ببر کی طرح بپھر گئے، رگیں تن گئیں، خون بدن میں

بجلی کی سی تیزی کے ساتھ دوڑنے لگا۔ ہاں، مقتضائے وقت یہی ہے کہ ہمارا طبعی حلم و تلطف تھوڑی دیر کے لئے غیض و غضب میں بدل جائے۔ ہماری آنکھیں غصہ سے مشتعل ہو کر کالی کالی بھنووں کے نیچے ایسی ڈراؤنی معلوم ہوں گویا تاریک گڑھوں میں دو مہیب اژدہے ہیں، جو اپنے بھیانک دہانوں سے شعلے اگل رہے ہیں۔ ہاں! دانت پیستے ہوئے، مونچھیں لبوں میں دبائے، نتھنے پھلائے، دلیرانہ دشمن پر جا پڑو۔ لو بڑھو، جوانمردانِ انگلستان! بڑھو! تمھاری رگوں میں جو خون ہے، وہ تمھارے انھیں بزرگوں کا خون تو ہے، جن کے نزدیک لڑائی ایک کھیل تھا۔ جرأت و اقبال جنکے حلقہ بگوش تھے۔ انھیں میدانوں میں صبح سے لیکر شام تک اُنھوں نے تلواریں ماری ہیں، اور جب تک کہ میدان کو سر نہیں کر لیا، تلوار کو میان میں نہیں رکھا۔ دیکھو، اپنی ماؤں کی عزت نہ ڈبونا۔ اُن کے دودھ کی طاقت دکھانے کا موقع پھر کب ملیگا؟ آج ثابت کر دو کہ تم اُنھیں کے سپوت ہو۔ بس ان فرانسیسی نامردوں سے یوں مردانہ وار تلوار کرو، کہ وہ کٹ کٹ کر پکار اٹھیں کہ ہاں، سپاہی ایسے ہوتے ہیں!' اور تم، اے میرے اچھے دہقانیو، یاد رہے، تم نے انگلستان کی آب و ہوا میں پرورش پائی ہے۔ آج تمھارے دست و بازو کا امتحان ہے۔ یوں لڑنا کہ آئندہ تمھاری مردانگی کی لوگ قسمیں کھایا کریں۔ مجھے تم سے یہی امید ہے۔ بیشک تم میں ایک بھی ایسا نہیں، جو نامرد اور ڈرپوک ہو، یا جس کی آنکھیں جوش شجاعت سے چمک نہ رہی ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم حملہ پر تلے ہوئے ہو، تازیانِ صید افگن کی طرح، کہ جن کے گلوں میں زنجیریں پڑی ہیں، اور وہ چھوٹنے کے لئے مچل رہے ہیں۔ لو خبردار، شکار تمھارے سامنے ہے۔ یہ نعرہ مارتے ہوئے اسپر جا پڑو، خدا ہمارے بادشاہ کا ناصر ہو! سینٹ جارج ہمارے ملک کا یاور ہو!'

دوسرا سین

قلعہ ہارفلور کے مقابل

نم، بارڈلف، پسٹل اور لڑکا آتے ہیں

بارڈلف بڑھے چلو! بڑھے چلو! شگاف تک بڑھے چلو!

نم اجی لفٹنٹ صاحب سنتے ہو، میں کیا عرض کرتا ہوں۔ جان کی سلامتی منظور ہے، تو یہاں سے نہ سرکو۔ موت کا بازار گرم ہے۔ کوئی مجھ سے پوچھے، تو میرے پاس دو چار جانیں نہیں ہیں۔ جو بے ناحق کھو دوں۔ سمجھے آپ میرا مطلب؟ ع

آفت ہے یہ! پیاری ہو اگر جان تو ٹل چل ۔ نادان! ٹھہرنے کا نہیں ہے یہ محل چل!

پسٹل یار، کہتے تو سچ ہو۔ بڑا گھمسان کا رن پڑ رہا ہے۔ لاش پر لاش گر رہی ہے۔ بندگان خدا کا خون بہ رہا ہے۔ سپاہی جانیں دے دیکر نام کما رہے ہیں۔

لڑکا کاش کہ میں اس وقت لندن کے شراب خانہ میں ہوتا۔ دو گھونٹ شراب پر سے ایسے سینکڑوں نام قربان ہیں۔

پسٹل لڑکے، اسوقت تو تُو نے میرے دل کی بات کہی، واللہ!

قسمت جو ہوتی یاور ہماری،
برآتیں فوراً تمنائیں ساری،
جاتا وطن کو چشم زدن میں۔

لڑکا ہاں....... بلبل کی طرح گاتا چمن میں،
اور پھول بھی ہنستے میری خوشی پر!

[جرنیل فلولین آتا ہے

فلولین خدا کا مار تم مردودوں پر! پڑھو فصیل کی طرف' پدماشو' پاجیو' یہاں کھڑے گلچھڑے اڑا رہے ہو! چلو' بڑھو! [ڈھکیلتا ہے

پسٹل کرم فرمائیے' جرنیل صاحب کرم! ہم تو آپ کی خاکِ پا ہیں۔ خفگی تھوک دو' جرنیل صاحب' خفگی تھوک دو۔ خدا آپ کو سلامت و با کرامت رکھے ہ

صاحب ہو تم ہمارے بنتے ہیں ہم تمہارے — موقوف لطف پر ہیں دشوار کام سارے

نم واہ' واہ! کیا اچھے افسر ہیں۔ آپ کا بڑا نام ہوگا۔

[لڑکے کے سوا سب جاتے ہیں

لڑکا میں ہوں تو ابھی کم عمر۔ پران شیخی خوروں کو خوب پا گیا ہوں۔ بڑے عیّار ہیں۔ میں ان تینوں کی نوکری میں ہوں' لیکن یہ تینوں کے تینوں میرے مالک تو کیا خدمت کے بھی قابل نہیں۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے' ایسے ایسے تین گنوار بھی ملکر پورا آدمی نہیں بنتے۔ کیونکہ بارڈلف' دیکھنے کو تو اُس کا چہرہ سُرخ ہے' پر خون میں بہادری کی گرمی نام کو نہیں۔ اسی واسطے ہر بات میں اکڑفوں تو بہت دکھاتا ہے' مگر مقابلہ پر کوئی اڑ بیٹھے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ پسٹل کی کی پوچھتے ہو' تو زبان اس کی زخم لگانے میں بڑی تیز ہے' مگر تلوار بالکل کند' اسی واسطے بہادری کی ڈینگیں بڑھ بڑھ کے مارتا ہے' گیدڑ بھبکیاں خوب دیتا ہے' لیکن تلوار کے قبضہ پر بھول کے بھی ہاتھ نہیں ڈالتا۔ اب رہا نم: بے وقوف نے کہیں یہ سُن پایا ہے کہ جو لوگ بہت کم بولتے ہیں' وہ بڑے سورما ہوتے ہیں' اسی واسطے دعا اور نماز تک کے لئے بھی اُس کے ہونٹ نہیں ہلتے کہ کوئی ڈرپوک نہ سمجھ لے۔ الغرض جیسی وہ باتیں کم کرتا ہے' ایسی ہی اس میں خوبیاں بھی کم ہیں۔ بہادری تو اس کو چھو تک نہیں گئی۔ اتنی عمر اُس کی ہونے کو آئی' کیا مجال جو کسی کو زخمی کیا ہو۔ ہاں کئی بار نشہ کی لہر میں ستون سے ٹکرا کے اپنا ہی سر پھوڑ لیا۔ اور سنئے' ایک چیز لاتے تو ہیں چُرا کر اور بتاتے ہیں مالِ غنیمت۔ ابھی کی بات ہے' بارڈلف نے ایک تلوار

کامیاں چُرایا اور یہاں سے پچیس تیس کوس پر جاکے ڈیڑھ روپئے کو بیچ آیا۔ نِم اور بار ڈلف نے اس چوری چکاری میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا عہد کر رکھا ہے۔ کیلے* میں انھوں نے ایک بیلچہ بھی چرا یا تھا۔ اس بات سے ثابت ہوگیا کہ جب کسی کو یہ کم بخت چوری کی دھت پڑجاتی ہے تو پھر وہ اپنے آپ کو اس سے روک نہیں سکتا۔ یہ موقع ملے تو سوئی بھی نہیں چھوڑتا۔ اور پھر یہ مثل کس نے نہیں سُنی؟ چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے۔ خیر آپ تو ایسے تھے ہی، چاہتے ہیں کہ میں بھی انھیں کے رنگ میں ملجاؤں اور میں بھی لوگوں کی جیبوں کو تاکتا پھروں۔ مگر خدا نہ کرے! میں ایسی باتیں کیوں پسند کرنے لگا؟ اگر میں دوسروں کی جیب سے روپیہ پیسہ نکال کے اپنی جیب میں ڈال لوں، تو کیا یہ گناہ کی بات نہ ہوگی؟ توبہ! توبہ! مجھے چاہئے کہ ان کی نوکری پر لات ماروں اور کہیں دوسری جگہ نوکری ڈھونڈوں۔ ان کی بدماشیاں دیکھ دیکھ کے میرا خون جوش مارتا ہے۔ ایسی نوکری کو سات سلام!

[جرنیل فلولین پھر آتا ہے، گور پیچھے پیچھے]

گور کپتان صاحب، سُرنگوں کی طرف چلئے جلد، نواب گلاوسٹر آپ سے کچھ فرمائینگے۔

فلولین سرنگ کی طرف! نواب صاحب سے کہو، اُدھر جانا ٹھیک نہیں ہے۔ نہیں دیکھتے یہ سرنگیں جنگی اصول کے خلاف ہے۔ گہرائی ان کا کافی نہیں ہے۔ آپ بھی دیکھئے، اور نواب صاحب سے کہئے کہ دشمن نے اُدھر ہمارے جواب میں چار گز عمیق سُرنگیں کھود رکھا ہے، سُنا آپ نے؟ مسیح کی قسم مجھے خوف اسکا ہے کہ عقل سے کام نہ لیا تو نواب صاحب ہم سب کو بھک سے اُڑا دینگے۔

گور نواب صاحب تو جن کو افواج محاصرہ کی کمان دیگئی ہے، بالکل ایک آئرلینڈی کے ہاتھ میں ہیں اور حق یہ ہے کہ وہ ہے بھی بڑا بہادر۔

فلولین ہاں، ہاں، ہم کو معلوم ہے۔ اُس کا نام میکمورس ہے نا؟

* فرانس کی ایک مشہور بندرگاہ ہے۔

گور جی ہاں، کچھ ایسا ہی نام ہے۔

فلولین مسیح کا قسم، وہ تو بڑا گاودی ہے، ہم اس کے منہ پہ کہدے گا۔ اسے تو صحیح اصولیات جنگی کی، سمجھے، روما کے اصولیاتِ جنگی کی ایک پازاری کتے سے بھی زیادہ وقفیت نہیں ہے۔

[کپتان میکمورس اور کپتان جامی آتے ہیں]

گور لیجیئے وہ خود چلے آرہے ہیں۔ اسکاٹ لینڈ کے کپتان جامی بھی ساتھ ہیں۔

فلولین بیشک کپتان جامی تو غضب کا شجیع اور مرد میدان ہے۔ اس میں کسی کو کلام نہیں، بڑا صاحب ہمت اور جنگ کے قدیم اصولیات سے واقف۔ اس کا مجھے ذاتی علم ہے۔ مسیح کا قسم، دنیا بھر میں بڑے سے بڑا فوجی افسر بھلا اس سے بہتر، روما کے اصول جنگی کیا جانے گا؟

جامی آداب عرض ہے، کپتان فلولین!

فلولین او ہو، کپتان جامی؟ تسلیمات! کورنشات!

گور ہاں، یہ آپ نے کیا کیا؟ کپتان میکمورس صاحب، آپ سرنگوں کو چھوڑ کے چلے آئے؟ کیا اور سپاہی بھی چھوڑ کر چلدئے؟

میکمورس مسیح کی قسم، بہت برا ہوا، سرنگیں چھوڑ دیں اور واپسی کا بگل بجا دیا۔ اپنے سر کی قسم، اور اپنے باپ کی روح کی قسم کھا کر کہتا ہوں، بہت برا ہوا، سرنگوں کو ناحق چھوڑ دیا، نہیں تو میں قلعہ کو ایک گھنٹے میں، مسیح کی قسم ایک گھنٹے میں اڑا دیتا۔ بہت برا ہوا، بہت برا ہوا! ارے، ارے، ارے! مسیح کی قسم بہت برا ہوا۔

فلولین کپتان میکمورس صاحب، دیکھیئے برا نہ مانیئے گا، ہمارا ایک گذارش ہے، مہربانی کرکے آپ سے چند باتیں ہیں، اُن میں بحث فرمایئے۔ ایک تو اصولیات جنگ میں یعنی رومیوں کے اصولیات و ضوابطات جنگی ہیں، محض بطریق مباحثہ و دوستانہ؛ سُنا آپ نے؟ دوسرے اس بارے میں ہمارا جو رائے

ہے، دیکھئے وہ کس پایہ کا ہے، سنا آپ نے؟ تیسرے ہمارا دل میں جو قدیم قواعد جنگی کا وقعت ہے، وہ بے جا تو نہیں ہے؟ پس یہی تکلیف دینی چاہتا ہے ہم آپ کو، آیا خاطر شریف میں؟

جامی واقعی یہ بحث تو بڑی پُر لطف ہوگی، ایک طرف کپتان فلولین، دوسری طرف کپتان میکمورس! اور قسم ہے مجھکو، اگر آپ صاحبوں کی اجازت ہوئی، تو اس پر لطف بحث میں میں بھی حصہ لونگا، موقع ہوا تو۔

میکمورس خوب! کیا کہنا! یہ موقع کوئی بحث مباحثہ کا ہے! خدا خیر کرے۔ گرمی اس غضب کی، موسم ایسا خراب اور پھر جنگ۔ بادشاہ اور سرداران فوج ادھر اُدھر دیکھتے بھالتے پھرتے ہیں۔ بگلچی کا اشارہ ہے کہ شگاف پر حملہ کرو۔ ہم ہیں کہ یہاں کھڑے باتیں بنا رہے ہیں! شرم! شرم! ہمیں تو یہ چاہیئے تھا کہ جا کر دشمنوں کے گلے کاٹتے اور مہم کو سر کرتے۔ اپنے سر کی قسم، ابھی ہوا ہی کیا ہے۔ خدا سمجھے ہم سب سے!

جامی صلیب کی قسم، قبل اس کے کی میری آنکھیں نیند سے بند ہوں میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھاؤں گا اور نہیں تو لاشوں کے ڈھیر میں جا سوؤنگا۔ یا تو مر جاؤنگا اور یا اس بہادری سے کار زار کرونگا کہ دشمنوں کے پاؤں اکھڑ جائیں۔ اور میں جو کہتا ہوں کر کے نہ دکھلایا تو سپاہی نہ کہنا۔ اچھا تو اب چلتے چلتے، آپ دونوں صاحبوں میں دو دو باتیں تو ہو جائیں۔

فلولین ہاں میکمورس صاحب، ہم دیکھتا ہے، آپ کے زیر کمان آپ کے قوم کا زیادہ سپاہی نہیں ہے۔

میکمورس میری قوم کے؟ میری قوم سے آپ کو کیا غرض؟ کیا سروکار؟ آپ ہیں کون؟ جو میری قوم کا نام لے وہ بدمعاش ہے، حرامزادہ ہے، حرامخور ہے، بداصل ہے!

فلولین دیکھو صاحب، اگر آپ نے اس کا کچھ اور مطلب سمجھا ہے، تو ہم کہے گا کہ آپ نے ہمارا ساتھ اس حسن ظنی سے کام نہیں لیا ہے، جو آپ جیسے صاحب

تمیز کو زیبا تھا، آیا خاطر شریف میں ؟ اور کپتان صاحب جیسے شریف آدمی آپ ہے، ہم بھی ایسا ہی ہے، فنونیات حرب میں بھی، حسب ونسب میں بھی اور ہر طور سے، آپ نے سمجھا گیا ہے ؟

میکمورس میں نہیں جانتا شرافت میں آپ میرے ہمسر ہیں مسیح کی قسم، میں تمھارا سر قلم کروں گا۔

گور صاحبو، آپ ایکدوسرے پر بڑا ظلم کر رہے ہیں۔

جامی ہیں! یہ تو بڑی ناپاک بات ہے!

[قلعہ سے گفتگو کیلئے بگل بجتا ہے

گور یہ لو، سنتے ہیں آپ؟ قلعہ والے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

فلولین کپتان میکمورس صاحب، کوئی مناسب موقع آنے دیجئے، آپکو ہم یاد کرا کے چھوڑیگا کہ ہم بھی فن حربیات میں کسی سے کم نہیں ہے۔

تیسرا سین

قلعہ کے پھاٹک کے روبرو

قلعہ۔ والی شہر اور چند اہل شہر فصیل پر، انگلستان کی فوج زیر دیوار
بادشاہ ہنری مع اسٹاف کے آتا ہے

بادشاہ ہنری کہو، والی شہر کا کیا ارادہ ہے۔ اس کے بعد تم کو گفتگو کا موقع ہم نہیں دینگے۔ بہتر یہی ہے کہ اب تم ہمارے رحم وکرم پر بھروسہ کرو۔ ہاں اگر اتنے غیرتمند ہو کہ اطاعت پر موت کو ترجیح دیتے ہو، تو اختیار ہے۔ مقابلہ پر اڑے رہو، یہاں تک کہ اور بھی بدتر سلوک کے مستحق ہو جاؤ۔ سنو، اگر میں سپاہی ہوں اور اس

نام کو اپنے لئے نیکو ترین سمجھتا ہوں تو اب کی بار آتش باری شروع ہو کر موقوف نہ ہوگی، مگر اس وقت جبکہ تمھارا نیم سحز ہارفلور جلکر راکھ کا ڈھیر ہو جائے گا، رحم کے دروازے تم پر ہر طرف سے بند ہو جائیں گے۔ نفس کی ہوا سے بھڑکے ہوئے آتش مزاج سپاہی جہنم کے موکلوں کی طرح تمھاری نازنین بہو بیٹیوں پر پل پڑینگے اور عجب بیدردی سے تمھارے نورسیدہ غنچوں اور نازک کلیوں کو گھانس کی طرح کاٹ کاٹ کر پاؤں تلے روند ڈالیں گے۔ مجھے الزام نہ دینا اگر لڑائی کی خونخوار جادوگرنی تمھیں اپنی سیاہ کاریوں کا تختہ مشق بنا کر کچل ڈالے۔ تمھاری دوشیزگانِ عفیفہ کا پردۂ ناموس تعدی و درازدستی سے پارہ پارہ ہو جائے، تو اس کا مظلمہ خود تمھاری ہی گردنوں پر ہوگا۔ تم ہی کہو، نفس کے تندو وحشی بھوت کی کوئی روک تھام ہو سکتی ہے، جبکہ وہ اپنے بے بس شکار پر مستانہ و دیوانہ وار جھپٹ رہا ہو؟ جب سپاہی ایک بار قتل و غارت پر اندھا دھند ٹوٹ پڑتے ہیں، پھر کسی طرح روکے نہیں رُکتے۔ بس اے اہل ہارفلور، اب بھی سمجھ جاؤ۔ اپنے گھر بار اور بیوی بچوں پر رحم کرو۔ ابھی سپاہی میرے کہنے میں ہیں۔ لطف و مراعات کی خوشگوار، معتدل ہوا ذلت و ہلاکت کے بھاری بھاری غلیظ بادلوں کو تھامے ہوئے ہے پھر نہ کہنا، چشم زدن میں تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوگے کہ ان شوریدہ سر بے باک سپاہیوں کے ناپاک ہاتھ تمھاری ناچار و نالہ کناں مستورات کے ملایم گیسوؤں سے کیا کیا گستاخیاں کرتے ہیں اور کس بے ادبی سے تمھارے بزرگ سرداروں کی سفید ڈاڑھیوں کو پکڑ کر اُن کے مقدس سروں کو دیوار دں پتھروں پر دے دے مارتے ہیں۔ ایک طرف تو نہایت سفاکی سے تمھارے طفلانِ نازنین ہوا میں اچھل اچھل کر چور نگ ہوتے ہونگے اور دوسری طرف اُن کی حواس باختہ بدنصیب مائیں اپنے پریشان نالوں اور دردناک آہوں سے محشر برپا کر رہی ہوں گی۔ اور جس

طرح ہیرودوس* کے ظالم خونی سپاہیوں نے زنانِ یہود کے شیون و شین پر کوئی اعتنا نہیں کی تھی، اسی طرح تمھاری بے وقت منت و زاری بھی کچھ کام نہ دیگی۔ ہاں کہو کیا ارادہ ہے، اطاعت و معافی یا مقابلہ و تباہی؟

والیٔ شہر ہماری اُمیدوں کا آج خاتمہ ہو گیا؛ شہزادہ ڈافن نے جس سے ہم نے کمک طلب کی تھی جواب دیدیا ہے کہ میری فوجیں ایسے زبردست محاصرہ کو توڑنے کے لئے ابھی تیار نہیں ہیں۔ پس اے بادشاہِ والاشان ہمارا شہر اور ہماری جانیں تیرے لطف و احسان کی امیدوار ہیں؛ پھاٹک کھلے ہیں، شوق سے داخل ہو اور ہمارے جان و مال سے درگزر فرما۔ اب ہم میں مقابلہ کا حوصلہ نہیں رہا۔

بادشاہ ہنری اچھا تو پھاٹک کھول دو۔ چچا اگزیٹر، آپ چلکر شہر پر قبضہ کر لیجئے اور وہیں قیام فرمائیے؛ اور با حتیاط تمام اسکو مضبوط اور قلعہ بند کر لیجئے کہ غنیم دوبارہ قابض نہ ہو سکے۔ اہل شہر سے بلاطفت پیش آئیے۔ رہا ہمارا قصد؛ موسم سرما سر پر آ پہنچا، فوج میں بیماری پھوٹ پڑی ہے، مناسب ہے کہ ہم کیلے کو مراجعت کریں؛ صرف رات کی رات یہاں آپ کے مہمان رہینگے اور کل کوچ۔

[بادشاہ ہنری مع لشکر داخلِ شہر ہوتا ہے

* ہیرودوس Herod یہ شخص عیسوی مذہب کے آغاز میں رومی حکومت کے زیر اثر جوڈیا کا بادشاہ تھا جب اسے خبر ملی کہ یسوع مسیح، جو یہود کا بادشاہ ہونے والا ہے موضع بیت الحم میں پیدا ہو چکا ہے، اس نے چند عمال کو مامور کیا کہ گاؤں میں جسقدر بچے دو سال سے کم عمر کے پائیں بیدریغ قتل کر ڈالیں۔ ان عمال کے وارد بیت الحم ہونے سے کچھ پہلے حضرت مریم علیہا السلام اپنے بچے کو لیکر اس گاؤں سے نکل چکی تھیں۔ عمال بیت الحم پہنچے۔ اور بچوں کو چن چن کے قتل کر ڈالا۔ یہاں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

(مترجم)

چوتھا سین

بادشاہِ فرانس کی محل سرا

کیتھرین اور ایلس آتی ہیں

کیتھرین ایلس، تم تو انگلستان میں رہ چکی ہو، انگریزی خوب بولتی ہو گی؟

ایلس جی ہاں، بی بی، کچھ تھوڑی سی شُد بُد ہے۔

کیتھرین اچھی ایلس، تو مجھے بھی سکھا دو نہ؟ انگریزی بات چیت سیکھنا میرے لئے بہت ضروری ہے۔ لاتھے کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟

ایلس لاتھے؟ انگریزی میں اسے دی ہینڈ (ہاتھ) کہتے ہیں۔

کیتھرین دی ہینڈ۔ اور لیڈوآ کو؟

ایلس لیڈوآ؟ لیڈوآ کی انگریزی میں بھولتی ہوں۔ اے ہے، بھلا سا لفظ ہے! ٹھیرئے، سوچتی ہوں ــــ لیڈوآ؟ ہاں، یاد آیا، اسکو دی فنگرز (انگلیاں) کہتے ہیں۔ جی ہاں، دی فنگرز۔

کیتھرین لاتھے، دی ہینڈ، لیڈوآ، دی فنگرز۔ سچ کہو، میں لایق شاگرد ہوں کہ نہیں؟ میں نے دو لفظ انگریزی کے کیا جلد یاد کر لئے! اچھا لے زونگل کو کیا کہتے ہیں؟

ایلس لے زونگل؟ اس کی انگریزی ہے دی نیلز (ناخن)۔

کیتھرین دی نیلز۔ سنو، میں دہراتی ہوں، غلطی کروں تو ٹوک دینا: دی ہینڈ، دی فنگرز، دی نیلز۔

ایلس قربان جاؤں، بالکل ٹھیک ا میٹھ انگریزی اسی کا نام ہے۔

کیتھرین — اچھا اب یہ بتاؤ، لُہہ برآ کی کیا انگریزی ہے۔

ایلس — دی آرمز۔ (بازو)

کیتھرین — اور لُہہ کود کی؟

ایلس — دی ایلبو۔

کیتھرین — دی ایلبو (کہنی)۔ پھر دُہراتی ہوں، سُنو۔

ایلس — بالاں! میرے نزدیک تو یہ بڑی مشکل زبان ہے۔

کیتھرین — خیر، مضائقہ نہیں، ایلس، سُنو، دی ہینڈ، دی فنگرز، دی نیلز، دی آرمز، دی رلبو۔

ایلس — دی ایلبو، بی بی۔

کیتھرین — اے ہاں، دی ایلبو۔ اچھا لُہہ کُل کو کیا کہتے ہیں؟

ایلس — دی نیک (گردن)

کیتھرین — دی نیک۔ لُہہ مانتون کو؟

ایلس — دی چن

کیتھرین — دی سن (ٹھوڑی)۔ لُہہ کل، دی نیک، لُہہ مانتون، دی سن۔

ایلس — ٹھیک۔ واہ کیا کہنا! واری جاؤں! آپ تو ان کا تلفظ اس صفائی سے ادا کرتی ہیں، جیسے انگریز۔

کیتھرین — سچ مچ؟ خدا کا شکر ہے، تھوڑی سی دیر میں میں نے اچھی خاصی انگریزی سیکھ لی۔

ایلس — اچھا، پھر سنائیے: شاید ہے کہ اتنے میں کوئی لفظ ذہن سے نکل گیا ہو۔

کیتھرین — نہیں، دیکھو، کیا فرفر سناتی ہوں: دی ہینڈ، دی فنگرز، دی میلز، سنا؟

ایلس — دی نیلز کہئے، بی بی۔

کیتھرین — دی نیلز، دی آرم، دی اِلبو۔

ایلس — اِلبو نہیں، بی بی، ایلبو۔

کیتھرین اچھا تو ایکبار پھر: دی ایلبو، دی نِک، دی سِن۔ اب بتاؤ کہ لہٗ پیا اور لارابٗی کو کیا کہتے ہیں۔

ایلس دی فُٹ بی بی، اور لہٗ کون۔

کیتھرین دی فٹ اور لہٗ کون! خدا کی سنوار! یہ لفظیں کیسی خراب اور گندی ہیں! نوج کسی شریف بی بی کی زبان پر آئیں: میں تو کبھی اپنے یہاں اشرافوں کی صحبت میں ان لفظوں کو زبان پر نہ لاؤنگی۔ لہٗ فٹ، اور لہٗ کون! چھی! خیر، آج کا سبق ایک مرتبہ اور سن لو: دی ہینڈ، دی فنگرز، دی نیلز، دی آرم، دی ایلبو، دی نیک، دی سِن، دی فٹ، لہٗ کون۔

ایلس شاباش! بی بی، شاباش!

کیتھرین بس پہلے دن اتنا ہی بہت ہے: آؤ، اب خاصہ نوش کریں۔

[جاتی ہیں

پانچواں سین

روئین۔ محل سرائے شاہی

بادشاہ فرانس، شہزادہ ڈافن، ڈیوک آف بوربن، کانسٹیبل اور دیگر امرا آتے ہیں۔

بادشاہ یہ خبر کہ غنیم دریائے سوم کو عبور کر آیا ہے، درست ہے۔

کانسٹیبل ہم نے اس سیل بے ہنگام کو نہ روکا، تو پھر فرانس میں ہمارا کیا کام؟ یہاں سے منہ کالا کریں اور اپنے باغات و مرغزار اس وحشی قوم کے حوالہ کر کے جنگلوں میں جا بسیں۔

ڈافن خدا کی شان! ہمارے چند قطرے، ہاں، ہمارے بزرگوں کی بدستی کے چھینٹے! حیف! ہمارے نخلستان کی مٹھی بھر شاخیں اس شور بخت، صحرائی سرزمین میں نشو ونما پاکر۔یوں بادلوں سے ٹوک کی لینے لگیں اور اپنے ہی نخلبندوں کے سروں پر چھا جائیں؟

بوربن یہ نارمن ہی تو ہیں، بے تحقیق نارمن، نطفۂ حرام نارمن! خدا مجھے اُس دن سے پہلے اُٹھالے! اگر وہ یونہیں بے روک ٹوک بڑھے چلے آئے، تو کیوں نہ میں اپنی جاگیریں فروخت کرکے اس بیڈول ٹاپو میں کوئی ذلیل دلدلی کھیت خریدلوں؟

کانسٹیبل قہر الٰہی اُن کو گھیرے! آخر یہ حوصلہ ان میں کہاں سے آیا؟ کیا اُنکی آب وہوا دھندلی، ناقص اور ناگوار نہیں ہے؟ کیا آفتاب اس زمین پر زرد رُو نظر نہیں آتا؟ اور کیا اس کی سرد مہریوں سے وہاں کی پیداواریں ٹھٹھر کر نہیں رہ جاتیں؟ کیا وہ جَو کا اُبلا ہوا پانی، وہ مریل گھوڑوں کی دارُو ان کے ٹھنڈے لہو میں اسقدر حرارت پیدا کرسکتی ہے، کہ اسکے مقابلہ میں ہمارا سیال خون، جس میں پیرس کی انگوری شراب، نہیں نہیں، بلکہ آتش تر کی سی حدت وتیزی ہو، بالکل سرد اور منجمد نکلے؟ آہ! ہماری حمیت کو کیا ہوا؟ کیا ہم احدیوں کی طرح ایک جگہ بے حس پڑے رہینگے اور ٹس سے مس نہونگے؟ حالانکہ ایک سرد اقلیم کے رہنے والے ہمارے جواہرنگار میدانوں میں اپنی پیشانیوں سے جد وجہد کے آبدار موتی ٹپکار ہے ہیں، کیا ہوا جو اُن کا مُلک چھوٹا ہے اور اُنکے امیروں کی تعداد تھوڑی سی ہے؟

ڈافن قسم ہے مجھے اپنی عزت اور ایمان کی! اب تو ہماری عورتیں بھی ہم پر طعنہ زن ہونے لگی ہیں اور برملا کہتی ہیں کہ ہماری مردانگی تو مٹ گئی، اب وہ بھی فرانس میں پھر سے شجاعت کا بیج بونے کے لئے اپنے کھیت جوانان انگلستان کو وقف کردینگی کہ شوق سے ان میں قلبہ رانی کریں۔

بوربن وہ ہم سے کہتی ہیں کہ : جاؤ انگلستان کے ناچ گھروں میں جاؤ اور وہاں رقص کے کمالات دکھا کر جس میں تم طاق ہو اپنی اُستادی کا ڈنکہ بجاؤ۔ بھلا، نامردو، تم کو اس تھرکنے اور مٹکنے کے سوا اور آتا ہی کیا ہے۔

بادشاہ ماونٹ جا ہمارا سفیر کہاں ہے ؟ جائے اور فوراً اس انگریز کے بچے کو ٹوک دے۔ اے شہزادو، اٹھ کھڑے ہو! عزت و ناموری کے جوش میں دشمن پر جا پڑو! کام وہ ہمت مردانہ ہے، جو میدانِ جنگ میں تلوار کی برش سے بھی زیادہ کام آتی ہے! اور ہاں، اے امیرو، جاگیردارو، سردارو، ہم تم کو نام بنام تاکید فرماتے ہیں کہ جاہ و منصب اور ننگ و ناموس کی خیر چاہتے ہو، تو اس سستی اور بے غیرتی کو خیرباد کہو! ہاں، بڑھو! ہنری کو روکو! کیا نہیں دیکھتے، وہ ہمارے ملک میں درّانہ بڑھا آتا ہے؟ اسکے پھریرے شہدائے ہارفلور کے خون سے رنگین ہیں! ہاں، اسکی فوج پر یوں جا پڑو، جس طرح کوہِ آتش فشاں سے سیل فنا اُبل کر ایکبارگی آس پاس کی وادیوں اور بستیوں کو جھلس کے خاک سیاہ کر ڈالتی ہے: خوب جم کے حملہ کرو، تمھاری قوت کافی و وافی ہے۔ جاؤ، اسے زندہ پکڑ لاؤ اور قیدی بنا کر ہمارے حضور میں حاضر کرو۔

کانسٹیبل بہادروں کی یہی شان ہے۔ مجھے رہ رہ کے افسوس ہوتا ہے کہ فوج اُس کی اتنی قلیل، سپاہی اسکے ایسے ذلیل! یقین ہے کہ ہمارے لشکر گراں کو دیکھتے ہی مارے خوف کے اُس کا دل بیٹھ جائیگا اور فوراً فدیہ پیش کر کے رہائی کے لئے گڑگڑائے گا۔

بادشاہ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ ماونٹ جا کی روانگی میں عجلت کیجائے۔ وہ جائے اور ہنری سے پوچھے کہ کسقدر فدیہ ادا کرنے پر رضامند ہے۔ شہزادۂ ڈافن، تم ہمارے ساتھ یہیں روئین[1] میں ٹھیرو۔

ڈافن پیرومرشد، میری التجا ہے کہ خادم کو بھی لشکر کے ہمراہ جانیکی اجازت ہو۔

---

[1] روئین فرانس کا ایک مشہور شہر ہے۔ ۱۲

OSMANIA UNIVERSITY

بادشاہ صبر سے کام لو، تمہیں ہمارے ہی ساتھ رہنا ہوگا۔ سپہدار بہادر، اور جملہ سرداران فوج فوراً کوچ کریں اور جلد سے جلد دشمن کی شکست کا مژدہ لائیں۔

[پردہ گرتا ہے

چھٹا سین

پکارڈی* - انگلستان کا لشکر

گور اور فلولین آکر ملتے ہیں

گور فرمائیے کپتان فلولین، کیا کیفیت ہے؟ آپ پل کی طرف سے آرہے ہیں نہ؟

فلولین ہاں۔ آپ یقین نہیں کریگا، وہاں پل پر کیا ہاتھ دکھایا ہے!

گور نواب اگزیٹر بھی خیریت سے ہیں؟

فلولین نواب صاحب کا کیا پوچھتا ہے؟ وہ تو پرلے درجہ کا اولوالعزم ہے اور ہم اپنا جان سے، دل سے، قول سے، فعل سے، ہاتھ سے، پاؤں سے چنانچہ ہر طرح سے اسکو ہم بہت ہی چاہتا ہے۔ خدا کا فضل سے اس کا ایک بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ اور وہ پل کو بڑی دلاوری اور بڑا انتظام سے روکا ہوا ہے۔ ہاں صاحب، پل پر ایک جھنڈی والا بھی ہے: ہم آپ سے سچ سچ کہتا ہے، وہ بھی نہایت جیوٹ ہے۔ مگر اس کا ذرا بھی قدر نہیں۔ افسوس ہے! پل پر اسنے کیسا بہادری دکھایا ہے!

گور آپ اس کا نام بھی جانتے ہیں؟

فلولین اس کو لوگ پسٹل پسٹل کہکر پکارتا ہے۔

* فرانس میں ایک قصبہ ہے۔

گور میں تو اس سے واقف نہیں ہوں۔ [پسٹل آتا ہے

فلولین ایلو' وہی شخص چلا آتا ہے۔

پسٹل کپتان صاحب' میں آپ کو ایک ذراسی زحمت دینے کیواسطے آیا ہوں: آپ کو نواب اگزیٹر صاحب ازحد مانتے ہیں۔

فلولین ہاں' ہاں' ہم خدائے تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہے' نواب درحقیقت ہم پر بہت ہی مہربان ہے۔

پسٹل ایک سپاہی ہے بارڈلف' دل کا بڑا مضبوط اور پُرحوصلہ مند۔ اس بیچارے نے کم بختی کے مارے نے تقدیر کی گردش سے: ہائے' یہ تقدیر بھی کیا اندھی بلا ہے! اس کے پاؤں میں چکر رہتا ہے کہ ایک جگہ پر اس کے قدم ہی نہیں جمتے۔ ہاں تو تقدیر کے پھیر سے........

فلولین معاف کرنا' بات قطع ہوتا ہے: ہم نے تقدیر کا تصویر دیکھا ہے' اندھا' اسکے آنکھوں پر پٹی بندھا ہوا' یہ بتانے کو کہ تقدیر اندھا ہوتا ہے۔ ایک گھیرے کے اوپر اس کو کھڑا کیا ہے۔ مطلب یہ کہ وہ ہمیشہ گھومتا رہتا ہے؛ کہیں پر اسکو قرار نہیں ہے۔ ایسا ہرجائی کا کیا بھروسہ ہے کیا اعتبار ہے؟ تم یقین جانو' اس کا پاؤں ایک گولے پر رکھا ہوا ہے جو کہ ہر وقت لڑھکتا ہی رہتا ہے؛ ابھی دیکھا تو یہاں تھا اور ذرا آنکھ جھپکا تو غائب! یقین جانو' ایسا تعریف شاعر نے اسکی کیا ہے کہ ہم آپ سے کیا کہے۔

پسٹل ہاں جناب' آپ کی یہی تقدیر بارڈلف کی عادی جان ہوگئی ہے اور اس کو قہرناک نگاہوں سے گھور رہی ہے۔ تقصیر بچارے سے اتنی ہوئی کہ گرجا کا ایک ظروف اٹھا لایا تھا؛ اب غریب بیچارہ پھانسی کی موت پائیگا۔ ایسی بری موت تو خدا دشمن کو بھی کرامت نہ فرمائے! یہ تو جناب' کتّے کی موت ہے' کتّے کی! انسان یوں چاہے' کسی شان سے جان دے' پر پھندے میں لٹک کر اُسکی بولتی بند نہ ہوئے۔ بھلا آپ ہی عرض فرمائیے' اِس بر تن کی بھی کچھ حقیقت ہے؛

ایک کوڑی کا مال!! اور نواب صاحب نے لے' آؤ دیکھا نہ تاؤ' اس غیر معمولی سے جرم پر پھانسی کا حکم سنادیا۔ واہ کیا انصاف ہے! ذری آپ چلکر کہدیجئے' نواب صاحب آپ کی سفارش ضرور سُنیں گے؛ نہیں تو بیچارے بارڈلف کا رشتۂ زندگی ایک ٹکے کی ڈوری سے کٹ جائیگا۔ اور اس کی گردن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جو طوق نالت گلوگیر ہو جائے گا' وہ الگ۔ کیوں مہربان کپتان' تو پھر کیا ارادہ ہے؟ نواب صاحب سے چل کر کہتے ہو؟ ایک غریب کی جان بچاتے ہو! اور پھر ہم آپ کے خوش کرنیکو بھی تیار ہیں۔

فلولین ہم آپ کا مطلب پا گیا ہے۔

پسٹل تو پھر بڑی خوشی کی بات ہے۔

فلولین ہرگز نہیں' صاحب؛ یہ بات ایسا نہیں کہ اس پر کوئی خوشی کرے۔ یقین جانو ہمارا پر اور بھی ہوتا تو ہم نواب کے معاملات میں دخل در معقولات نہ کرتا؛ یقین جانو' قانون کا خلاف ورزی نہیں ہو سکتا ہے' کسی طرح۔

پسٹل ابے تو جا جہنم میں' مردود! تف تیری دوستی پر!

فلولین کیا خوب!

پسٹل تف ہے' تف! [جاتا ہے

فلولین چہ خوش' چرا نیا شد!

گور اہا' میں نے اب پہچانا! یہ تو چھٹا ہوا بدمعاش ہے' بڑا اُچکا' بڑا خدائی خوار' پاجی' مسخرا!

فلولین گور صاحب' آپ یقین جانو' پل پر اس شخص نے ایسا بہادرانہ تقریر کی کہ گویا کہ ایک ٹیپل ہے' جو کہ موسم بہار میں چہچہے مار رہا ہے؛ مگر ہم سمجھ گیا۔ ہاں جو یہ نامعقول گفتگو اس نے کیا ہے' یاد رکھنا' ہم ایسا مزہ چکھاویگا کہ بچا کی ساری شیخی گم ہو جائے گا۔

گور جناب' آپ کیا جانیں' دنیا میں ایسے بھی سفلے' دغاباز شہدوں کی کمی نہیں'

جو اتفاق سے کسی جنگ میں شریک ہو گئے، اور لندن واپس آکر لگے ڈینگیں مارنے کہ ہم بھی مرد میدان ہیں۔ سنئے، کرتے کیا ہیں، بڑے بڑے افسروں، جرنیلوں کے نام رٹ لیتے ہیں اور چند باتیں خوب دیکھ بھال اور پوچھ گچھ کے یاد کر لیتے ہیں کہ کس کس موقع پر، کون سے محاصرہ میں کس کس نے بہادری کے جوہر دکھائے، کس نے فتح پائی، کسی نے گولی کھائی، کس نے ذلت اٹھائی، دشمن کن شرائط پر اڑا ہوا تھا وغیرہ وغیرہ: ان سب باتوں کو سپاہیانہ انداز میں ہمہ شما سے بیان کرتے پھرتے ہیں، اور بات بات پر قسمیں کھا کھا کر نمک مرچ چھڑکتے جاتے ہیں۔ بھلا خیال تو کیجئے، ایسی جگہ کہ جہاں بوتلیں لنڈھائی جا رہی ہوں اور عقلیں گم ہو گئی ہوں، ان مسخروں کی جرنیل نما مصنوعی ڈاڑھیوں اور فرسودہ جنگی وردیوں کا کتنا اثر نہ ہوتا ہوگا۔ مہربان من! ایسے لُقوں سے خبردار رہیئے، نہیں تو دھوکا اٹھائیے گا۔

فلولین بات تو یہ ہے، ہم محسوس کرتا ہے کہ وہ آدمی کسی مصرف کا نہیں کہ جو اپنا زور یرستانی سے دنیا کو جتلاتا پھرے کہ من ہم چیزے ہستم۔ اور جناب، ہم تو اگر کسی میں کوئی عیب دیکھ پاتا ہے، جھٹ سے اُس کے منھ پر کہہ ڈالتا ہے۔

[طبل بجتا ہے

آپ سنتا ہے، پادشاہ سلامت آتے ہیں اور ہم ان سے پل کی بابت میں کچھ عرض کرے گا۔

طبل و علم، بادشاہ ہنری، گلاوسٹر اور چند سپاہی

بادشاہ کیسے ہو، فلولین؟ کیا پل پر سے آ رہے ہو؟

فلولین حضور، وہیں سے۔ نواب اگزیٹر صاحب بڑا بہادری سے پُل کو بچا رہا ہے۔ ہمارا ادمی بڑا جوانمردی دکھایا، ایسا کہ دشمن کا قدم اُکھڑ گیا۔ بہت پل پل کے آیا کہ پل چھین لے، مگر کچھ پیش نہ گیا۔ آخر میں اپنا مُنھ لیکر دوڑ گیا۔ اب پل پر نواب صاحب کا قبضہ ہے۔ حضور، سچا بات یہ ہے کہ نواب صاحب بڑا

ہی بہادر اور با تجربہ ہے۔

بادشاہ فلولین، ہماری طرف کتنے سپاہی کام آئے؟

فلولین نقصان دشمن کا بہت ہوا، بہت ہی زیادہ! اور نواب صاحب کا تو، میرے خیال میں ایک آدمی بھی ضائع نہیں ہوا۔ ہاں گرجا کا مال چرانے کے الزام میں ایک شخص بارڈلف نامی کا گردن البتہ مارا گیا۔ شاید کہ حضور بھی واقف ہوں۔ اس کا منہ سُرخ سُرخ دانوں، چٹوں اور آبلوں سے بھرا ہوا تھا، معلوم ہوتا تھا کہ ایک انگیٹھی ہے، جس میں سے دھواں اور چنگاریاں اور شعلے نکل رہا ہے۔ ہونٹ اتنا بڑا بڑا کہ ایک نتھنوں پر ڈھکنا بنا ہوا اور دوسرا ٹھڈی پر چھایا ہوا۔ ناک کیا تھا، ایک دکھتا ہوا کوئلہ تھا، جو کبھی لال ہو جاتا اور کبھی نیلگوں، مگر اب اس کی ناک کٹ گیا اور وہ آگ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔

بادشاہ ہم کو ایسے بدمعاشوں اور آتش کے پرکالوں کا یونہیں خاموش کر دینا پسند ہے۔ اور حکم محکم دیا جاتا ہے کہ جب ما بدولت اندرون ملک میں بڑھیں تو کسی سے کوئی شئے جبراً یا بے قیمت ادا کئے نہ لیجائے۔ اور نہ ہمارا کوئی سپاہی کسی فرانسیسی سے تشدد اور بدزبانی کرے، جب کسی غیر ملک کی تسخیر و تالیف قلب منظور ہو تو جبر و تعدی کی نسبت ملاطفت زیادہ سود مند ہوتی ہے۔

[بگل، ماونٹ جا حاضر ہوتا ہے

ماونٹ جا حضور نے مجھے وردی سے پہچان لیا ہو گا؟

بادشاہ ہاں، کیا خبر لائے ہو؟

ماونٹ جا اپنے بادشاہ کا پیام۔

بادشاہ بیان کرو۔

ماونٹ جا ارشاد فرمایا ہے کہ ہنری انگلستان سے کہدو: تو نے ہم کو مردہ خیال کیا ہو گا، مگر ہم تو فقط محوِ خواب تھے۔ جو سپاہی کہ کار آزمودہ ہوتے ہیں، اُن کا عمل دیر آید

درست آید پر ہوا کرتا ہے، جلدی کام شیطان کا۔ ہم چاہتے تو ہارفلور ہی میں تجھ کو ٹوک سکتے تھے؛ مگر نہیں ہم نے جب تک کہ ناسور بالکل پک نہ جائے اُس کو شگاف دینا پسند نہیں فرمایا۔ اب ہمارا وار ہے اور ہماری تحبت محکم ہے: قریب ہے کہ تو ہمارے ضبط و تمکین کا قائل ہو جائے اور ضعف داد بار میں مبتلا ہو کر اپنی جہالت پر آٹھ آٹھ آنسو بہائے۔ اور فرمایا ہے کہ مناسبت سے اس نقصان کی جو ہم نے اُٹھایا ہے، اُس خونِ ناحق کی جو تو نے بہایا ہے، اُس توہین کی جو تیرے ہاتھوں ہم نے برداشت کی ہے، جلد اپنا فدیہ بتجویز کر، گو ان کی قرار واقعی تلافی کرنے سے تو بالکل قاصر ہے۔ ہمارے نقصانات کے سامنے تیرا حقیر خزانہ کیا مال ہے؟ ہماری جانوں کے بدلے میں تیری ساری آبادی ہیچ ہے؛ پھر ہماری توہین جو تو نے کی ہے، اس کی معذرت میں اگر تو اپنے سرِ پُر غرور کو ہمارے سنگ آستاں پر دے پٹکے، تو بھی ہماری تسکین کے لئے ناکافی اور محض بے اثر ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ مجادلہ! اور فرمایا ہے، آخر میں یہ بھی جتلا دینا کہ تیرے سپاہیوں کا حال ہم پر آئینہ ہے اور خبردار! سزا کی گھڑی آ پہنچی: یہ ہے میرے آقائے ولی نعمت کا پیام اور میرا فرض منصبی۔

بادشاہ تیری لیاقت ہم پر کھل گئی، تیرا نام کیا ہے؟

ماؤنٹ جا ماؤنٹ جا۔

بادشاہ تو نے اپنی خدمت کا حق خوب ادا کیا۔ اب واپس جا اور اپنے بادشاہ سے کہدے: سر دست ہمارا رُخ آپ کی جانب نہیں ہے، بلکہ چاہتے ہیں کہ بے روک ٹوک کیلے کی طرف ہٹ جائیں۔ اگرچہ حیلہ جو، دغاباز دشمن کے سامنے اتنا سا اظہار بھی نادانی میں داخل ہے، تاہم حقیقت حال یہ ہے کہ بیماری نے میرے سپاہیوں کو نڈھال کر دیا ہے؛ اور انکی تعداد گھٹا دی ہے؛ اور پھر جتنے کہ باقی رہ گئے ہیں وہ بھی اپنے برابر فرانسیسیوں سے بہتر نہیں ہیں حالانکہ پہلے ہمارا خیال تھا کہ صحت کی حالت میں وہ اپنے سے تگنی فوج کو بھگنی کا ناچ

نچا دینگے۔ خداوندا! معاف کر، میں بہت بڑے بول بول رہا ہوں۔ ماونٹ جا! یہ تمھارے فرانس کی آب و ہوا کا اثر بد ہے جو مجھ میں سرایت کرگیا ہے۔ میں توبہ کرتا ہوں۔ جا، اپنے بادشاہ سے کہدے کہ میں حاضر ہوں، میرا نحیف و زار بدن میرا فدیہ ہے؛ اور بیماروں اور ناتوانوں کی ایک جماعت میرا لشکر ہے۔ مگر اس پر بھی توفیق ایزدی سے ہم پیشقدمی کے لئے تیار ہیں، اگرچہ فرانس اور اس کی حامی ایک اور طاقت ہمارے راستے میں حائل ہو۔ ماونٹ جا، یہ تیرا حق خدمت ہے۔ جا، اپنے بادشاہ کو سمجھا دے کہ ذرا عقل سے کام لے؛ اگر ہم سے چھیڑ چھاڑ نہ کی گئی تو چپ چاپ گزر جائینگے اور اگر روکا تو فوراً پلٹ پڑینگے اور تمھاری زرین زمین کو تمھارے سرخ خون سے سیاہ کر دینگے: ماونٹ جا، اب رخصت ہو، ہمارے جواب کا لب لباب یہ ہے کہ بحالت موجودہ نہ تو ہم جنگ کی طرح ڈالنا پسند کرتے ہیں اور نہ گریز ہی منظور ہے: اپنے آقا سے جا کر کہدے۔

ماونٹ جا میں یہی عرض کر دونگا۔ حضور کا شکریہ بجا لاتا ہوں۔ [جاتا ہے

گلاوسٹر میرا خیال ہے اب وہ ہمارا پیچھا نہ کرینگے۔

بادشاہ جان برادر، ہماری باگ خدا کے ہاتھ میں ہے نہ اُنکے۔ پل پر چلو، رات آرہی ہے: ہم دریا پار پڑاؤ کرینگے اور کل یہاں سے کوچ ہوگا۔

[پردہ گرتا ہے

ساتواں سین

فرانسیسی لشکر۔ ایجن کورٹ کے قریب

کانسٹبل، رم بورس، آرلنیز اور شہزادہ ڈافن وغیرہ وغیرہ

کانسٹیبل دنیا بھر میں میری جیسی زرہ نہیں ہے۔ کاش اس وقت دن ہوتا!

آرلینز واقعی آپ کی زرہ نہایت نفیس ہے، مگر میرے گھوڑے کا حق بھی تو ادا کیجئے۔

کانسٹیبل بیشک، یورپ بھر میں اس کا جواب نہیں۔

آرلینز کیا آج صبح نہ ہوگی؟

ڈافن نواب آرلینز اور کانسٹیبل بہادر، کیا گھوڑے اور زرہ کی تعریفیں ہو رہی ہیں؟

آرلینز آپ کو بھی یہ دونوں چیزیں ایسی بہتر سے بہتر حاصل ہیں، جیسی کہ ایک شہزادہ کی شان کے شایاں ہونی چاہئے۔

ڈافن اُف، کیا پہاڑ سی رات ہے! روئے زمین پر میرے گھوڑے کا نظیر نہیں، اوہو، ہو! اس کی جست وخیز کا یہ عالم ہے کہ گویا رگوں میں خون نہیں، ہوا دوڑ رہی ہے۔ گھوڑا کاہیکو، آتش کا پرکالہ ہے، شعلۂ جوّالہ ہے۔ میں اس پر سوار کیا ہوتا ہوں، شہباز کی طرح آسمان پر طرارے بھرتا ہوں: ہوا ہے کہ اسکے راستے میں بچھی جاتی ہے، اور زمین اس کے قدم چھوتی ہے تو گانے لگتی ہے، اسکے ادنی اسم نغمہ خیزی میں موسیقار کے گلے کو بھی مات کرتے ہیں۔

آرلینز اور اس کا جوزی رنگ کیسا پیارا ہے؟

ڈافن اور اس میں ادرک سی حرارت ہے۔ سکندر ذوالقرنین کی سواری کے لایق ہے: خالص ہوا اور آگ سے بنا ہے، پانی اور مٹی کے سے کثیف عنصر اسے چھو تک نہیں گئے۔ ہاں کچھ اثر ان کا اس وقت دیکھنے میں آتا ہے، جبکہ یہ اپنے راکب کے سوار ہوتے وقت کمال تمکنت اور وقار سے کھڑا ہوتا ہے: فرس یہ ہے اور سب تو گدھے ہیں۔

کانسٹیبل بیشک، صاحب عالم! یہ نہایت ہی نفیس و نادر گھوڑا ہے۔

ڈافن کیوں نہیں کہتے کہ گھوڑوں کا سردار ہے، اسکی ہنہناہٹ بادشاہ کی ہیبت سے

اور اس کی چتونوں سے رعب وجلال ٹپکتا ہے۔

آرلینز بس کیجئے، برادر گرامی۔

ڈافن وہ شخص عقل وذکاوت سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتا جو صبح کو مرغ کی بانگ سے لیکر شام کو اُتو کی ہانکت تک میرے رخش رعنا کی ایک ایک کرکے ساری خوبیاں نہ گنوا سکے: ریت کے ذروں کو فصیح زبانوں میں بدل دو، وہ میرے اشہب بیشاں کی تعریف سے ادا نہ ہو سکیں گی: یہ تو ایسا موضوع ہے کہ بادشاہ اسپر طبع آزمائی کریں، اور بادشاہوں کے بادشاہ اس پر سوار ہوں؛ اب رہے عوام، یگانہ اور بیگانہ، ان کو زیبا ہے کہ سب اپنا کاروبار چھوڑ دیں اور دیدۂ حیرت سے اس کو کھڑے تکتے رہیں۔ میں نے ایک مرتبہ اس کی تعریف میں قصیدہ کہا تھا، اس کا مطلع تھا: 'تیری چھلبل ہے نیاری......'

آرلینز میں نے ایک غزل سنی تھی جو کسی شاعر نے اپنی محبوبہ کی شان میں کہی ہے، اس کا مطلع بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

ڈافن میں نے جو اپنے رہوار کی تعریف میں کہا، کسی نے اپنی معشوقہ کے لئے چرا لیا، اور میں بھی تو اپنے مرکب کو اپنی نازنین محبوبہ سمجھتا ہوں۔

آرلینز آپ کی محبوبہ سواری خوب دیتی ہے۔

ڈافن بس مجھی کو اور یہی ایک وفا شعار محبوبہ کی صفت اور جوہر ہے۔

کانسٹیبل بجا، میں سمجھتا ہوں، کل آپ کی وفا شعار محبوبہ نے بڑے پیار سے آپ کی پیٹھ ٹھونکی تھی۔

ڈافن شاید آپ کی محبوبہ نے ایسا کیا ہو۔

کانسٹیبل اس کو لگام نہ تھی۔

ڈافن تو یوں کہئے کہ وہ اتنی سالخوردہ اور مسکین ہے کہ بے لگام ہی آپ اُس کو ٹہلاتے رہتے ہیں۔

کانسٹیبل آپ کو شہسواری میں بڑا دخل ہے۔

ڈافن: یہ تسلیم ہے تو میری ایک نصیحت گرہ سے باندھ رکھئے: جو لوگ یوں سواری کرتے ہیں اور خبردار نہیں رہتے، وہ ایک دن ضرور منھ کی کھاتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا جو میری محبوبہ بھی میرے توسن تازی کی سی تیز رفتار ہوتی۔

کانسٹیبل: کاش میری محبوبہ بڈھی گھوڑی لام لگام کی مصداق ہوتی۔

ڈافن: سپہدار، کس خیال میں ہے؟ سُن، میری محبوبہ جھوٹے بال اور مصنوعی گدیاں نہیں لگاتی۔

کانسٹیبل: میں بھی، بجا طور پر یونہیں فخر کرتا اگر کوئی کتیا میری محبوبہ ہوتی۔

ڈافن: کتا آخر اپنی گلی میں پہنچگیا اور وہاں پہنچتے ہی اس کی آواز کھل گئی۔ آپ کبھی عقل سے بھی کام لیتے ہیں؟

کانسٹیبل: مگر میں اپنے سمند سے محبوبہ کا کام نہیں لیتا اور نہ ایسی مثل سے جو بے محل ہو۔

ریمبورس: جناب سپہدار بہادر، رات جو زرہ بیں نے آپکے خیمے میں دیکھی ہے، اسمیں ستارے ٹکے ہیں یا سورج؟

کانسٹیبل: ستارے جناب۔

ڈافن: مجھے ڈر ہے کہ چند ایک کل ان میں سے گر جائینگے۔

کانسٹیبل: مگر میرے آسمان پر پھر بھی کمی نہ ہوگی۔

ڈافن: سچ کہتے ہو۔ بہت سے فاضل بھی تو ہیں، وہ ٹوٹ گئے تو زرہ کی شان چند در چند ہو جائیگی۔

کانسٹیبل: یہی حال آپ کے شبدیز خوشخرام کا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ کم ہو جائیں تو اس کی چال قدرے تیز ہو جائے گی۔

ڈافن: اے کاش، میں اسکو واجب تعریفوں سے لاد سکتا! کیا اب قیامت تک دن نہیں نکلے گا؟ کل میں ایک میل تک تم کو اسکی چال دکھاؤنگا اور میرے راستہ میں انگریزوں کی کھوپریوں کا فرش ہوگا۔

کانسٹیبل: میں تو ایسے بڑے بول نہ بولونگا، کل کے دن کہیں میرا ہی سر نہ اڑ جائے۔ لیکن

کاش، اس وقت صبح ہوتی، کیونکہ میری تمنا ہے کہ جلد انگریزوں سے دو دو ہاتھ ہو جائیں۔

ریمبوریس کوئی ہے جو کل میرے ساتھ بیس قیدی پکڑنے کی شرط بدے؟

کانسٹیبل شرط جیتنے سے پہلے آپ اس بازی میں اپنی ہی جان نہ ہار بیٹھیں؟

ڈافن آدھی رات آچکی۔ میں چلکر ہتھیار سجتا ہوں۔ [جاتا ہے

آرلینز شہزادہ دن نکلنے کے لئے بہت تڑپ رہا ہے۔

ریمبوریس وہ تو انگریزوں کے خون کا پیاسا معلوم ہوتا ہے۔

کانسٹیبل میں سمجھتا ہوں، اس کی تلوار سے جسقدر خون بہے گا، وہ آپ ہی پی جائیگا۔

آرلینز مجھے اپنی محبوبہ کے دستِ نازک کی قسم، شہزادہ ہے تو جری۔

کانسٹیبل اس کے پاؤں کی قسم کھائیے کہ وہ تمھاری سوگند کو ایڑی تلے کچل ڈالے۔

آرلینز فرانس بھر میں شاید ہی کوئی اس سے بڑھکر مستعد ہو۔

کانسٹیبل شریف اطوار میں مستعد کاریں: ان سے تو کوئی کام بن پڑتا دکھائی نہیں دیتا۔

آرلینز خیر، میں نے تو سنا نہیں کہ کسی کو ان سے نقصان پہنچا ہو۔

کانسٹیبل تو کل بھی ان سے کسی کو نقصان نہ پہنچے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی نیکنامی میں فرق آنے دیں؟

آرلینز مگر میں تو اُسے بہادر جانتا ہوں۔

کانسٹیبل یہی مجھ سے ایک اور شخص نے کہا تھا، جو اسکو آپ سے بہتر جانتا ہے۔

آرلینز کس نے؟

کانسٹیبل جی خود اُسی نے۔ اپنے منہ میاں مٹھو: اور یہ بھی فرماتے تھے، کوئی اس کا یقین نہ کرے تو مجھے کچھ پروا نہیں۔

آرلینز انھیں کیا پروا ہوتی؟ یہ جوہر ان کا چھپا ہوا نہیں ہے۔

کانسٹیبل بے شک چھپا ہوا ہے۔ ایک اسکے سائیس کے سوا شاید ہی کسی نے اس کا مشاہدہ کیا ہو۔ اس کی شجاعت شکرے کی سی ہے، جسکی آنکھوں پر ٹوپی پہنا

رکھی ہو اور اس کے آتر نے پر وہ بازو پھڑ پھڑانے لگتا ہو۔

آرلینز حاسد کے کانوں کو تعریف راس نہیں۔

کانسٹیبل دوست کی زبان خوشامد کا آلہ ہے۔

آرلینز اور میں کہوں گا کہ حق سے شیطان کو بھی محروم نہ رکھو۔

کانسٹیبل مبارک! تو آپ کا دوست شیطان ٹھیرا: یہ مثل تو آپ نے بھی سنی ہو گی کہ شیطان کو کھویا شیخی نے۔

آرلینز مثالوں میں تو آپ بڑے مشاق ہیں، بات بات پر مثل، لگے تیر نہیں تو تکا۔

کانسٹیبل کیا مجال جو خطا کرے۔

آرلینز سچ ہے، اصل سے خطا نہیں، بد اصل سے وفا نہیں۔

[ایک جاسوس آتا ہے

جاسوس حضور، انگریزوں نے یہاں سے پندرہ سو قدم پر پڑاؤ کیا ہے۔

کانسٹیبل فاصلہ کس نے ناپا؟

جاسوس نواب گرانڈ فری نے۔

کانسٹیبل کیسا بہادر اور اپنے فن میں کیسا ماہر نواب ہے! کہیں دن جلدی نکلے! افسوس غریب ہنری! تجھے صبح ہونے کی اتنی جلدی نہ ہوگی۔

آرلینز کم بخت یہ انگلستان کا بادشاہ بھی کیسا احمق ہے، عقل سے کوسوں دور، جبھی تو بھٹکتا ہوا یوں ساتھیوں سمیت ادھر آنکلا۔

کانسٹیبل سمجھ ہوتی، تو جان سلامت نہ لے بھاگتے؟

آرلینز اسی کی کمی ہے، ان کی کھوپریوں میں مغز ہوتا تو ایسے بھاری بھرکم خود لادے لادے کیوں پھرتے؟

ریمبورس اس انگلستان کے جزیرہ کی خاک ہے بڑی جرات پرور، وہاں کے کتے بھی جرات میں لاجواب ہوتے ہیں۔

آرلینز احمق ہیں کتے کے پلے جو یوں آنکھ بند کر کے روسی ریچھ کے منہ آتے ہیں اور اپنا

پلپلا سر پھڑواتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی جرأت ہے ؟ کل فرمائیے گا کہ مچھر بھی بڑا بہادر ہوتا ہے، جو بیدھڑک شیر کی تھوتھنی پر جا بیٹھتا ہے اور کس مزے سے خون چوسنے لگتا ہے۔

کانسٹیبل بجا، بجا۔ وہاں کے آدمی بھی انھیں کتوں کے مشابہ ہیں۔ آنکھیں بند کرلیں، عقلیں جوروؤں کو سونپ دیں اور آندھی طوفان کی طرح چڑھ دوڑے، کھانے کو پیٹ بھر بیل کا گوشت اور لڑنے کو ڈھال تلوار دیدیجئے، پھر دیکھئے کیونکر بھیڑیوں کی طرح جھنجوڑتے اور بھوتوں کی طرح لڑتے ہیں۔

آرلینز مگر آج کل تو ان کے پاس گوشت کی بڑی کمی ہے۔

کانسٹیبل تو دیکھ لیجئے کل ان میں لڑنے کا دل گردہ بھی خاک نہ ہوگا۔ بس اب ہتھیار باندھنے کا وقت آگیا، چلنا چاہئے۔

آرلینز اب دو کا عمل ہے: دیکھیں کل دس بجے تک ہم میں سے کس کس کے پاس سو سو انگریز قیدی ہونگے۔

[پردہ گرتا ہے

چوتھا ایکٹ

تمہید

راوی آتا ہے:۔

اب ایک ایسے وقت کا تصور کیجئے، کہ دنیا کے وسیع کرہ پر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہے، زمین سے لیکر آسمان تک سناٹا ہے جس کو رہ رہ کر دونوں لشکروں کی دبی دبی سرگوشیاں توڑ

رہی ہیں اور ایسے میں طلایہ کے سپاہی ایک دوسرے کو اپنی اپنی جگہ کھڑے ہوئے چپکے چپکے سلام پیام پہنچا رہے ہیں۔ مشعلیں آنکھوں آنکھوں میں اشارے کنائے کر رہی ہیں اور اُن کی پھیکی پھیکی روشنی میں ایک لشکر کو دوسرے لشکر کا بھیانک چہرہ دکھائی دے رہا ہے۔ گھوڑے ایک دوسرے کو ڈرا دھمکا رہے اور اپنی کرخت ہنہناہٹ سے رات کے بہرے کانوں کو پھاڑے ڈالتے ہیں۔ زرہ ساز سپاہیوں کے بدن پر ہتھیار سج رہے ہیں اور ان کے اوزاروں کی کھٹاکھٹ جنگ کی مہیب تیاریوں کا پردہ فاش کر رہی ہے: مرغ بانگ دیرہے ہیں، گجر بج رہا ہے اور نیند کے خمار میں لڑکھڑاتی ہوئی البیلی صبح کی سواری قریب آ پہنچی ہے۔ مغرور فرانسیسی اپنی کثرت پر نازاں ہیں، دل بڑھے ہوئے ہیں، زعم کا یہ حال ہے کہ کم عیار انگلستانیوں کو ابھی سے بازی ہیں لگا رہے اور سست رفتار لنگڑی رات کو کوستے جاتے ہیں کہ کمبخت کلموہی ساحرہ کی طرح کیا ہی پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہی ہے۔ بیچارے اجل رسیدہ انگریز قربانی کے بکروں کی طرح دھونیوں کے گرد سر جھکائے بیٹھے ہیں اور آنے والی صبح کا خطرہ ان کے دلوں کو مسوس رہا ہے۔ چاند نے گوشہ مشرق سے سر نکالا ہے اور اُن پر نظر پڑتے ہی اس کا منہ فق ہو گیا ہے کیونکہ ان کی مجنونانہ حرکتوں، اِن کے اُترے ہوئے چہروں، ان کے فرسودہ کپڑوں کو دیکھکر اُسے ان پر غول بیابانی کا دھوکہ ہو رہا ہے۔ اب کون ہے جو اس غربت زدہ قافلہ کے کاروان سالار کو لشکر میں گشت لگاتے، ایک ایک چوکی اور ایک ایک خیمہ پر جاتے دیکھے اور بے اختیار ہو کر نہ پکار اٹھے "خدا کی رحمت اور نصرت نازل ہو تجھ پر!" وہ سارے لشکر کا جائزہ لیتا ہے، مسکرا مسکرا کر سپاہیوں کو سلام کرتا ہے اور اُن سے میرے بھائیو، میرے دوستو، میرے ہم وطنو' کہکر خطاب کرتا ہے۔ وہ کیسے خطرناک دشمنوں میں گھرا ہوا ہے مگر اسکے بشرے پر وہی شاہانہ جلالت جلوہ افروز ہے اور تیوروں سے وہی بشاشت اور اطمینان ٹپک رہا ہے۔ ساری رات آنکھوں میں کٹی ہے مگر کیا ممکن جو اس کے چہرہ کی سرخی میں تل بھر بھی فرق آیا ہو۔ اس کی روشن آنکھوں سے جرات و امید کی شعاعیں نکل نکل کر سپاہیوں کے رگ وپے میں نفوذ کر رہی اور ان کے خون میں ہمت و جانبازی کی گرمی پہنچا رہی ہیں۔ اس کو ایک نظر دیکھتے ہی وہ سپاہی جو گھڑی گھڑی

پہلے خوف و ہراس سے زرد اور نڈھال ہو رہے تھے، شگفتہ اور تازہ کام ہو گئے۔ اسکی خورشید تمثال فیاض نگاہیں ہر لشکری کے دل کو گرماتی اور اس کی تاب و تواں کو متحرک کرتی ہوئی ترس و بیم کے محیط کہرے کو چھانٹ رہی ہیں۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ سپاہی نے جس انداز میں ہنری کو اس رات دیکھا ہے، بھلا اس کا چربہ ہمارے ایکٹر کہاں اتار سکتے ہیں؟ اب ہمارا سین رزمگاہ میں اڑ کر جاتا ہے۔ لیکن افسوس، ہم ایجن کورٹ کی جنگ کیا دکھاتے ہیں، الٹا اپنی دو چار ٹوٹی ہوئی، زنگ خوردہ کرچوں اور بھانڈوں جیسے فرتوت نقلی سپاہیوں سے اس کے نام کو بٹہ لگانا چاہتے ہیں: مگر خیر، تشریف رکھئے اور بغور ملاحظہ فرما کر نقل سے اصل کا اندازہ کرتے رہیئے۔

[راوی جاتا ہے۔

پہلا سین

ایجن کورٹ۔ انگریزی لشکر

بادشاہ ہنری، بیڈفرڈ اور گلاوسٹر

بادشاہ گلاوسٹر، مانا کہ ہم کو اس وقت شدید خطرے نے گھیر رکھا ہے، لازم ہے کہ ہماری جراتوں میں اور ترقی ہو جائے۔ بھائی بیڈفرڈ کو ہمارا سلام: خدا کی شان! برائیوں میں بھی کچھ نہ کچھ بھلائی٭ ضرور ہوتی ہے، شرط یہ ہے کہ انسان عقل و مشاہدہ میں اس کو پہچان سکے۔ دیکھو ہمارے برے حریف نے ہم کو کیسے نور کے تڑکے اٹھا کھڑا کیا، جو صحت بخش بھی ہے اور کفایت شعاری میں بھی داخل ہے۔ اگر

٭ میر اس رمز کو خالص شاعرانہ انداز میں یوں بیان کرتے ہیں:۔
بدی میں بھی کچھ خوبی ہو گی، تب تو تمرا کرنے کو وہ بھلا جانتا ہے

ضمیر ہمارا پوشیدہ مصلح ہے، تو غنیم کھلا مصلح ہے۔ یہ اُسی کی تنبیہ کا اثر ہے جو انجام کار کے لئے ہم اس وقت بالکل لیس نظر آرہے ہیں۔ یوں ہم کانٹوں سے شہد نکال سکتے اور خود شیطان سے بھی کوئی نہ کوئی سبق سیکھ سکتے ہیں۔

[ارفنگھم آتا ہے

سلام، میرے بڈھے سردار ارفنگھم، اس پاکیزہ و نورانی سر کے لئے تو فرانس کی خاک آلود کھُردری گھاس سے ایک ملائم اور پاک وصاف تکیہ زیادہ موزوں تھا۔

ارفنگھم نہیں حضور، معاف فرمائیے، میرے لئے یہی بہتر ہے، کیونکہ اب میں فخر کرسکتا ہوں کہ میرا اور بادشاہ کا بچھونا ایک ہے۔

بادشاہ یہی زیبا ہے کہ انسان دوسروں کو اپنی سی حالت میں مبتلا دیکھکر اپنی تکلیفوں سے مانوس ہو جائے۔ اس سے دل تشفی پاتا ہے: اور جب دل زندہ ہو جائے تو اس میں شبہ نہیں، دوسرے اعضا کیسے ہی بےحس اور مردہ ہوں، فوراً کاہلی کے کفن کو پھاڑ کر اور غفلت کی لحد کو ٹھکرا کر از سرِ نو تازہ روح کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ سردار ارفنگھم، ذرا مجھے اپنا لبادہ تو دیجئے۔ [بیڈفرڈ اور گلاوسٹر سے] آپ دونوں جائیے، سردارانِ فوج سے ہماری خوشنودی کا اظہار کیجئے اور ان کو ہمارا سلام پہنچائیے، ہم ابھی سب کو خیمۂ شاہی میں یاد کرینگے۔

گلاوسٹر بہت خوب، حضور۔

ارفنگھم کیا میں حضور کے ہمراہ رکاب رہوں؟

بادشاہ نہیں، کیا ضرورت ہے؟ آپ بھی انھیں کے ساتھ ہمارے عمائدِ دولت کے پاس جائیے۔ مجھے اپنے دل سے دو دو باتیں کرنی ہیں اور اس کے لئے تخلیہ درکار ہے۔

ارفنگھم خدا کی برکت شاملِ حال ہو تیرے، اے شریف ونجیب ہنری!

[بادشاہ کے سوا سب جاتے ہیں

پسٹل آتا ہے

پسٹل کون؟ خبردار!

بادشاہ دوستدار۔

پسٹل کر مفصّل اقرار: کوئی سردار ہے، یا سپاہی ہے یا ادنیٰ گنوار؟

بادشاہ ایک رسالہ کا سوار۔

پسٹل کیا نیزہ بازوں میں ہے، تیرا شمار؟

بادشاہ ہاں، اور سرکار؟

پسٹل ہم؟ ہمارا کیا کہنا! ہم ہیں شہنشاہ کے ہمسر بلکہ اُس سے بھی اسفل و ابتر۔

بادشاہ تو یہ فرمایئے، کہ بادشاہ سے بھی بہتر۔

پسٹل بادشاہ سے! کِس کی تاب مجال ہے جو بادشاہ کی تعریف و تصریف کرسکے؟ اجی، بادشاہ تو میاں مٹھو ہے بلکہ مرغِ زرین، نجیب الطرفین، ذوقافیہ تین نعلین دربغلین، برراس والعین، ہوں بدل و جان سے اُس کی محبت میں غین: ہاں، تیرا نام کیا ہے؟

بادشاہ ہیری لیرا۔

پسٹل را؟ یہ تو کارنوالی نام معلوم ہوتا ہے۔ کیا تو کارنوالی رسالہ کا سپاہی ہے؟

بادشاہ نہیں، میں ویلز کا باشندہ ہوں۔

پسٹل تو کیا تجھکو فلوئیلن سے تعرّف ہے؟

بادشاہ ہاں ہے۔

پسٹل اس کو تاکید مکید کردینا کہ ڈیوڈ ولی کی برسی کو گندنے* کی کلغی نہ لگائے، نہیں تو ہم اُسی سے اس کی چندیا سہلا کر رکھدینگے۔

* یکم مارچ۔ اہل ویلز سینٹ ڈیوڈ کی برسی کے دن، جیسا کہ عموماً بیان کیا جاتا ہے، اُس فتح کی یادگار میں گندنے کی کلغی لگاتے ہیں، جو انھوں نے سکسنوں پر یکم مارچ سنہ ۵۴۰ء کو حاصل کی تھی۔ اور اُس موقع پر ویلش سپاہیوں نے سینٹ ڈیوڈ کے حکم سے ٹوپیوں میں گندنا لگا رکھا تھا۔

بادشاہ تو مہربان، آپ بھی اُس روزکر میں کوئی کٹا روٹا ر نہ لگائیے، ورنہ وہ اسی سے آپ کا بھنڈارا کھول دیگا۔

پسٹل کیا تو اس کا دوست ہے؟

بادشاہ بلکہ بھائی بند۔

پسٹل تو ایسی تیسی تیری اور تیرے بھائی بندکی۔

بادشاہ آپ کا شکریہ۔ خدا آپ کو نیک توفیق دے۔

پسٹل خیر ہے، ہمارا نام پسٹل ہے پسٹل؟ [جاتا ہے

کیوں نہ ہو، اس مزاج پر یہ نام خوب پھبتا ہے۔

فلولین اور گور گزرتے ہیں

گور کپتان صاحب!

فلولین آہستہ بولو، خدا کا واسطے، آہستہ! ساری دنیا بھر میں کوئی بات اس سے زیادہ اعجوبہ تر نہ ہوگا کہ جنگ کے قدیم اصولات اور ضوابطات کا اتباع نہ کیا جائے۔ اگر آپ تکلیف اٹھا کر پمپئی اعظم کے قواعد جنگی کی چھان بنان کرد تو ہم کہیگا، کہ آپ قائل ہو جاؤگے کہ اس کا لشکر میں کیا مجال کہ جو کسی قسم کا گڑگڑ پڑپڑ پایا جائے۔ غرض آپ کوئی بے عنوانی نہ ملاحظہ کریگا۔ آپ یقین مانو، جنگ کوئی ایسا ویسا چیز نہیں ہے: اس کا بھی اصولات ہے، تکلیفات ہے، طریقیات ہے، تدبیریات ہے، تادیبیات ہے، سیاسیات ہے، حدودیات ہے، کچھ بچوں کا کھیل نہیں ہے۔

گور اجی واہ! غنیم کے لشکر میں بھی سنا، رات بھر کیا اودھم مچی رہی؟

فلولین غنیم اگرچہ بے وقوف، گدھا اور اُلو ہو، تو کیا آپ بھی بے وقوف، گدھا اور اُلو پن جاؤگے۔

گور خیر جناب، اب سے آہستہ بولوں گا۔

فلولین شاباش! عقلمندی کا یہی بات ہے۔ [جاتے ہیں

بادشاہ اس شخص میں ایک طرح کا بے ڈھنگا پن سہی، مگر احتیاط اور وضع کی پابندی خوب ہے

[تین سپاہی جان بطس، الگزنڈر کورٹ اور مائیکل ولیم آتے ہیں]

کورٹ کیوں بھئی جان بطس، ذرا دیکھو، وہ آسمان پر صبح کی ہی سفیدی ہے نہ؟

بطس ہاں جی، معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے، مگر دن نکلنے کا ہم کو کیا ارمان؟

ولیم آج کے دن کی صبح تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ مگر شاید اس کی شام دیکھنی نصیب ہو۔ یہ کون جا رہا ہے؟

بادشاہ دوست۔

ولیم تم کس افسر کی ماتحتی میں ہو؟

بادشاہ سر طامس ارفنگھم کی۔

ولیم بہت اچھا بڈھا سردار ہے، بڑا ہی شریف۔ ہاں بھئی، یہ تو بتاؤ، اُس کے نزدیک ہماری اس وقت کیا حالت ہے۔

بادشاہ بس ان مسافروں جیسی، جن کا جہاز بیچ سمندر میں چٹان سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہو، اور قریب ہے کہ لہروں کے ایک ہی ریلے میں وہ سب تہ میں جا سوئیں۔

بطس تو اس نے یہ خیال بادشاہ پر ظاہر نہیں کیا؟

بادشاہ نہیں؛ اور نہ اس کا اظہار مناسب تھا۔ میرا اپنا خیال ہے اور میں آپ سے کہتا ہوں کہ بادشاہ بھی بس ایک انسان ہے، جیسا کہ میں ہوں؛ ایک پھول کی خوشبو جیسی کہ مجھے محسوس ہوتی ہے، ایسی ہی اُسے بھی؛ یہ آسمان جیسا کہ مجھے دکھائی دیتا ہے، ایسا ہی اُسے بھی؛ ہماری طرح اسکے حواس بھی فطرت انسانی کے مطابق ہیں؛ شاہانہ کرّوفر سے الگ، عریاں ہو کر وہ بھی فقط ایک انسان نظر آتا ہے؛ اگرچہ اس کی خواہشوں کے دریا میں جو لہریں اٹھتی ہیں وہ ہم سے بدرجہا بلند ہوتی ہیں، لیکن اُترنے میں اس کا حال ہمارا ہی سا ہے۔ پس جبکہ وہ خوف کے قرائن دیکھتا ہے، جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں، تو اُسکے خوف کی بھی، اس میں شبہ نہیں، وہی کیفیت ہوتی ہے، جو ہمارے خوف کی ہے

تاہم مصلحت یہی ہے کہ اس کے دل میں خوف کے جذبہ کو نہ بھڑکایا جائے؛ ایسا نہ ہو کہ وہ اس کے بشرے سے ٹپک پڑے اور سارا لشکر جی چھوڑ بیٹھے۔

بیٹس اس کی چتونوں سے کیسی ہی دلیری ٹپکتی ہو مگر میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اس کڑکڑاتے جاڑے میں اس کو آرزو ہوگی کہ اے کاش میں اس وقت دریائے ٹیمز کے اندر گلے گلے پانی میں کھڑا ہوتا: اور بھی' میں بھی اس کے واسطے اسی میں بھلائی پاتا؛ اور چار ونا چار اس کا ساتھ دیتا' اس آفت سے تو بچ نکلتے۔

بادشاہ ایمان کی تو یہ ہے کہ بادشاہ سلامت کے دل کی بات بس یہی ہے جو میں تم سے کہتا ہوں: وہ نہیں چاہتے کہ اس وقت یہاں کے سوا کہیں اور ہوں۔

بیٹس تو صاحب' کیا اچھا ہوتا جو تنِ تنہا ہوتے؛ فدیہ دیکر چھوٹ جاتے اور اتنی بہت سی جانیں غارت نہ ہوتیں۔

بادشاہ بُرا نہ ماننا' اپنے بادشاہ کی محبت تمھارے دل میں ایسی ناقص نہ ہوگی کہ تم اُس کا یہاں پر اکیلا رہنا گوارا کرو؛ شاید کہ تم دوسروں کے دل ٹٹولنے کیلئے ایسا کہتے ہو: کوئی میری پوچھے تو جو عزت کہ مجھے بادشاہ کے ساتھ جان دینے میں ملیگی' دوسری جگہ ممکن نہیں؛ اس وجہ سے کہ وہ حق پر ہے اور اُس کا دعوٰے راست ہے۔

ولیم یہ بات جو کچھ کہ ہم جانتے ہیں اس سے زیادہ ہے۔

بیٹس اور جو کچھ کہ ہم کو دریافت کرنا چاہئے اس سے بھی زیادہ ہے؛ اگر ہم اتنا جانتے ہوں کہ ہم بادشاہ کی رعایا ہیں' تو بس ہمارے لئے یہی کافی ہے: اگر اس کا دعوی حق پر نہ بھی ہو تو ہمارا فرض منصبی ہم کو اس کے گناہ سے پاک کر دیتا ہے۔

ولیم لیکن یہ دعوے اگر ناحق کا ہو تو اس کا وبال خود بادشاہ کی گردن پر ہوگا: جبکہ وہ ہاتھ پاؤں اور سر و گردن جو لڑائی میں کٹ کر جدا ہو گئے تھے' قیامت کے دن پھر سے جُڑ جائینگے اور فریاد کرینگے کہ ہم فلاں جنگ میں کام آئے تھے؛ کوئی جانکندنی میں بڑ بڑا رہا تھا' کوئی جراح کو پکار رہا تھا' کوئی جورو کے غم میں تڑپ رہا تھا'

کوئی قرضہ کی فکر میں ایڑیاں رگڑ رہا تھا، کوئی بچوں بالوں کی بیکسی پر ہاتھ مل رہا تھا۔ بھلا تم ہی بتلاؤ کہ وہ اپنے معاملوں کو ٹھیک کیسے چکا سکتے تھے؟ اُن کو تو مار دھاڑ کے سوائے اس وقت اور دھن ہی نہ تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ لڑائی میں بہت کم لوگوں کو اچھی موت نصیب ہوتی ہے۔ پھر یہ لوگ، اگر بری موت مرے تو اس میں بادشاہ ہی کی روسیاہی ہے، جو اُن کو لڑائی میں کھینچ کر لایا تھا، جس کی عدول حکمی کرنا رعایا ہو کر ان کی طاقت سے بالکل باہر تھا۔

بادشاہ تو اچھا اگر کوئی لڑکا، جسے اُس کے باپ نے کسی کام پر بھیجا ہو، رستے میں گناہگار مر جائے، تو تمھارے اصول کے مطابق اس کی بدکاریاں باپ کے سر تھوپی جائینگی، جس نے کہ اُسے بھیجا تھا؟ یا اگر کسی نوکر پر جو اپنے آقا کے حکم سے رقم لئے جا رہا ہو، ڈاکو آ پڑیں اور وہ اپنی خطاؤں سے توبہ کئے بغیر قتل ہو جائے، تو تم آقا کے حکم کو نوکر کی سزا کا سبب ٹھیراؤ گے؟ حالانکہ ایسا نہیں ہے؛ بادشاہ پر اس کے سپاہیوں کے گناہوں کی جوابدہی لازم نہیں آتی، نہ باپ پر بیٹے کے، نہ آقا پر نوکر کے۔ ان کو تو اپنے کام سے غرض ہے۔ اُن کے مرنے سے مطلب نہیں۔ ماسوا اس کے، کوئی بادشاہ ایسا نہیں، جس کا دعوےٰ چاہے کیسا ہی پاک ہو، جب اُس کا فیصلہ تلوار پر ٹھیر جائے تو اسے بالکل ہی بے عیب سپاہی میسر ہو سکیں: ممکن ہے کہ اُن میں سے بعض کے ہاتھ قتل عمد اور خونِ ناحق سے رنگے ہوئے ہوں؛ بعض کے دامن پر فریب و زنا کاری اور خیانت و غداری کے ناپاک دھبے پڑے ہوں؛ بعضوں نے جو پہلے نقضِ امن یا رہزنی اور غارت گری وغیرہ کا ارتکاب کر چکے ہیں، جنگ کو اپنے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا ہو: ایسے لوگ اگر قانون کو زک دیکر سزا سے چھوٹ گئے، تو مانا کہ اپنے جیسے انسانوں کے ہاتھ سے بچ نکلے مگر یہ بتاؤ کہ خدا سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔ جنگ خدا کی تلوار ہے، انتقام کا گرز ہے؛ کیونکہ لوگوں کو اپنے بادشاہ کی پہلی خلاف ورزیوں کے لیے اس موقع پر سزا مل جاتی ہے۔ جہاں ان کو موت کا ڈر تھا، وہاں سے تو

جان سلامت لے گئے، اور جہاں سمجھتے تھے کہ امین رہینگے، وہاں ہلاک ہو گئے۔ پس اگر وہ اچانک موت کا شکار ہو جائیں، تو جس طرح بادشاہ ان کے پچھلے جرموں کا ذمہ دار نہیں تھا، جس کی پاداش میں وہ اب پکڑے گئے ہیں، اسی طرح انکی موجودہ بے وقت موت کا خطلہ بھی اس پر نہیں ہے۔ رعایا کی خدمتوں کا مالک بادشاہ سہی، لیکن رعایا اپنی روح کی مالک آپ ہے۔ پس اگر بیمار کی طرح جو بستر مرگ پر پڑا ہوا تو بہ کر لیتا ہے، میدانِ جنگ میں ہر سپاہی بھی یونہیں گنا ہوں سے پاک ہو جایا کرے، تو موت اسکے لیے رحمت ہوگی؛ اور بچ رہے تو وہ مبارک گھڑی اس کے ہاتھ سے نکل گئی، جس میں کہ ایسا اچھا موقع ملا تھا: پھر اگر بچ نکلنے والا دل میں اس خیال کو راہ دے کہ میں نے تو خدا کے حضور میں صدق دل سے جان کا ہدیہ پیش کر دیا تھا، مگر اس نے مجھکو بچا لیا کہ اس کی قدرت کا تماشہ دیکھوں اور دوسروں کو اسی طرح تیار رہنا سکھاؤں، تو اسپر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

ولیم بے شک جو شخص گناہگار مرتا ہے، تو اس کا وبال اسی کی گردن پر رہیگا، بادشاہ سے کوئی پرسش نہ ہوگی۔

بیطس میں یہ نہیں چاہتا کہ بادشاہ سے میرے واسطے پرسش ہو، میں تو اس کی خاطر جی توڑ کے لڑنیکو تیار ہوں۔

بادشاہ میں نے خود بادشاہ کو کہتے سنا ہے کہ مجھے فدیہ دیکر نہیں چھڑائینگے۔

ولیم اجی صاحب، یہ اس واسطے کہا کہ ہم خوب جم کر لڑیں؛ لیکن جب ہم تلوار کے گھاٹ اُتر جائینگے تو کسے خبر کہ انکا فدیہ ادا کیا گیا یا نہیں؟ ہم تو بیوقوف بنے۔

بادشاہ اگر میں یہ دیکھنے کو زندہ رہا تو پھر کبھی اس کے قول کا اعتبار نہ کرونگا۔

ولیم یہ خوش چرانبو دی، چھپتر پہ بھینس کودی! بلے کو دعوی ہوا کہ میں بھی بڑا توپچی ہوں۔ اجی میاں، بادشاہ کے مقابلہ میں آپ کیا اور آپ کا اعتبار کیا؟ کل تم یہ ڈینگ ہانکوگے کہ میں سورج کو مور کے پر سے جھل کر برف کا کرہ بنا دونگا پھر کبھی بادشاہ کے قول کا اعتبار نہ کرونگا! لے بس رہو، ایسی حماقت کی باتیں

زبان پر نہیں لایا کرتے۔

بادشاہ تمہارا یہ فقرہ تہذیب سے گرا ہوا ہے، اگر موقع محل ہوتا تو میں تم سے لڑ بیٹھتا۔

ولیم اچھا، جیتے بچے تو یہ بھی سہی۔

بادشاہ منظور۔

ولیم میں تجھے کیسے پہچانوں؟

بادشاہ مجھے اپنی کوئی نشانی دے، میں اُسے ٹوپی میں لگا کر نکلونگا، اگر تو نے کسی وقت اُس کا دعوے کیا تو اسی بات پر میرے تیرے فیصلہ ہو جائیگا۔

ولیم لے یہ میرا دستانہ، اپنا مجھے دے۔

بادشاہ لے۔

ولیم میں بھی اس کو ٹوپی میں لگاؤنگا، اگر تو کبھی دعویدار بن کر آیا کہ میرا ہے، تو ایک دھول اس ہاتھ سے تیرے سر پر لگاؤنگا۔

بادشاہ اگر زندہ بچا تو ضرور دعوے کرونگا۔

ولیم بشرطیکہ مرنے کا ارمان ہو۔

بادشاہ میں ضرور دعویٰ کرونگا، چاہے تو بادشاہ کی اردلی میں دکھائی دے۔

ولیم ضرور یاد رکھے: خدا حافظ۔

بیٹس ہم انگریز بھی کیا سر پھرے ہیں۔ بھلے آدمیو، لڑنیکے واسطے دشمن کم ہیں؟ لو بس اب ہاتھ ملاؤ۔

بادشاہ واقعی فرانس والے شرطیں لگا رہے ہونگے کہ بس بسوے میدان ان کے ہاتھ رہیگا، مگر دیکھنا کل کیسی مات کھاتے ہیں اور خود بادشاہ سلامت کیسے ہاتھ دکھاتے ہیں۔　　[سپاہی جاتے ہیں

[اپنے آپ سے] بادشاہ کے سر پر! ہماری جانیں، ہماری روحیں، ہمارے گناہ، ہمارے قرض، ہمارے اہل و عیال، ان سب کا وبال بادشاہ کی گردن پر! خوب، یہ سارا بوجھ ہمیں اٹھانا ہوگا؟ آہ! جنکے رتبے ہیں سوا انکو سوا مشکل ہے

اوسنگین ذمہ داری، حکومت کی ہزار تختۂ مشق اعتراضوں کی ہر جاہل و احمق کے، جن کو اپنے سوا اوروں کی تکلیفوں کا احساس تک نہیں، دل کا کیا کچھ چین آرام ہے، جس سے عوام تو شاد کام ہیں، مگر بادشاہ ترستے رہتے ہیں؟ اور کیا ہے جو بادشاہوں کو نصیب ہے، پر عوام کو میسر نہیں، سوا ایک ظاہری شان و دبدبے کے؟ لیکن اے شکوہ سلطانی، تو کیا شئے ہے؟ تو کونسا دیوتا ہے؟ تو کیسا اوتار ہے کہ اپنے پوجنے والوں کی نسبت اس فانی دنیا کے دکھ درد میں زیادہ مبتلا رہتا ہے؟ تیرا کیا نذرانہ ہے؟ کیا محاصل ہیں؟ اے دبدبۂ شاہی، ذرا مجھے اپنا جوہر تو بتا۔ تجھ میں کیا کرامات ہے؟ تجھے کس لئے پوجتے ہیں؟ کیا تیرے پاس کوئی اور چیز بھی ہے، نام و نمائش اور جاہ و منزلت کے سوا، جس سے لوگ فقط مرعوب ہو کر رہ جاتے ہیں، مگر اس رعب و داب پر بھی تیرا دل خالص خوشی سے خالی ہے اور وہ مرعوب ہونے والے خرم و شاد ہیں؟ بتا تیری محفل میں شراب خلوص کے بجائے کیا دن رات زہر آلود خوشامد ہی کا دور نہیں چلتا رہتا؟ اے حکومت، اے بزرگ و ذیشان حکومت، تھوڑی دیر کے لئے بیمار ہو جا اور اپنے جاہ و اقبال سے فرمائش کر کہ تجھے اچھا تو کر دے۔ کیا تو خیال کرتی ہے کہ تپ محرقہ تیرے ان خطابوں اور القابوں کے دم دلاسوں سے کافور ہو کر اُڑ جائیگی؟ کیا یہ بھی تیرے سامنے جھک کر اپنی پیشانی زمین پر ٹیک دیگی؟ کیا تو اپنے حضور میں دوزانو ہو کر کورنش بجا لانے والے درباری کو حکم دے سکتی ہے کہ وہ اپنی صحت بھی تیری نذر کر دے؟ اے حکومت، اے خواب باطل، تجھے تو صرف بادشاہوں کے آرام و سکون پر شبخون مارنا آتا ہے۔ میں بھی ایک بادشاہ ہوں، میں نے تجھے خوب دیکھا بھالا ہے۔ یہ تیری تلوار، گرز گرانبار، طرّہ و دستار، خلعت زرتار، یہ تخت طلائی، یہ تاج کجکلاہی، نوبت و نقارہ، باغ و فوارہ، طبل و علم، حشم و خدم، غرض ان میں سے کوئی شئے بھی تجھے تیرے شبستان راحت میں اس ذلیل دہقان کی طرح چین سے

سلانے کا سامان نہیں کر سکتی، جس کا دماغ خالی اور معدہ رُوکھی سُوکھی روٹی سے پُر ہوتا ہے، خواب پریشان اسے جہنم کے ہولناک منظر دکھا کر نہیں ڈراتے۔ صبح سے شام تک محنت مزدوری میں چور، پسینے میں شرابور ہو کر گھر آیا، لیٹتے ہی سو گیا اور سوتے ہی باغِ عدن میں پہنچ کر خوابِ راحت کے مزے لوٹنے لگا۔ علی الصباح تازہ دم اُٹھ کھڑا ہوا، شاہِ خاور کی رکاب تھامی، اور دن کے دھندوں میں مصروف ہو گیا۔ اس طرح محنت و مشقت کی سالانہ منزلیں طے کرتا ہوا گور کی آخری منزل تک جا پہنچا۔ اسے حکومت بتا کیا ہی ذلیل دہقان، دن کو محنت اور رات کو راحت میں بسر کرنے والا دہقان، ایک بادشاہ پر فوق نہیں رکھتا؟ وہ امنِ عامہ میں برابر کا حصہ لیتا ہے مگر اس سست عقل کو کیا خبر کہ جس امن و عافیت سے وہ بہرہ ور ہے اس کے قیام میں بادشاہ کو اپنی کسقدر خواب و خورش قربان کرنی پڑتی ہے۔

ارفنگھم آتا ہے

ارفنگھم جہاں پناہ، سرکردگانِ فوج درخیمہ پر مشتاقِ زیارت ہیں اور حضورِ انور کے رونق افروز نہ ہونے سے نہایت فکرمند ہیں۔

بادشاہ بہادر سردار، ان سب کو خیمہ میں بٹھایئے، ہم ابھی آتے ہیں۔

ارفنگھم بہت خوب۔ [جاتا ہے

بادشاہ اے خدائے حرب و پیکار، میرے سپاہیوں کے دلوں کو فولاد بنا دے، ان سے خوف و ہراس کا مادہ سلب کر لے، ان سے شمار و اعداد کی صلاحیت چھین لے کہ وہ غنیم کے ٹڈی دل سے مرعوب نہ ہو سکیں۔ اے بارِ خدا، آج کے دن، اور بس آج کے دن، میرے باپ کے اس جرم کی سزا کو روک رکھ جس کا وہ تاج و تخت حاصل کرنے میں مرتکب ہوا تھا! اے بارِ خدا، میں نے رچرڈ کی میت کو شاہانہ احترام کے ساتھ ایک متبرک مقبرے میں سونپ دیا ہے، اور جتنے قطرے خون کے اس کے جسم سے ٹپکے تھے، اُن سے زیادہ تاسف و

توبہ کے آنسو میری آنکھیں اُس کی قبر پر چھڑک چکی ہیں۔ پانسو مسکین جن کے ضروری مصارف میں نے اپنے ذمہ لے لئے ہیں، روزمرہ دونوں وقت اپنے ٹھٹھرے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر تیری جناب میں گڑگڑاتے ہیں کہ اس خون سے درگزر فرما۔ اور دو خانقاہیں میں نے تیرے نام پر تعمیر کی ہیں، جن میں عابدِ شب زندہ دار دن رات رچرڈ کی مغفرت کیلئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ بارِ خدا، میں اور کفّارہ بھی دونگا۔ لیکن میں کیا اور میرا کفّارہ کیا، میں تو بس تیری رحمت کا محتاج ہوں.....

گلاوسٹر آتا ہے

گلاوسٹر حضور!

بادشاہ کیا بھائی گلاوسٹر کی آواز ہے؟ ہاں، میں تمھارا مطلب سمجھ گیا۔ اچھا چلو: طلوع وغروب، دوست و دشمن، فتح و شکست، غرض ہر چیز میری منتظر ہے ؎

کانپوں میں کب تلک غم فردائے حشر میں ہونا جو ہے وہ ہو مرے پروردگار آج

دُوسرا سین

فرانسیسی لشکر

شہزادہ ڈافن، آرلنیز، رمبورس اور دوسرے امراء

آرلنیز آہا! سورج کی کرنیں ہمارے ہتھیاروں پر مُلمع کر رہی ہیں۔ بہادرو، اُٹھو!

ڈافن ہاں سوار ہو! سائیس، ہمارا کوتل!

آرلنیز واہ رے تیرا کس بل!

ڈافن لا خبر خشکی اور تری کی!
آرلینیز بس؟ ہوا اور نار کی نہیں؟
ڈافن بلکہ آسمان کی۔

کانسٹیبل آتا ہے

اوہو، کانسٹیبل بہادر!
کانسٹیبل دیکھیئے تو، ہمارے گھوڑے جنگ کے شوق میں کیسے ہنہنا رہے ہیں!
ڈافن بس سوار ہو جاؤ اور ان کے پہلو میں مہمیز بھونکدو کہ اُن کا گرم گرم لہو اچھل کر دشمنوں کی آنکھیں پھوڑ دے اور اُن کے پتّے پانی ہو کر آنکھوں کی راہ بہجائیں۔
رمبورس یہ کیا؟ ہمارے پیارے گھوڑوں کا خون اور انگریزوں کی آنکھوں سے ٹپک کر گرے؟ پھر ہم کو اُن کے آنسوؤں کی تمیز کیونکر ہوگی؟

جاسوس آتا ہے

جاسوس اے حضور، انگریزی فوج میدان میں صف بستہ ہو گئی ہے۔
کانسٹیبل دلیرو، تو اب سوار ہو! اُس فاقہ مست فلاکت زدہ قافلہ کو ایک تند اور گرم نگاہ سے دیکھ لو، ان کی روحیں فوراً پھڑ پھڑا کر اڑجائیں گی اور تم کو چاروں طرف بیجان دھڑ اور خالی ڈھچر پڑے نظر آئینگے۔ بس آنکھ جھپکتے میں ہم سر ہے، ہم سب کو ہاتھ دکھانیکی نوبت بھی نہ آئیگی۔ اُن کی سوکھی رگوں میں اتنا خون کہاں کہ ایک قطرہ بھی ہماری پیاسی تلواروں کے حصہ میں آسکے، بڑے جوش و ولولہ میں ڈاب سے تڑپ کر نکلیں گی اور شکار نہ ملنے سے نہایت حسرت کے ساتھ پھر نیام میں چلی جائیں گی: ہمارا اس طرف کو ایک پھونک مارنا ہی کافی ہے، ایک دم میں اُن کے پاؤں اُکھڑ جائینگے۔ میرے دوستو، مبالغہ نہ جانو، یہ بات حتمی ہے کہ ہمارے لشکر میں بھیرو بنگاہ والوں کا جو غول ہے، اکیلا وہی اس میدان کو دشمن کے ناپاک وجود سے پاک کر سکتا ہے، ہم مزے سے پہاڑی کے دامن میں کھڑے تماشہ دیکھتے رہیں: مگر یہ ہمارے لئے شایاں نہیں ہے۔ اور کیا کہوں، بس تھوڑا

تھوڑا زور لگاؤ، بیڑا پار ہے۔ ہاں تو طبل بجے، قرنا پھنکے، باگیں اٹھیں! دشمن نے ہم کو ایک نظر دیکھا اور دُم دبا کر بھاگا۔

گرانڈ فری آتا ہے

گرانڈ فری دوستو! کس بات کی دیر ہے؟ ان جزائری مُرداروں کو نہیں دیکھتے جان سے ہاتھ دھوئے کس ہیئت کذائی سے کھڑے ہیں؟ آہ، ان کا نام تو میدان جنگ کے لئے ننگ کا باعث ہے! یہ گھوڑے سوار ہیں یا لکڑی کی ڈیوٹیں ہیں کہ چراغ کے ڈنڈے ہاتھ میں تھامے بے حس وحرکت ایستادہ ہیں؟ ان کی جھنڈیوں کے فرسودہ پھریروں کو چھیڑ چھیڑ کر ہماری ہوا تک ان کی ہنسی اڑا رہی ہے: مریخ فلک نے ان کی طرف سے مہر وکرم کی نظر پھیر لی اور اپنے غبار آلود برج کے جھروکے سے ان پر قہر وغصے کے تیر برسا رہا ہے۔ ان کے مریل بابوؤں کی گردنیں ڈھلی جا رہی ہیں، ٹانگیں لڑکھڑا رہی ہیں، پٹھے زمین پر گرا چاہتے ہیں، آنکھوں میں موت کی زردی پھر گئی ہے اور ان میں سے چرک اور چیچڑے رس رس کر نتھنوں پر ٹپک رہے ہیں، لگاموں کے چھلے چبائی ہوئی گھانس میں تھڑے ہوئے غلیظ دہانوں میں پڑے ہیں؛ اور ان کے سنگوانے والے موذی کوّے سروں پر منڈلا رہے ہیں کہ ادھر نیچے گریں اور تو یہ چج کھسوٹ کر ٹھگانے لگائیں۔ ایسے منحوس سپاہیوں کا حال بیان کرنے کیلئے موزوں الفاظ کہاں سے لاؤں! کم بختی کے ماروں پر میتے جی مُردنی چھا گئی ہے۔

کانسٹیبل آخری دوگانہ تو ادا کر چکے، اب موت کی راہ تک رہے ہیں۔

ڈوافن تو پہلے انکو کھانا کپڑا اور انکے گھوڑوں کو دانہ چارہ نہ بھیجدیں، اسکے بعد لڑینگے؟

کانسٹیبل مجھے اپنے رسالہ کا انتظار تھا: خیر کرو دھاوا! کسی طبلچی کا جھنڈا لئے لیتا ہوں۔ جلدی میں یہی نشان سہی۔ بڑھو بڑھو! آفتاب سر پر آرہا ہے، دن ہاتھ سے جا رہا ہے۔

[پردہ گرتا ہے۔

تیسرا سین

گلاؤسٹر، بیڈفرڈ، ایگزیٹر، ارنگھم مع فوج، سالسبری، ویسٹ مارلینڈ

گلاؤسٹر بادشاہ سلامت کہاں ہیں؟

بیڈفرڈ فوج کے جائزہ کو تشریف لے گئے ہیں۔

ویسٹ مارلینڈ غنیم کے یہاں لڑنے والے سپاہیوں کی جمعیت پوری ساٹھ ہزار ہے۔

ایگزیٹر گویا ایک اور پانچ کی نسبت ہے؛ اور پھر سب تازہ دم۔

سالسبری خدا ہماری نصرت کرے! عجب بڑی دل کا سامنا ہے۔ خدا حافظ! میں اپنے رسالہ کی کمان کرتا ہوں۔ اب ہماری ملاقات اگر دوسرے ہی عالم میں ہونے والی ہے، تو اے شریف بیڈفرڈ اور اے معزز گلاؤسٹر اور اے مہربان ایگزیٹر اور اے بھائی ویسٹ مارلینڈ اور اے سپاہی بھائیو! میں تم سب کو نام بنام الوداع کہتا ہوں۔

بیڈفرڈ الوداع شریف سالسبری، خدا کی مدد تیرے شامل حال رہے۔

ایگزیٹر الوداع مہربان لارڈ، الوداع! دیکھیں کس دلاوری سے جنگ کرتے ہو۔ مگر آپ سے ایسا کہنا گویا آپ کے اوپر ظلم کرنا ہے۔ آپ تو سر سے پاؤں تک مجسم دلیری ہیں۔ [سالسبری جاتا ہے

بیڈفرڈ اس شخص میں محبت والفت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور شجاعت و بسالت بھی۔ ان ہر دو اوصاف میں وہ شہزادوں کا ہمسر ہے۔

[بادشاہ آتا ہے

ویسٹ مارلینڈ کتنے آدمی ہیں جو آج انگلستان میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں؟ کاش ان میں سے دس ہزار ہی اس وقت یہاں آجاتے!

بادشاہ کون ہے جو اس بات کی تمنا کر رہا ہے؟ بھائی ویسٹ مارلینڈ؟ نہیں، اچھے بھائی، یہ دعا نہ مانگو۔ اگر موت نے ہم کو چن لیا، تو نادر وطن کے لئے یہی نقصان بہت کافی ہے اور چھوڑ دیا تو جسقدر تعداد میں کم ہونگے، اسی قدر عزت و ناموری میں زیادہ حصہ پائیں گے۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ نہیں بھائی، خدا کے لئے اور ایک بھی آدمی کی تمنا نہ کرو۔ خدا گواہ ہے، میں دولت کا دیوانہ نہیں ہوں، نہ اس کی پروا کرتا ہوں کہ کتنے لوگ میرے دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں، یا کتنے میری پوشاک پہن پہن کر پھاڑتے ہیں؛ ایسی خارجی باتیں میرے گوشہ خیال میں بار نہیں پاسکتیں؛ لیکن اگر عزت کی ہوس کرنا گناہ ہے تو دنیا کے پردہ پر کوئی فرد بشر مجھ سے زیادہ گناہگار نہ ہوگا۔ نہیں بھائی خدارا انگلستان سے ایک متنفس کو بھی طلب نہ کرو۔ قسم بخدا، مجھے یہ گوارا نہ ہوگا کہ ایک ہی نیا آدمی آئے اور اس عزت میں ہمارا برابر کا شریک بنجائے، جس کے حصول کی فضل ایزدی سے آج مجھے قوی امید ہے۔ بخدا، سے لم یزل، اور ایک شخص کی بھی آرزو نہ کرو؛ جاؤ ویسٹ مارلینڈ اور سارے لشکر میں منادی کر دو کہ جس کسی کو لڑنے کا دل گردہ نہ ہو، وہ ابھی اسی وقت رخصت ہو جائے؛ بلکہ ایک ہاتھ میں راہداری کا پرچہ اور دوسرے ہاتھ میں سواری کا خرچہ بھی رکھدو۔ ہم اس کے ساتھ مرنا نہیں چاہتے، جو ہمارے دوش بدوش جان دینے سے ہچکچاتا ہو۔ آج کا دن کرسپین ولی سے منسوب ہے۔ جس کسی پر آج کا دن خیریت سے گذر جائے گا اور زندہ سلامت اپنے گھر پہنچیگا، وہ اس دن کا نام سنتے ہی ٹھٹک کر کھڑا ہو جایا کریگا؛ ادھر کرسپین کا نام اس کے کان میں پڑا اور اُدھر اس کی آنکھوں میں آج کا سماں پھر گیا۔ ہاں، وہ شخص جو آج کے دن زندہ رہیگا اور بڑی عمر پائے گا ہر سال آج کے دن رتجگا منا کر اپنے پڑوسیوں کو دعوت میں بلائیگا اور ان سے

۵۷ ۲۵ اکتوبر۔ کرسپی نس اور کرسپی اینس دو بھائی تھے۔ جوتے سی کر گزر اوقات کرتے تھے۔ ۲۸۷ء یا چوتھی صدی کے شروع میں دین عیسوی کی حمایت کرتے ہوئے فرانس میں قتل ہوئے۔

کہیگا 'کل کرسپین کی برسی ہے'؛ پھر وہ آستین اور دامن الٹ کر انھیں اپنے داغ دکھائے گا اور کہے گا' یہ زخم میں نے آج ہی کے روز کھائے تھے'؛ مسن آدمیوں کو نسیان بہت ہوتا ہے' ان کی یاد سے سب کچھ محو ہو جائیگا' مگر وہ خوب یاد رکھے گا کہ آج کے دن اُس سے کیسے کارنمایاں ظہور میں آئے تھے۔ ہمارے نام اُس کے نوک زبان ہونگے؛ دور ساغر چلے گا اور بادشاہ ہنری' بیڈفرڈ' ایگزیٹر' وارک' ٹالبٹ' سالسبری' گلاوسٹر کی یاد تازہ ہوگی۔ پھر وہ نیک باپ ہمارا افسانہ اپنے فرزند کو تعلیم کریگا۔ اور آج کے دن سے دنیا کے خاتمہ تک کرسپین کا تہوار نہ آئیگا مگر یہ کہ ہم چند' ہاں ہم چند خوش نصیب بھائی یاد کئے جائینگے۔ واقعی آج جو کوئی میرے پہلو میں اپنا خون بہائے گا' وہی میرا بھائی ہے' وہ کتنا ہی رذیل ہو' یہ دن اسے نجیب و شریف بنا دیگا: اور وہ اشراف جو اس وقت انگلستان میں لمبی تانے پڑے ہیں' اپنے اوپر لعنت کریں گے اور ہاتھ ملکر کہیں گے کہ' اے کاش ہم بھی آج کے روز فرانس میں کارزار کرتے۔' اور اس شخص کے آگے جو آج کے دن ہمارے ساتھ لڑنے کا فخر کریگا' وہ مارے شرم کے زمین میں گڑ جائینگے۔ [سالسبری آتا ہے

سالسبری جہاں پناہ عجلت فرمائیے۔ غنیم بڑے ٹھاٹھ سے صفیں درست کر رہا ہے اور قریب ہے کہ پوری تندی کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہو۔

بادشاہ یہاں بھی تیار ہیں' بس دلوں کے آمادہ ہونیکی دیر ہے۔

ویسٹ مارلینڈ غارت ہو وہ دل جو اب بھی پس و پیش کرے!

بادشاہ تو بھائیجان' تمھیں انگلستان سے کمک آنے کی حسرت تو نہیں ہے؟

ویسٹ مارلینڈ خدانخواستہ! کاش حضور والا اور یہ خانہ زاد ہی اس شاہی مہم کو اکیلے فتح کرتے۔

بادشاہ خوب! تو اب تم نے ان پانچ ہزار سے بھی ہاتھ اُٹھا لیا؟ مجھے یہ بات آدھ ایک ہی آدمی کی کمک چاہنے سے بھی زیادہ پسند ہے۔ آپ صاحبوں کو اپنا اپنا کام معلوم ہے؟ خدا تم سب کے ساتھ رہے!

بگل۔ ماونٹ جا آتا ہے

ماونٹ جا اے بادشاہ، میں ایک بار پھر یہ دریافت کرنے کو تیرے پاس آیا ہوں کہ شاید تو اب بھی اپنی تباہی سے پہلے جو بالکل یقینی ہے، فدیہ مشخص کرنے پر راضی ہو جائے دیکھ تیری کشتی بھنور کے اسقدر نزدیک آ پہنچی ہے کہ اب اس سے بچ نکلنا محال ہے۔ نیز ہمارے سپہدار بہادر بہ نظر ترحم تجھ کو یہ صلاح دیتے ہیں کہ اپنے سپاہیوں کو توبہ و استغفار کی ہدایت کر دے تاکہ ان کی روحیں لطیف و سبکسار ہو کر اس میدان سے پرواز کر سکیں، جہاں ان کے بدنصیب قالب گور گڑھے کو محتاج دھوپ میں پڑے سڑتے رہیں گے۔

بادشاہ اب تو کس کی طرف سے آیا ہے؟

ماونٹ جا کانسٹیبل کی طرف سے۔

بادشاہ تو مہربانی کر کے جو جواب کہ میں پہلے دیچکا ہوں، اسے بھی پہنچا دے۔ کہدے کہ مجھ پر دسترس پاکر میری لاش کو بیچ لینا۔ آخر یہ کیا ہے، جو غریبوں کا یوں مضحکہ اڑایا جاتا ہے؟ سنا ہے کہ ایک شکاری جو شیر کی کھال بیچ رہا تھا، حالانکہ شیر جیتا جاگتا جنگل میں براج رہا تھا، شکار کرتے وقت آپ ہی اُس کا شکار ہو گیا۔ اتنا میں ضرور کہونگا کہ ہم میں بہت سوں کو اپنے ہی وطن کی مٹی نصیب ہوگی، اور مجھے یقین ہے کہ ان کی قبروں پر برنجی لوحوں میں آج کی کارگزاری کی زندہ شہادت قیامت تک ثبت رہیگی: اور وہ جو مردانہ وار جان دیکر اپنی لاشوں کو فرانس میں چھوڑ جائینگے، مانا کہ تم اُن کو گھوروں میں دبا دوگے، مگر یاد رکھو ان کا شہرہ وہاں بھی بلند ہو کر رہے گا۔ آفتاب ان پر اپنی سیمیں چادر چڑھائیگا اور اُن کے جوہر عز و شرف کو آنکھوں میں جگہ دیکر آسمان پر جلوہ گر کریگا اور ان کے اجزائے ارضی کو تمھاری آب و ہوا کے فاسد کرنیکے لئے چھوڑ دیگا، جس کی عفونت سے سارے فرانس میں امراضِ ساریہ پھیل جائینگے دیکھو، ہم انگریزوں کی افرادِ شجاعت کو کہ مرنیکے بعد بھی اُچٹتی ہوئی گولی کیطرح

ٹھنڈی ہوتے ہوتے ہلاکت کا دوسرا رستہ ڈھونڈ نکالتی ہے۔ میں فخریہ کہتا ہوں جاؤ کانسٹبل کو جتلا دو کہ ہم مرد میدان ہیں، ہمیں بھاڑے کا سپاہی نہ سمجھے، اور ہماری ظاہری حالت پر نہ بھولے۔ اگر ہماری وردیوں کی بھڑک، ہمارے چہروں کی دمک، ہمارے ہتھیاروں کی چمک ماند پڑگئی ہے تو یہ نتیجہ ہے آندھی طوفان اور گرد و غبار میں لگاتار یلغار کرنے کا۔ اگر ہماری ٹوپیوں میں پروں کے طرے نہیں ہیں تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ہمارا میدان سے اُڑ کر جانا ناممکن ہے۔ اگر دور و دراز سفر نے ہم کو شکستہ اور نڈھال کر دیا ہے تو کیا ہوا، ہمارے دل تو شگفتہ اور نہال ہیں۔ میرے غریب سپاہی کہتے ہیں کہ یہ دن ابھی رات کا لباس نہ پہننے پائے گا کہ ہم اپنے تئیں زرق برق پوشاکوں میں آراستہ پائیں گے یعنی فرانسیسی افسروں کے بھڑکیلے کوٹ اتار کر خود زیب تن کرینگے اور اُن کو فوجی خدمت سے سبکدوش کر دینگے۔ اگر انھوں نے ایسا کیا اور توفیق الٰہی سے وہ ایسا ہی کرینگے، تو بس میرا فدیہ بہت جلد جمع ہو جائے گا۔ اے قاصد بار بار زحمت نہ اُٹھا، پھر کبھی فدیہ کا سوال لیکر نہ آ۔ قسم بخدا، انھیں کچھ ہاتھ نہ آئے گا مگر میری لاش جو اُن کو ملی بھی تو اس حالت میں کہ وہ اس سے خاک بھی نفع نہ اٹھا سکینگے۔

ماونٹ جا بہتر ہے، اب رخصت۔ آئندہ تو کسی قاصد کا پیام نہیں سنے گا۔

[جاتا ہے

بادشاہ نہیں مجھے ڈر ہے تو ایکبار اور بھی آئے گا، فدیہ کے لئے نہ سہی۔

ڈیوک آف یارک آتا ہے

یارک جہاں پناہ، دست بستہ عرض ہے، فدوی کو مقدمۃ الجیش کی کمان عنایت ہو۔

بادشاہ بہادر یارک، ہاں اجازت ہے۔ سپاہیو، لو آؤ۔ ہمت مرداں مدد خدا۔

[پردہ گرتا ہے

چوتھا سین

میدانِ جنگ

الارم قتل وغارت۔ پسٹل۔ فرینچ سولجر اور لڑکا آتے ہیں

پسٹل ڈال سپر، کتے کے پسر!

فرینچ سولجر ژو پانس کو وُ دیت ژانتل ہوم دو بآن کالیتے۔

پسٹل کالیتے کا بلے کستوری! کیا تو شریف الخاندان ہے؟ عرض کر۔

فرینچ سولجر او سینور دِیُو!

پسٹل سینور دِیُو تو شریفوں کا سا نام ہے۔ ہمارے بیان کو عقل کی میزان میں تول اور غور کر، اے سینور دیُو، تیری گردن ہے اور ہماری تلوار، اگر تو نے پیش نہ کیا ہدیۂ بیش قرار۔

فرینچ سولجر او پرنیے میزیریکورد! آیئے پی تیۓ دو موآ!

پسٹل معاف؟ ہم ہرگز معاف نہ کرینگے۔ ابھی ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگائیں گے کہ تو زمین پر مرغِ بسمل کی طرح لوٹتا نظر آئیگا!

فرینچ سولجر ایتل انگپوسبل دیشاپے لا فورس دو تو نبرآ۔

پسٹل دو طنبورہ! ملعون ناہنجار پہاڑی بکرے، تو ہمکو دو طنبورے دیتا ہے۔

فرینچ سولجر او پاردونے موآ!

پسٹل ہم سے اور اگر مگر؟ معاف کیسے! ابے لڑکے، اِدھر آ: ذرا ہمارے اِس غلام سے پوچھ، اس کا نام کیا ہے۔

لڑکا ایکوتے: کوماتیت وو زاپلے؟

فرینچ سولجر موسو لوفیر۔

پسٹل باسٹر لفیر! سفیر، غفیر، نفیر، میں ابھی تیرا قافیہ تنگ کئے دیتا ہوں۔ جتلا دو اِسے فرانسیسی زبان میں۔

لڑکا مجھے قافیہ تنگ ہونے کی فرانسیسی نہیں آتی۔

پسٹل کہدے کہ تیار ہو جائے، میں ابھی اس کا کام تمام کرتا ہوں۔

فرنچ سولجر کو دیتل سو سو؟

لڑکا اِل مو کُمانَد دو وُدِیر کو وُفیت دو پریت، کار سو سولدا ایسی ایل دیز پوزلے توت ایے سیت ہردو کوپے وو تر گوزژ۔

پسٹل آئے کا پیل گورز فورمی فائے، ابے گنوار کے بچے، دیتا ہے تو اشرفیاں کھنکتی چمکتی اشرفیاں دے، نہیں تو اسی تلوار سے ٹکڑے اُڑا دونگا۔

فرنچ سولجر او، ژژ و سوپ پلئے، پور لامور دُو دیئو، موپار دونے! ژو سوئی ژانتل ہوم دو بان میزدن: گارد یا وی، ایے ژ دو وُونرے دیو کس سان زیکیوس۔

پسٹل کیا بکواس ہے اس کی۔

لڑکا عرض کرتا ہے کہ میری جان بخشی فرمایئے: یہ اونچے خاندان کا آدمی ہے، اور کہتا ہے کہ ہدیہ میں دو سو اشرفیاں دونگا۔

پسٹل تو کہدے ہمارا غصہ فضول اور تیرا ہدیہ قبول ہے۔

فرنچ سولجر پتی مو سئو کو دیتل۔

لڑکا آن کور کل اے کونتر سوں ژرما دو پار دونے او کیون پریزونی ایرا، نی آن سو آن، پولنے ذوکیوس کو ولاوے پرومیز، ال اے کونتاں دو وو دو دیئے لا لی برتے، لو فرانکیس ما۔

فرنچ سولجر سو رمے ژنو کس ژیو دون میل رمی ہیر سی مان، اے ژ دو ستین ہروکس کوژ دو سوئی تو بے آنترلے میں وان شے والی ایرُ ژ دو پانس لو پرو برا دُ وُلے ای یانت، ایترلے دستنگ یو اے سینور دانگل تیر۔

پسٹل اسکی تقریر کی تفسیر کر۔

لڑکا وہ گھٹنے ٹیک کر آپ کا ہزاراں ہزار شکریہ ادا کرتا ہے اور کہتا ہے' وہ کیا ہی خوش نصیب ہے' جو ایک ایسے شخص نے اس کو گرفتار کیا جو اس کے خیال میں نہایت ہی بہادر' دلاور نام آور انگریز ہے۔

پسٹل گو مجھے لہو پینے میں مزہ آتا ہے مگر اس دفعہ ترس کھاتا ہوں۔ ہمارے پیچھے پیچھے آ۔

لڑکا سوئی وسے وو لوگراں کاپی تین۔ (پسٹل اور فرینچ سوبجر جاتے ہیں) میں نے ایک ایسے خالی ڈھول سے ایسی اونچی آواز نکلتی ہوئی کبھی نہ سنی تھی: البتہ یہ مثل درست ہے' "تھوتھا چنا باجے گھنا"۔ اس شیخی خورے سے بارڈلف اور نم کا گردہ زیادہ مضبوط تھا' اور یہ تو نرا کاٹھ کا اُلّو ہے؛ وہ دونوں تو پھانسی پا گئے؛ اگر اعمال کی شامت سے چوری کر بیٹھے' تو اس کا بھی یہی انجام ہونے والا ہے۔ میں تو سائیسوں کے ساتھ اسباب کے پاس ٹھیر جاتا ہوں؛ دشمن کو اگر پتہ لگ جاتا کہ سامان پر لڑکے تعینات ہیں تو ہم کو خوب چن چن کے قتل کرتا۔

[پردہ گرتا ہے

پانچواں سین

میدانِ جنگ کا ایک اور منظر

کانسٹیبل' آرلینز' بوربن' ڈافن اور رم بورس

کانسٹیبل او ڈیابل!

آرلینز او سینور! لوژورائے پاردیو' توت اے پاردیو!

ڈافن موزت دو مادی! آہ بہانایا کھیل بگڑ گیا! افسوس ہمارے ماتھے پر کلنک کا

ٹیکہ لگ گیا جو قیامت تک نہ مٹیگا! اے اقبال تو ہم سے منہ نہ پھرا۔ [الارم

کانسٹیبل وائے! ہماری ساری صفیں ٹوٹ گئیں۔

ڈافن ہائے! رسوائی بھی قیامت کی رسوائی! کیوں نہ ہم اپنا گلا آپ کاٹ کے مر جائیں؟ ارے یہی بدبخت تھے جنکو ہم بازی میں لگا رہے تھے؟

آرلنیز یہی بادشاہ ہے جس سے ہم نے فدیہ طلب کیا تھا؟

بوربن ذِلت! ساری خدائی کی ذلت! بس اب ہم ہیں اور ذِلت ہے! پھر میدان میں چلو! مریں تو عزت کی سورت کیوں نہ مریں۔ جو اس وقت بوربن کا ساتھ نہ دے اسے اختیار ہے، جائے، دیوث کا خطاب پائے، دشمن کے جوتے اٹھائے اور اپنی پیاری بیٹی کا دامنِ عصمت ذلیل ہاتھوں سے پھڑوائے۔

کانسٹیبل اے بدنظمی، ہم کو غارت کرنے والی! تو اب بھی ہم پر مہربان ہے؟ آؤ ہم بھی مُردوں کے ڈھیر میں جا سوئیں۔

آرلنیز اب بھی ہمارے بچے کچھے سپاہی اسقدر کافی ہیں کہ دشمن کو گھیر کے اس کا دم خفا کر سکتے ہیں، تھوڑا سا ضبط چاہیئے۔

بوربن جہنم میں جائے ضبط! میں بھی مرنے والوں کا ساتھ دیتا ہوں: رسوائی کے بڑھنے سے زندگی کا گھٹنا ہی بہتر ہے۔

[پردہ گرتا ہے

چھٹا سین

میدانِ جنگ کا ایک اور منظر

الارم۔ بادشاہ ہنری، فوجیں، ایگزیٹر اور دوسرے امرا۔

بادشاہ میرے جاں نثارو، شاباش! مردانگی کے خوب جوہر دکھلائے، مگر کام ابھی اتمام کو نہیں پہنچا، دیکھو دشمن میدان میں ہے۔

ایگزیٹر حضور، ڈیوک آف یارک نے تسلیم عرض کی ہے۔

بادشاہ عمِّ مہربان، کیا وہ زندہ ہے؟ اس گھڑی بھر کے عرصہ میں میں نے دیکھا کہ وہ تین بار گھوڑے سے گرا اور پھر سوار ہو ہو کر لڑا۔ خود سے لیکر مہمیز تک لہو میں لال تھا۔

ایگزیٹر اب وہی رنگین خلعت پہنے وہ بہادر سپاہی سو رہا ہے، زمین نے اس کے خون سے ماتھے پر افشاں چُنی ہے۔ اس کے لہولہان پہلو میں اس کا رفیقِ کار ارل آف سفک بھی اسی شان سے لیٹا ہے۔ سفک پہلے جاں بحق ہوا؛ اور جس جگہ کہ وہ لہو میں غلطاں پڑا تھا، وہیں یارک بھی زخموں میں چور ہو کر آیا، اس کے چہرہ کو پاک کیا، زخموں کے پھولوں کو جو اس کے رُخ پر کھلے ہوئے تھے چوما اور پھر چیخ مار کر پکارا "سفک، جانِ برادر، ذرا توقف کر، میری روح بھی برزخ میں تیری ہم سفر رہیگی۔ اے پیاری روح، آن کی آن، میری روح کیلئے ٹھیر جا، پھر دونوں شانہ سے شانہ ملا کر پرواز کرنا، جس طرح سے دونوں نے اس شاندار اور ظفر آثار کارزار میں پہلو بہ پہلو تلوار کی ہے۔" اتنے میں وہاں پر میرا گزر ہوا۔ میں نے اس کے آخری لفظ سنے اور دلاسا دینے لگا: اس نے مسکرا کر اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور ملائم ہچکان دیکر کہا "نواب ایگزیٹر، بادشاہ سلامت سے کہنا، میں نے اپنی جان حضور پر قربان کردی۔" یہ کہکر اس نے ایک انگڑائی لی اور اپنی زخمی باہیں سفک کی گردن میں ڈالدیں، اس کے لبوں کو چومنے لگا اور آخر کار موت سے ہمکنار ہو کر محبت کے نیک مآل عہدنامہ پر اپنے خون سے مہر کر گیا۔ اس دلفریب خوش آئند منظر کو دیکھ کر میرے قلب پر بطرح رقت طاری ہوگئی۔ میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ بہتیرا ضبط کیا، مگر بے اختیار پلکوں سے آنسوؤں کا تار بندھ گیا۔

بادشاہ یہ بات قابل ملامت نہیں ہے، یہ سنکر مجھے بھی طفلانِ اشک کو بہلانا پڑیگا نہیں تو وہ مچل کر دامن میں لوٹنے لگیں گے۔ [الارم
مگر سُنو، یہ تازہ الارم کیسا ہے؟ دشمن نے اپنے تتر بتر سپاہیوں کو پھر فراہم کرلیا ہے۔ ہر سپاہی اپنے اپنے قیدیوں کا سر قلم کردے، پکار دو لشکر بھر میں۔

[پردہ گرتا ہے

ساتواں سین

میدانِ جنگ کا ایک اور منظر

فلولین اور گور آتے ہیں

فلولین بیچارے حمالوں اور بار برداروں کو مار ڈالنا! یہ صریحاً اصولیاتِ جنگ کا خلاف ہے، سراسر پاجی پن، جس کا کہ نظیر نہیں ہے۔ آپ ہی بتائیے، آپ کا دل کیا کہتا ہے؟

گور افسوس! ایک چھوکرے کو بھی نہ چھوڑا۔ وہ بزدلے جو میدان سے بھاگ گئے تھے، یہ ان کی بدمعاشی ہے۔ اور بھی سُنا؟ حضوری خیمہ سے بہت سا اسباب چرالے گئے تو باقی کو آگ لگا گئے، یہی وجہ ہے کہ بادشاہ سلامت نے قیدیوں کے قتل کا اذن عام دیدیا، اور جو کچھ کیا بجا کیا۔ واہ! کیا بہادر بادشاہ ہے۔

فلولین بے شک! کیوں کپتان گور، وہ منماؤتھ میں پیدا ہوئے تھے نہ؟ اور جس بستی میں کہ الیگزینڈر دی پگ پیدا ہوا تھا، اس کا نام کیا ہے؟

گور الیگزینڈر دی گریٹ۔

فلولین واہ! تو پگ اور گریٹ ایک ہی بات نہیں؟ پگ یا مائٹی یا ہیوج یا میگنینی مس،

سب کا ایک ہی مفہوم ہے، مقررہ کلمہ کو ہم نے یونہیں سا بدل دیا تو کیا ہوا؟

گور میرا خیال ہے سکندر اعظم مقدونیہ میں پیدا ہوا تھا اور اس کے باپ کا نام شاید فیلقوس تھا۔

فلولین ٹھیک! ٹھیک! سکندر مقدونیہ ہی میں پیدا ہوا تھا۔ سنو کپتان صاحب، اگر آپ نقشہ عالم پر نظر ڈالے تو ہم آپ سے شرط بد کر کہتا ہے کہ آپ بہت سی باتوں میں مثلاً محل وقوع وغیرہ وغیرہ میں، منماؤتھ اور مقدونیہ کا درمیان میں یہ مقابلہ بالکل برجستہ پاؤگے۔ مقدونیہ میں ایک دریا ہے اور علیٰ ہذا منماؤتھ میں بھی ایک دریا ہے، منماؤتھ کا دریا وآئی کہلاتا ہے، مگر دوسرا دریا کا نام جو کہ مقدونیہ میں ہے ہم کو اس وقت یاد نہیں آتا، لبوں پر آ آ کر رہ جاتا ہے۔ تاہم بات ایک سا ہے، جیسا کہ ہمارا ایک ہاتھ کا انگلیاں دوسرا ہاتھ کا انگلیاں کے برابر ہے اور دونوں میں مچھلیاں تیرتا ہے۔ اگر آپ سکندر مقدونی کا حالات پر غور کرو، تو ہمارے بادشاہ ہنری کا حالات سے بہت کچھ ملتا جلتا پاؤگے۔ تمام چیز کا درمیان میں مشابہت ہے؛ سکندر نے، خدا کو معلوم ہے اور آپ بھی جانتا ہے، سکندر نے غصے میں اور غیظ میں اور غضب میں اور طیش میں اور ناراضی میں اور قہر میں اور نیز یہ کہ کچھ نشہ کا لہر میں برہم اور برافروختہ ہو کر اپنے سب سے بڑے دوست کلی طاؤس کا مار ڈالا....

گور تو ہمارے بادشاہ کو اس بات میں سکندر سے ہرگز مشابہت نہیں ہے، اُس نے کبھی اپنے کسی دوست کو قتل نہیں کیا۔

فلولین یہ بہت بُرا عادت ہے، سنا آپ نے کہ کسی کا منہ سے بات چھین لیں، پورا ہونے اور انجام کو پہنچنے سے پہلے۔ ہم مقابلہ کر رہا ہے، اچھی باتوں کا بھی بُری باتوں کا بھی۔ ہاں تو جس طرح کہ سکندر نے مستی اور نشہ کا حالت میں اپنے دوست

؎ بگ خرابی ہے بگ کی، بگ سُور کو کہتے ہیں اور بگ بڑے کو۔ گریٹ اور دوسرے انگریزی لفظ جو فلولین بطور سند کے بیان کرتا ہے، ان سب سے بڑا یا عظیم الشان مراد ہے۔ ۱۲

کلی طاؤس کو مار ڈالا تھا' اسی طرح ہیری منماؤتھ نے بھی عقل و دانش اور حزم و احتیاط کا حالت میں اس شراب کے پیتے پیٹو نائٹ کو دربار سے نکال باہر کیا: وہ بڑا مسخرا' دنگی پاز' بدمعاش اور اُچکا تھا۔ ہم اس وقت نام بھولتا ہے اس کا۔

گور سرجان فُل اسٹاف۔

فلولین ہاں' ہاں وہی: ہم آپ سے کہتا ہے کہ منماؤتھ کا خاک بھی بڑا مردم خیز ہے۔

گور خبردار! بادشاہ سلامت تشریف لا رہے ہیں۔

الارم۔ بادشاہ ہنری مع ایک دستۂ فوج کے'
وارک' گلاؤسٹر' ایگزیٹر وغیرہ وغیرہ

بادشاہ جب سے کہ ما بدولت نے سرزمین فرانس پر قدم رکھا ہے' اس وقت تک ہم نے غصہ سے کام نہیں لیا؛ پیک' ایک بگل لے' گھوڑے کو بگٹٹ لیجا' اور دیکھ اس ٹیلہ پر جو سوار جمع ہیں' اُن سے کہدے کہ اگر لڑنا چاہتے ہیں تو شوق سے آئیں' ورنہ فوراً میدان خالی کر دیں۔ یہ لوگ ہماری آنکھوں میں کھٹک رہے ہیں اور اگر ان دونوں باتوں میں سے انھوں نے کسی کی تعمیل نہ کی' تو ہم ان پر ٹوٹ پڑینگے اور وہ دیکھتے دیکھتے میدان سے ایسے غائب ہو جائینگے جیسے کاغذ سے حرفِ غلط' اور پھر جتنے اسیر ہمارے پاس موجود ہیں' اُن سب کی گردن ماردیجائیگی' بلکہ آئندہ بھی جو قیدی ہمارے ہاتھ آئینگے' کسی پر رحم نہ کیا جائیگا: جاؤ اور جتلادو اُنکو۔

ماونٹ جا آتا ہے

ایگزیٹر حضور لیجئے' سفیر فرانس تشریف لاتے ہیں۔

گلاؤسٹر اس کی نگاہیں پہلے سے ذرا نیچی نظر آتی ہیں۔

بادشاہ سفیر' کیسا مزاج ہے؟ کیا تجھے یاد نہیں کہ فدیہ کیلئے میں نے اپنی لاش وقف کردی تھی؟ کیا تو پھر فدیہ طلب کرنے آیا ہے؟

ماونٹ جا نہیں' بادشاہِ کامگار! میں حضور سے براحم خسروانہ اس امر کی اجازت مانگنے

کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ ہم اس خونی میدان میں پھر کر اپنے مقتولین کی فہرست مرتب کریں، اور پھر اپنے امراء نامدار کو معمولی سپاہیوں سے الگ کرکے اُن کو سنگوا دیں۔ اے وائے! ہمارے کتنے بہت سے اشراف رذیل خون میں لتھڑے پڑے ہیں، اور کتنے گنواروں کے اعضاء اپنے بریدہ شہزادوں کے خون میں رنگین ہیں، اُن کے زخمی گھوڑے، جن کے سم ٹخنوں تک خون میں ڈوبے ہوئے ہیں وحشت کھا کھا کر قتلگاہ میں دوڑ رہے ہیں اور بھڑک بھڑک کر اپنے مردہ سواروں کو ٹاپوں سے رَوندے ڈالتے ہیں۔ اے با اقبال بادشاہ، ہم کو اجازت دے کہ ہم بیدھڑک اپنے لاشے میدان سے اٹھا لیجائیں اور انکو اطمینان سے دفن کر دیں۔

بادشاہ اے قاصد، مگر ابھی تک ہم کو یہی معلوم نہیں ہوا کہ میدان کس کے ہاتھ رہا، دیکھو! تمھاری فوج کے بہت سے سوار میدان میں موجود ہیں اور گھوڑے کدا رہے ہیں۔

ماؤنٹ جا میدان آپ ہی کے ہاتھ ہے۔

بادشاہ تعریف ہے اُس مالک الملک کی! ورنہ ہم کیا اور ہماری ہمت کیا، اس قلعہ کا جو سامنے نظر آرہا ہے، کیا نام ہے؟

ماؤنٹ جا اسے ایجن کورٹ کہتے ہیں۔

بادشاہ اچھا ہم اس کو ایجن کورٹ کے میدان سے موسوم کرتے ہیں، جو کرسپین کرسپی اینس کے دن فتح ہوا۔

فلولین حضور کا دادا جن کا یاد ابھی دلوں میں تازہ ہے اور حضور کا چچا، بلیک پرنس آف ویلز، جیسا کہ تواریخ میں مندرج ہے، وہ دونوں نے اسی فرانس میں بہت بڑا فتح حاصل کیا۔

بادشاہ ہاں فلولین، انھوں نے بہت بڑی فتح حاصل کی تھی۔

فلولین حضور کا ارشاد بالکل بجا ہے۔ شاید کہ جہاں پناہ کو یاد ہوگا، ایک باغ میں اہل ویلز نے بڑا کارنمایاں کیا تھا، اس باغ میں گندنا بویا ہوا تھا، سب نے اسکا

ایک ایک ڈالی اپنی ٹوپیوں میں ٹونچ لیا ؛ اور حضور والا کو معلوم ہے کہ وہی گندنا آج کی گھڑی تک ہم لوگوں کا طرۂ امتیاز بنا ہوا ہے ؛ اور مجھے یقین ہے کہ حضور سینٹ ٹیوی* کے دن اس کا لگانا بُرا نہیں سمجھتے۔

بادشاہ میں اسے یادگار اعزاز سمجھکر لگاتا ہوں، کیونکہ میرے مہربان ہموطن، تم جانتے ہو کہ میں بھی ویلش ہوں۔

فلولین ہم دعوے سے کہتا ہے کہ دریائے وائی کا سارا پانی حضور کے بدن سے ویلش خون کو نہیں چھڑا سکتا۔ خدا اس میں برکت دے اور اسکو بڑھا چڑھا کر رکھے!

بادشاہ میرے اچھے ہموطن، میں تمھارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

فلولین یسوع کا قسم! میں حضور کا ہموطن ہوں، کوئی واقف نہ ہو تو کیا پرواہ ہے۔ میں دنیا بھر کے سامنے اس کا اعلان کرتا ہوں: خدا کا شکر ہے کہ حضور کا ذاتِ شاہانہ میرے واسطے ننگ کا باعث نہیں ہے، جبتک کہ حضور انور کا نیت بخیر ہے۔

بادشاہ خدا میری نیت بخیر رکھے: ہمارے پیک بھی ماؤنٹ جا کے ساتھ رہیں، ہمکو صحیح اعداد معلوم ہونا چاہیئے کہ دونوں طرف کتنے آدمی کام آئے: اِدھر بلاؤ اس شخص کو..... [ولیم کورٹ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پیک ماؤنٹ جا کے ساتھ جاتے ہیں]

اگزیٹر میاں سپاہی، بادشاہ کے حضور میں آ۔

بادشاہ سپاہی، تونے ٹوپی میں یہ دستانہ کیوں لگایا ہے؟

ولیم حضور یہ ایک شخص کی نشانی ہے، جو اگر زندہ ہوا تو میں اسکے ساتھ لڑونگا۔

بادشاہ کوئی انگریز ہے؟

ولیم حضور، کیا عرض کروں، وہ بڑا بدمعاش تھا، رات خواہ مخواہ بھی مجھ سے الجھ پڑا۔ زندہ ہوا اور کبھی اس دستانہ کا دعویٰ کیا، تو میں نے بھی قسم کھائی ہے، بچا کو ایسی دھول لگاؤں کہ سر بھنّا جائے۔ یا اگر میں نے اپنا دستانہ

---

* سینٹ ڈیوڈ کا بگاڑ ہے۔

اُس کی ٹوپی میں لگا دیکھا' جیسا کہ اُس نے قسم کھائی ہے کہ اگر سپاہی مرد ہے اور زندہ بچا' تو ضرور ٹوپی میں لگائے گا' تو میں خوب ہی اسکی گت بناؤنگا۔

بادشاہ کپتان فلولین' آپ کی رائے میں آیا مناسب ہے کہ یہ شخص اپنی قسم کو پورا کرے؟

فلولین اگر پورا نہ کرے تو حضور' میرا دانش میں اس سے بڑھ کر کوئی بدذات اور پودا نہ ہوگا۔

بادشاہ اچھا' اگر اس کا حریف عالیخاندان اور صاحب وجاہت ہو؟

فلولین حسب یا نسب میں چاہے وہ شیطان کا برابر اور نمرود و فرعون کا ہمسر ہو پھر بھی حضور' اس پر اپنے عہد و پیمان کا وفا کرنا واجبی ہے۔ اگر اس نے اپنا قسم توڑ دیا تو حضور' یقین فرمایئے کہ وہ ساری دنیا کے رذالوں کا سردار ہوگیا اور اُس کی پیشانی پر عمر بھر کے لئے کلنگ کا داغ لگ گیا اور گردن میں بدنامی کا طوق پڑگیا۔

بادشاہ اچھا بھئی' اُس شخص سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو جائے تو ضرور اپنی سوگند پوری کرنا۔

ولیم ضرور' جہاں پناہ! جان جائے آن نہ جائے!

بادشاہ تو کس کے ماتحت ہے؟

ولیم کپتان گور صاحب کے' حضور۔

فلولین گور بہت قابل افسر ہے اور فنون حربیہ میں اس کو خوب ہی دستگاہ اور مہارت ہے

بادشاہ سپاہی' انھیں ہمارے پاس بلا کر لاؤ۔

ولیم بہت خوب' حضور۔

بادشاہ کپتان فلولین' یہ نشانی ہماری خاطر سے اپنی ٹوپی میں لگا لو۔ جب الینسان اور میں لڑتے لڑتے زمین پر آرہے تھے' تو میں نے اُس کے خود سے یہ دستانہ اُتار لیا تھا۔ اگر کوئی شخص اسے دیکھکر تمھیں ٹوکے تو سمجھ لو کہ وہ الینسان کا دوست اور ما بدولت کا دشمن ہے۔ کہیں اُس سے جھڑپ ہو جائے تو اگر واقعی تم ہمارے خیر خواہ ہو' فوراً گرفتار کر لینا۔

فلولین حضور انور غلام کے حق میں یہ کمال درجہ اعزاز اور فخر و مباہات کا بات ہے، اور ہمیشہ یہ غلام کا دلی تمنا رہا ہے کہ حضور کسی آزمائش سے غلام کا عزت افزائی فرمائیں : بھلا دیکھوں تو سہی ایسا وہ کون نا ہنجار ہے جو اس دستانہ کو دیکھکر آپے سے باہر ہو جائیگا - میرا اس کا سامنا ہونے کا دیر ہے' دیکھئے حضور کا نظر میں کیسا سُرخ رو ہوتا ہوں -

بادشاہ تم گور کو جانتے ہو؟

فلولین گور؟ حضور' وہ تو میرا بڑا دوست ہے -

بادشاہ اچھا تو جاؤ اور اسے تلاش کر کے ہماری خدمت میں حاضر کرو -

فلولین بسر و چشم - [جاتا ہے

بادشاہ نواب وارک اور بھائی گلاوسٹر' دیکھو سایہ کی طرح فلولین کے ساتھ لگے رہو' دستانہ جو نشانی کہکر میں نے اُسے دیا ہے' کیا عجب ہے' کہ اس کے سر پر کوئی دھول لگوا دے - یہ اُس سپاہی کا ہے : قرار داد کے بموجب چاہئے تو یہ تھا کہ میں خود اپنی ٹوپی میں لگاتا - بھائی وارک' اس کے پیچھے پیچھے جاؤ' ایسا نہ ہو سپاہی اس کو مار بیٹھے' کیونکہ اُس کے اکھڑ مزاج سے میں سمجھتا ہوں' وہ اپنا کہا ضرور کرے گا : اور میں جانتا ہوں' فلولین بھی بہادر اور جوشیلا ہے' اسکا مزاج بارود کا سا گرم ہے' کوئی ایک مارے گا تو دو کھائے گا - جاؤ' قدم بڑھا کے جاؤ' سر پھٹول کی نوبت نہ آنے پائے : چچا ایگزیٹر آپ ہمارے ساتھ چلئے -

[پردہ گرتا ہے -

آٹھواں سین

بادشاہ ہنری کے خیمے کے سامنے

گور اور ولیم آتے ہیں

ولیم کپتان صاحب، مبارک ہو! آج تو آپ نائٹ بنتے ہیں۔

[فلولین آتا ہے

فلولین خدا کا مشیت اور خوشنودی کے قربان جائیں! کپتان صاحب، فوراً پادشاہ کا خدمت میں باریاب ہو، ایسا نعمت اغلباً آپ کا انتظار کر رہا ہے، جو آپ کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو۔

ولیم جناب عالی، کیا آپ اس دستانہ کو پہچانتے ہیں؟

فلولین دستانہ کو پہچانتے ہیں؟ ہم جانتا ہے کہ دستانہ دستانہ ہوتا ہے۔

ولیم اسے تو میں پہچانتا ہوں اور یوں طلب کرتا ہوں۔ [ایک دھول لگاتا ہے

فلولین قسم مسیح کے خون کا! فرانس اور انگلینڈ اور دنیا بھر میں اس سے بڑھ کے باغی و طاغی نہ ہوگا۔

گور کیوں بے پاجی؟

فلولین آپ الگ رہیں، کپتان گور، دیکھو تو سہی ہم اس بغاوت کا کیسا مزہ چکھاتا ہے۔ میں تجھکو گرفتار کرتا ہوں۔

ولیم میں باغی نہیں ہوں۔

فلولین دروغ گوئی پر روئے ما! میں تجھے خاص بادشاہ سلامت کی طرف سے ملزم قرار دیتا ہوں، گرفتار کرلو اسکو، یہ دوست ہے ڈیوک ایلنسان کا۔

وارک اور گلاوسٹر آتے ہیں۔

وارک یہ کیا! یہ کیا! کیوں لڑتے ہو؟

فلولین نواب وارک، خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس وقت ایک خطرناک بغاوت آشکارا اور طشت از بام ہوا ہے۔ لو بادشاہ سلامت بھی تشریف لائے۔

بادشاہ ہنری اور ایگزیٹر آتے ہیں

بادشاہ کیا ماجرا ہے؟

فلولین — حضور یہی ہے وہ بدماش پاجی، ملاحظہ فرمایئے، جو دستانہ کہ جہاں پناہ نے ایلنسان کے خود سے اتارا تھا، اس پر ہاتھ مار کر کہتا ہے کہ میرا ہے۔

ولیم — حضور، یہ میرا دستانہ ہے، ملاحظہ ہو، دوسرا ہاتھ۔ جس شخص کو میں نے یہ دستانہ مبادلہ دیا تھا، اس نے عہد کیا تھا کہ اپنی ٹوپی میں لگا کر نکلے گا، اور میں نے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ایسا کرے تو میں اس کے سر پر دھول لگاؤنگا۔ میں نے اس شخص کو اپنا دستانہ ٹوپی میں لگائے دیکھا، اور میں نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا۔

فلولین — جہاں پناہ نے سن لیا، یہ کیا بک رہا ہے، خدا حضور کو سلامت رکھے، اوفوہ! یہ کیسا بدماش، پاجی، سفلہ، ناہنجار ہے! کیوں، حضور میری شہادت دینگے اور میرے بیان کا تصدیق نہیں فرمائینگے کہ یہ ایلنسان کا دستانہ ہے جو حضور نے مجھکو حوالہ فرمایا تھا؟ اب اس کا فیصلہ حضور کے ضمیر منیر پر ٹھیرا ہے۔

بادشاہ — سپاہی، اپنے پاس کا دستانہ مجھے دے، دیکھ اس کا جوڑ یہ ہے = اصل میں ہم تھے، ہمیں سے لڑنے کا تو نے قول ہارا تھا، اور تو ہم سے بہت ہی سخت کلامی سے پیش آیا ہے۔

فلولین — حضور، پھر حکم دیجیے، اس کا گردن اڑا دیا جائے۔ آخر قانونِ حرب بھی کوئی چیز ہے؟

بادشاہ — تیرا عذر کیا ہے؟ بیان کر۔

ولیم — میرے خداوند نعمت! ساری خطاؤں کا سرچشمہ دل ہے اور میرے دل سے ایسی کوئی خطا ظہور میں نہیں آئی جو غلام حضور کے عتاب کا سزاوار ٹھیرے

بادشاہ — تو نے خاص ما بدولت سے بدزبانی کی۔

ولیم — حضور اپنی اصلی شان میں تشریف نہیں لائے تھے، بلکہ ایک ادنیٰ سے سپاہی معلوم ہوتے تھے: رات اندھیری، بھیس معمولی، طور گنواری، حضور ہی غور فرمائیں، اس حیثیت میں اگر حضور کو کوئی رنج پہنچا، تو اس کا الزام جہاں پناہ، خود اپنی ذاتِ شاہانہ پر لگائیں، کیونکہ اگر در اصل حضور کی حیثیت

وہی ہوتی، جیسی کہ میں نے اُس وقت دیکھی تھی، تو میرا کچھ بھی قصور نہیں، اس لئے میری التجا ہے کہ حضور اس نادانستہ خطا کو بحل فرمائیں۔

بادشاہ لیجئے چچا ایگذیٹر، اس دستانہ کو روپوں سے بھر کر اس شخص کو دیدیجئے۔ سپاہی، تاوقتیکہ میں واپس نہ مانگوں، اسے اپنے ہی پاس رہنے دے اور اعزاز کے طور پر ٹوپی میں لگایا کر۔ روپیہ دیدیجئے۔ اور کپتان، آپ کو اس سے صلح کر لینی چاہیئے۔

فلولین روز روشن کی قسم، یہ شخص ہے تو بڑے دل گردے کا: یہ لے ایک روپیہ انعام۔ میرا دعا ہے کہ تو خدا کی بندگی میں سرگرم رہے اور مارپیٹ، لڑائی جھگڑے، دھینگا مشتی کے پاس نہ پھٹکے۔ سمجھے تمھارا بہتری اسی میں ہے۔

ولیم مجھے آپ کا انعام نہیں چاہیئے۔

فلولین مردِ خدا، یہ دوستی کا ثبوت ہے: سنو، تمھارا جوتا گٹھوانے کے کام آیگا، پس اب لو، اتنے شرماؤ نہ بنو۔ تمھارا جوتا پرانا ہوگیا، میرے جوتے کا تلا خوب مضبوط ہے، آؤ بدل لیں۔

ایک انگریزی پیک آتا ہے

بادشاہ کیوں پیک، مقتولین کا شمار ہوا؟

پیک حضور، یہ فرانس کے مقتولوں کی فہرست ہے۔

بادشاہ چچا ایگذیٹر، اسیروں میں معزز لوگ کون کون ہیں؟

ایگذیٹر چارلس، ڈیوک آف آرلینز، بادشاہِ فرانس کا بھتیجا، جان ڈیوک آف بوربن، اور لارڈ بوسی کوٹ؛ دوسرے امیروں، نوابوں، نائٹوں اور ایسکوائروں کی تعداد پوری پندرہ سو ہے، عام سپاہیوں کے علاوہ۔

بادشاہ اس فرد سے ظاہر ہوتا ہے کہ دس ہزار فرانسیسی ہیں جو میدان میں کھیت رہے۔ اس میں سوا سو کے قریب شہزادے اور وہ امرا ہیں جو صاحبِ طبل و علم تھے، باقی نائٹ، ایسکوائر اور بہادر اشراف ہیں، جن میں سے پانسو تو

کل ہی نائٹ بنے تھے۔ غرض ان دس ہزار فرانسیسیوں میں جو مارے گئے، صرف سولہ سو عام سپاہی ہیں، ورنہ سب شہزادے، بیرن، لارڈ، نائٹ، اسکوائر اور صاحب حسب ونسب افراد ہیں۔ بعض مقتول امرا کے نام یہ ہیں:۔ چارلس ڈیلا برتھ، فرانس کا قائدِ اعظم، جیکس آف شاتیلان، امیر البحر، تیراندازوں کا کمانیر لارڈ رمبورس، امیر الامرا، سر گائی سار دابغن، جان ڈیوک آف الینسان، انطونی ڈیوک آف برابنٹ، نواب برگنڈی کا بھائی اور ڈیوک آف بار۔ ذی وجاہت ارل: گرانڈ فری اور راؤسی، خاکن برگ اور جائی کس، بومانٹ اور مارلے، وادی مانٹ اور لسٹرلیج۔ افسوس! کیا سلکِ شاہوار تھی جس کو موت نے توڑ کر یوں بکھیر دیا! ہمارے مقتولین کی فہرست کہاں ہے؟

پیک دوسری فرد پیش کرتا ہے

اڈورڈ ڈیوک آف یارک، ارل آف سفک، سر رچرڈ کاٹلی، ڈیوی گام اسکوائر، مشاہیر میں اور کوئی نہیں۔ دوسرے لوگ صرف بیس اور پانچ۔ پروردگار! تیرا دستِ نصرت ہمارا حامی تھا، اور میں اس فتح کو اپنے دست و بازو سے نہیں، بلکہ تجھ سے منسوب کرتا ہوں۔ کب ایسی جنگ ہوئی تھی، جس میں بغیر مکر و خدع کے سیدھے سادے صاف مقابلہ میں ایک فریق کو اس قدر قلیل تو دوسرے کو اسقدر کثیر نقصان پہنچا ہو؟ بارِ الٰہا، اس کو قبول کر اس میں بجز ترے اور کسی کا ہاتھ شامل نہ تھا۔

ایگزیٹر واقعی تعجب ہے۔

بادشاہ آؤ جلوس کے ساتھ اس گاؤں میں داخل ہوں۔ تمام لشکر میں منادی کرادی جائے کہ جو کوئی شیخی اور تکبر کے کلمات زبان پر لائے یا اس فخر و ناز کا ادعا کرے جو ایک خدائے بزرگ و برتر کا حق ہے، گردن زدنی ہوگا۔

فلوئین حضور، یہ بتانا کہ لڑائی میں کتنا آدمی مارا گیا، قانونِ جنگ کا مطابق نہیں ہے؟

بادشاہ ہاں، مطابق تو ہے، مگر یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ خدا نے ہماری نصرت کی۔
فلوئیلن بیشک میرا دل گواہی دیتا ہے کہ خدا نے ہم پر بڑا افضل کیا۔
بادشاہ تمام مقدس رسوم کا بجا لانا لازم ہے۔ ہاں 'نن نوبس' اور 'ٹی ڈیم' کے ترانے گائے جائیں۔ مقتولین کو کامل احترام سے سپردِ خاک کیا جائے۔ پھر کیلے کو کوچ کرو اور وہاں سے انگلینڈ کو: کون ہے جو وہاں فرانس سے ہماری نسبت زیادہ کامران واپس ہوا ہو؟

[پردہ گرتا ہے

پانچواں ایکٹ

تمہید

راوی آتا ہے:-

جو حضرات کہ اس قصہ سے ناآشنا ہیں، وہ ایما فرمائیں کہ گوش گزار کیا جائے، اور جو واقف ہیں ان سے التماس ہے کہ وقت اور اعداد اور سلسلۂ واقعات کی ترتیب میں جو فرو گزاشت ہوئی ہے، اس سے چشم پوشی کی جائے۔ بھلا ان عظیم الشان جیتی جاگتی ہستیوں کا چربہ کیونکر اُتر سکتا تھا؟ اب موکبِ شاہی کو ہم کیلے کی طرف لیجاتے ہیں، پہلے اُن کو وہاں فرض کر لیجئے، وہاں سے اپنے تیز پرواز تصور کے تختِ رواں پر سمندر پار لیجاتیے۔ دیکھئے، ساحلِ انگلستان مردوں، عورتوں، بوڑھوں، جوانوں اور بچوں سے لدا پھندا سمندر کے قلب وجگر میں در آیا ہے، ان کے غلغلوں اور تالیوں کے شور نے منہ پھٹ سمندر کا بھی گلا بٹھا دیا ہے، جس کی قوی ہیکل لہریں گویا 'طرقو' کناں آگے بڑھ رہی ہیں۔ دیکھو،

اب بادشاہ ساحل پر نزولِ اجلال فرماکر بشانِ وتجمل عازم لندن ہوتے ہیں۔ تصور ایسا باد پا ہے کہ اس پر سوار ہو کر آپ اسی وقت بادشاہ سلامت کو بلیک ہیتھ[1] پر دیکھ سکتے ہیں۔ یہاں امرائے عقیدت شعار اس کے پچکے ہوئے خود اور مُڑی ہوئی تلوار کو بطور جلوس کے آگے آگے لیجانے کی اجازت مانگتے ہیں مگر وہ انکو اس ارادہ سے باز رکھتا ہے، اس لیے کہ فضولی و خود نمائی کے شوق سے پاک ہے اور وہ اس فتح کے کامل فخر اور نام نمائش کا اس مالک الملک ہی کو سزاوار جانتا ہے۔ اب ذرا تصور کی طلسماتی دوربین میں جھانک کر دیکھو کہ سارا شہر استقبال کے لیے کیسا امڈا آرہا ہے۔ شحنۂ لندن مع اعوان زرق برق فاخرہ لباس میں حاضر ہے۔ گویا ردمۃ الکبریٰ کے شیوخ عوام کا انبوہِ کثیر جلو میں لئے مظفر و منصور سیزر کے لینے کو روانہ نکلے ہیں۔ کمتر لیکن موزوں تر مثال میں یوں سمجھئے کہ اگر ہماری ملکہ معظمہ[2] کا سپہ سالار[3] بغاوت کو فرو کر کے آئرلینڈ سے واپس آرہا ہوتا، جیسا کہ وہ عنقریب آنیوالا ہے، تو اُسے خوش آمدید کہنے کیلئے عقیدت مند رعایا کیا کچھ اہتمام نہ کرتی، اس سے بھی زیادہ اور بدرجہا زیادہ جوش و اخلاص لوگوں نے ہنری کی مراجعت پر دکھایا۔ اب وہ لندن میں رونق افروز ہیں کیونکہ فرانسیسیوں کی گریہ وزاری فی الحال اسی توقف کی متقاضی ہے شہنشاہِ[4] جرمنی فرانس کی طرف سے فریقین میں صلح کی گفت و شنید کیلئے تشریف لارہے ہیں۔ ہنری کے دوبارہ[5] فرانس پر چڑھائی کرنے تک جو واقعات کہ گزرے اُن کو نظر انداز کر دیجئے۔ اسکو وہاں لیجانا ہمارے ذمہ ہے، میں آپکے ہمراہ رکاب رہونگا اور حالاتِ گذشتہ کی طرف اشارہ کرتا جاؤنگا۔ ہاں تو اختصار کو گوارا کر کے اپنی نظر خیال کے پیچھے پیچھے پھر فرانس کی جانب دوڑائیے۔

[راوی جاتا ہے۔

---

[1] بلیک ہیتھ، مضافات لندن میں ایک مقام ہے۔ [2] ملکہ ایلزبتھ مراد ہے۔ [3] لارڈ اسکس ۲۷ مارچ ۱۵۹۹ء کو ٹائرون کی بغاوت کا قلع قمع کرنیکے لئے بڑی دھوم دھام سے آئرلینڈ روانہ ہوا مگر ۲۸ ستمبر کو اسی سال ناکام واپس آیا۔
[4] شہنشاہ سگسمنڈ کی طرف اشارہ ہے جو فرانس اور انگلستان میں بیچ بچاؤ کرنے کو مئی ۱۴۱۶ء میں لندن آیا تھا۔
[5] ہنری نے انگلستان میں ۱۶ نومبر ۱۴۱۵ء سے یکم اگست ۱۴۱۷ء تک قیام کیا تھا۔ ۱۲

پہلا سین

فرانس۔ انگریزی فوجون کا پڑاؤ

فلولین اور گور آتے ہیں

گور البتہ یہ درست ہے، لیکن آج آپ نے گندنا کیوں لگایا ہے؟ سینٹ دیوی کا دن تو گزر چکا۔

فلولین آپ کیا جانے؟ بندہ پرور، ہر بات کا موقع محل، سبب وبیل ہوا کرتا ہے۔ آپ چونکہ ہمارا دوست ٹھیرا، ہم آپ کو ضرور بتائے گا۔ اس بدماش، ناماقول، بھک منگا، شیخی باز پسٹل کو آپ خوب جانتا ہے، اور ساری دنیا بھر جانتا ہے کہ دو کوڑی کا آدمی ہے، خدائی خوار، بالکل بے ہُودہ، سنا آپ نے، کل ہمارے پاس آتا ہے نان ونمک لیکر اور کہتا کیا ہے کہ ہم اپنا گندنا نوش کرے! سنا آپ نے؟ وہ تو موقع کچھ ایسا آن کے پڑا تھا، کہ ہم نے لڑائی جھگڑا کرنا ٹھیک نہیں سمجھا اور رہم طرح دیگیا، لیکن آپ برابر اسے ٹوپی میں لگائے رہونگا، یہاں تک کہ ہمارا اس سے مقابلہ ہو جائے، تب ہم اسکا مزاج پرسی خوب ٹھوک بجا کے کریگا۔

[پسٹل آتا ہے

گور لیجئے وہ چلا آتا ہے، مُرغے کی طرح تنتا ہوا۔

فلولین تن تناؤ تو ہم جانتا نہیں: پسٹل بہادر، آداب عرض! پاجی، سفلہ، ناپکار، آداب عرض!

پسٹل ابے دُت! کیا پاگل خانہ سے چھوٹ آیا ہے؟ ہڑک تو نہیں اٹھی؟ ہے تیرا تیرا مرغ روح سقف تن سے اُڑادوں؟ کم بخت گندنے کی بو سے دماغ فاش فاش ہو گیا۔

فلولین بدماش، پاجی، سفلہ! ہمارا دست بستہ آپ سے درخواست ہے، درخواست نہیں، بلکہ استدعا، بلکہ معروضہ بلکہ گذارش ہے کہ اس کو چکھئے ضرور چکھئے کیونکہ آپ کو یہ بھاتا نہیں ہے، مرغوب خاطر نہیں ہے، پچتا نہیں ہے، اور اس کا پو بھی آپ کو ناپسند ہے، مگر خیر ہمارا خاطر سے سہی۔

پسٹل قارون کی دولت کوئی دے تو بھی ہاتھ نہ لگاؤں۔

فلولین دولت؟ لے دیکھ، کیسا دولت ہے۔ [مارتا ہے] اب تو مہربانی کرکے ضرور نوش فرمایئے گا۔

پسٹل سور، دوزخی، موت نے گھیرا ہے؟

فلولین ہاں سچ ہے، پاجی، بدماش موت بھی گھیر لیگا، خدا چاہے گا تو۔ ہم چاہتا ہے کہ ابھی تو زندہ رہے اور لطفِ زندگانی اٹھائے۔ دیکھ، کیا مزے کا ضیافت ہے [مارتا ہے] کل تو ہم کو پہاڑی بکرا کہتا تھا۔ دیکھ ہم آج تجھکو کیسا جنگلی پلاؤ بناتا ہے۔ ہاں مہربانی کرکے نوش فرمایئے۔ جیسے تم گندنے کو ہنسی میں اڑا سکتا ہے ایسا ہی اُس کا مزہ بھی چکھ سکتا ہے۔

گور یہی بہت ہے، کپتان صاحب، جانے دیجئے، آپ نے بچارے کی سِٹّی بھلادی۔

فلولین ہم کہ چکا ہے، یا تو اسے گندنا کھلا کے چھوڑے گا اور نہیں تو اتنے جوتے لگائے گا کہ چار دن تک کھوپڑی کو سینکتا پھریگا۔ ہاں کتر بھی، ہم کیا کہہ رہا ہے؟ تمہارا تازہ بتازہ زخموں اور اس خونم خون ناریل کا واسطہ سے بہت اچھا ہے۔

پسٹل کیا سچ مچ کتروں؟

فلولین جی ہاں، سچ مچ، ضرور، بالضرور، بے شک و شبہ، بے چون و چرا۔

پسٹل اسی گندنے کی قسم، بڑا ہی سخت و شدید تر انتقام لونگا! میں اور گندنا کھاؤں؟ مجھے قسم ہے۔

فلولین کھا، ہم جو کہتا ہے۔ نمک تو کم نہیں؟ مگر گندنا تھوڑا ہے، قسم کھانے کو کافی نہ ہوگا۔

پسٹل ذرا اپنے مُچلکے کو تو چمکارئیے، دیکھتے نہیں، میں کھار ہا ہوں؟

فلولین ہاں، شاباش! یہ بہت فائدہ کریگا تمکو۔ رغبت کے ساتھ کھاؤ، یدماش اس کا چھلکا، تمھارا شکستہ اور مجروح کھوپری کے لئے مفید ہے۔ پھر کبھی اتفاق کار سے گندنے پر نظر پڑے تو خبردار، ضرور اسی طرح ہنسی اڑانا! جاؤ، اب تشریف کا ٹو کرائے جاؤ۔

پسٹل اچھا!

فلولین بے شک گندنا اچھا ہے۔ ذرا ٹھیرو، یہ جوتی لیتا جاؤ، سر کے علاج میں کام آئے گا۔

پسٹل ہم اور جوتی لیں؟

فلولین ہاں، واقعی، درحقیقت، تم کو لینا پڑیگا۔ نہیں تو دیکھو، ہمارا جیب میں ایک اور گندنا موجود ہے۔

پسٹل خیر، یہ جوتی ہرجانہ کی قسطِ اولی جان کر لئے لیتا ہوں۔

فلولین ایسی کا تیسی تمھارا! اگر ہم تمھارا کچھ دیندار ہے، تو دیکھو اس سونٹے سے ادا کریگا، تم ہر طرح سے خسارہ میں رہیگا۔ جاؤ اب تمھارا اللہ بیلی! وہ تم کو اور تمھارے اس ٹوٹے پھوٹے بدھنے کو ٹھیک رکھے! [جاتا ہے

پسٹل قہرِ الٰہی اس پر...............

گور جا، دُور ہو کہیں! تو پرلے درجہ کا شہدا، ڈرپوک، لنگاڑا ہے۔ کیا پھر بھی تجھے ایک قدیم رواج پر دانت نکالنے کی جرأت ہوگی؟ تو نہیں جانتا اس کی ابتدا ایک باعزت موقع پر ہوئی تھی اور جب سے مردانگی کا تمغا جانکر استعمال کیا جا رہا ہے۔ تجھکو اتنا حوصلہ تو کہاں تھا کہ جیسے بڑے بول بولتا پھرتا ہے ویسے ہی کوئی کارنمایاں بھی کر دکھاتا۔ میں تجھکو دو چار بار اس شریف کپتان پر زہر اگلتے دیکھ چکا ہوں، تو نے سمجھا ہوگا کہ جیسی کہ اس کی زبان انگریزی زبان بولنے میں لڑکھڑاتی ہے، یونہیں اس کا ہاتھ بھی انگریزی ڈنڈا پکڑتے ہوئے کانپنے

لگے گا لیکن تو سمجھا کچھ اور ہوا کچھ۔ کیا عجب ہے کہ ایک ویلش مین کی سرزنش تجھے آئندہ ایک اچھا انگلش مین بنا دے۔ جائیے، خدا حافظ! [جاتا ہے

پسٹل کیا ہی تقدیر کو اب مجھ سے دغا کی سوجھی ہے؟ سنائی آئی ہے کہ میری پیاری حرم ہسپتال میں فرانس کی بیماری سے چل بسی اور اب میرا وہاں سے ٹھور ٹھکانا اٹھ گیا، خود میرا انجھا بھی ڈھیلا ہو چلا ہے۔ ہاتھ پیر کی طاقت کے ساتھ بنی بنائی عزت بھی آج ڈنڈوں کے حوالے ہو گی۔ اب کس کی شرم کروں؟ کٹنا دلال بنجاتا ہوں، لگے ہاتھوں جابکدستی سے لوگوں کی جیبوں کا جائزہ بھی لیتا رہونگا۔ چوری سے انگلینڈ کو چلا جاؤنگا اور وہاں چوری ہی سے اپنا پیٹ پالوں گا: ان زخموں پر پٹیاں باندھ لیتا ہوں، قسم کھا کر کہونگا کہ یہ زخم میں نے مجاہدۂ فرانس میں کھائے تھے۔

[پردہ گرتا ہے

دوسرا سین

فرانس، محل سرائے شاہی

ایک طرف سے، بادشاہ ہنری، ایگزیٹر، بیڈ فرڈ، گلاوسٹر، وارک ویسٹ مارلینڈ وغیرہ۔ دوسری طرف سے، بادشاہ فرانس، ملکۂ ازبلا، شہزادی کیتھرین، ایلس اور دیگر خواتین اور نواب برگنڈی مع رفقا آتے ہیں۔

بادشاہ ہنری خدا کرے یہ ملاقات امن و صلح کا پیش خیمہ ثابت ہو، اسی غرض سے یہ بزم آراستہ ہوئی ہے؛ برادر عالیقدر، شاہ فرانس اور خواہر والا گہر ملکۂ ازبلا میں آپ دونوں کی خدمت میں دعائے صحت و شادمانی کا تحفہ پیش کرتا ہوں، ہماری خوش جمال

خوزادی، شہزادی کیتھرین بھی شاد و بامراد رہیں۔ اس خانوادۂ شاہی کے رکن رکین، نواب برگنڈی، ہمارا آداب قبول فرمائیں، یہ عظیم الشان جلسہ انھیں کے حسنِ سعی کا رہینِ منت ہے۔ اور اے شہزادگان و امرائے فرانس ہم آپ سب کی صحت و عافیت کے خواستگار ہیں۔

بادشاہ فرانس برادرِ ذیشعور، ہمارا دل آپ کی ملاقات سے نہایت مسرور ہے، یہ صحبت بہت ہی غنیمت ہے۔ انگلستان کے شہزادو، میں تمھیں بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔

ملکۂ ازبلا بھائی ہنری، خدا کرے، اس نیک گھڑی اور مبارک انجمن کا انجام بھی ایسا ہی خوشگوار ہو جیسا کہ اس وقت ہماری آپ کی آنکھوں کا چار ہونا: آپ کی آنکھیں جو اس سے پہلے مہیب توپوں کی طرح، اُن اہل فرانس پر جو ان کی زد میں آئے، قہر و بربادی کے خوفناک گولے برسا چکی ہیں، اب میں سمجھتی ہوں ان کی آتش باری لطف و عطوفت کی بوچھار میں بدل گئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آج کے دن اگلے رنج اور گلے ہٹ کر ہمارے دلوں میں عداوت کی جگہ محبت گھر کرنے والی ہے۔

بادشاہ ہنری میں صدقِ دل سے آمین کہتا ہوں، ہماری بھی یہی نیت ہے۔

ملکۂ ازبلا انگلینڈ کے شہزادو، میں تم سب کو سلام کرتی ہوں۔

نواب برگنڈی اے فرانس و انگلستان کے اولوالعزم فرمانروا، میں بھی یکساں عقیدتمندی کے ساتھ زمینِ خدمت کو بوسہ دیتا ہوں۔ خدامِ دولت پر خوب روشن ہے جو محنت اور سعی کہ خانہ زاد نے اس قرانِ سعدین کی ہمسائی کے لئے کی ہے، خدا کا شکر اور میرے لئے مقامِ فخر ہے کہ اس ناچیز کی کوشش مشکور ہوئی اور میں اس وقت دونوں تاجداروں کو پہلو بہ پہلو ایک ہی تخت پر جلوہ افروز دیکھ رہا ہوں۔ بے ادبی معاف، بیجا نہ ہوگا، اگر میں اس مجلس شاہی میں یہ سوال پیش کروں کہ خراب و خستہ، مجروح و درماندہ "صلح" کو جو امن و عافیت، علوم و فنون اور تولید و افزائش کی دایۂ مشفقہ ہے، اس ریاضِ عالم، اس خزانۂ

فرانس میں متمکن ہونے سے اب کیا امر مانع ہے : وہ فرانس سے جلا وطن ہو کر بہت ٹھوکریں کھا چکی، اس کی پیداواریں کثرتِ نمو سے خاک میں مل رہی ہیں۔ اس کی کام و جان کو نشاط بخشنے والی تاکیں نگہداشت نہ ہونے سے باہم دست و گریباں ہو کر، ایک دوسرے کا گلا گھونٹ رہی ہیں۔ آراستہ و پیراستہ آزادگانِ چمن جو پہلے موزوں دھانی خلعت پہنے، روشوں پر کھڑے تنتے اور جھومتے تھے، اب ان کی کونپلیں کچھ اس بے ترکیبی سے پھوٹ کر ادھر ادھر نکل پڑی ہیں، کہ معلوم ہوتا ہے، مصیبت زدہ قیدی ہیں جنکے بال اور ناخن بیطرح بڑھ گئے ہیں۔ خاک نشین سبزہ جو پہلے دیدۂ و دل کو فرشِ راہ بنائے رہتا تھا، اب اُن سے بڑھ بڑھ کر گستاخیاں کر رہا ہے۔ بیلیں جو دیوار سے لگی دور ہی سے پھولوں کا نظارہ کیا کرتی تھیں، اب موقع پا کے سارے چمن پر چڑھ دوڑی ہیں، اور ننھے ننھے نازک پودوں کو پٹتی بھینچتی، سرو و صنوبر تک کے گلے کا ہار ہوگئیں۔ وہی ہوا جو کبھی نازنینانِ چمن کو ہلکے ہلکے لوریاں دیکر، جھُلاتی اور گدگدیاں کرکے ہنسایا کرتی تھی، وہی ہوا جو ہر روز صبح سویرے اُن کے پیارے مکھڑوں کو شبنم سے دھلاتی اور اُن کی بھینی بھینی بُو کو عالم میں پھیلاتی پھرتی تھی، اب وہی ہوا اُنکے گریبانوں کو بیدردی سے چاک کرکے اُن کی دھجیوں کو بازیچۂ گرد و غبار بنا رہی ہے۔ ہری بھری گل طراز ڈالیاں جو پہلے پھولوں کے بار سے جھکی جاتی اور ہوا کے ایک اشارہ پر پھلجھڑی کا سماں باندھ دیتی تھیں، جن کو بلبلوں کا بیٹھنا گوارا نہ تھا، غصہ کے مارے کانپ اٹھتی اور سانپ کی طرح بل کھانے لگتی تھیں، اب وہی ڈالیاں چیل کوؤں کی نوک جھوک سے شکستہ اور انکی بیٹوں سے مکروہ اور گھنونی ہوگئی ہیں۔ غرض جیسے ہمارے کھیت تباہ، ہمارے کارخانے ویران اور بازار سنسان ہیں، ایسے ہی ہمارے گھر ابتر، ہمارے عیال مضطر اور اطفال آوارہ و پریشان ہیں۔ وقت کی ناسازگاری

ان کی تخریب کے درپے ہے؛ جس طرح کار آمد اجناس پر خودرو جھاڑیوں اور جنگلی بیلوں کی چڑھائی ہے، اسی طرح انکی طبیعتوں پر بھی جہالت و آوارگی کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا ہے؛ ان کی عادتیں بگڑ رہی ہیں، ان کے مزاج میں سگانِ آزاد کی طرح خشونت و درندگی جڑ پکڑتی جاتی ہے؛ ان کے جذبات اور ان کے حرکات درجۂ انسانیت سے گزر کر بہیمیت میں منتقل ہوتے جاتے ہیں۔ گفتار سفیہانہ، لباس مسرفانہ، چہرے وحشیانہ، غرض کوئی کل سیدھی نہیں، پورے فرعونِ بے سامان بنگئے ہیں۔ اسی کی روک تھام اور حالات کو درجۂ اعتدال پر لانیکے لئے خدامِ دولت جمع ہوئے ہیں۔ نواب حلیم ورافت مآب ملکۂ صلح کو مدعو کرنے میں کیا دیر ہے کہ وہ آکر ان تمام خرابیوں کا قلع قمع کردے اور ہمیں پھر پہلی سی آسائش اور نعمتیں کرامت فرمائے*۔

بادشاہ ہنری نواب برگنڈی صاحب، اگر آپ صلح کے خواستگار ہیں، جس کے فقدان نے آپ کو ان گوناگوں آلام میں مبتلا کر رکھا ہے، تو آپ ہمارے جائز مطالبات قبول فرما کر اسے کیوں حاصل نہیں کر لیتے؟ مفصل فرد آپکے ہاتھ میں ہے۔

نواب برگنڈی ان کی تفصیل بادشاہ سلامت کے گوش گزار کی جاچکی ہے، ابھی کوئی جواب ارشاد نہیں ہوا۔

بادشاہ ہنری بس تو صلح کا انحصار جس کی ضرورت آپ نے اس شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمائی ہے آپ ہی کے جواب پر ہے۔

بادشاہِ فرانس ہم ایک سرسری نظر ان شرائط پر ڈال چکے ہیں، آپ کی رائے ہو تو اسی وقت مجلسِ شوریٰ منعقد کی جائے، تاکہ ان کی مکرر جانچ پڑتال کی جاسکے، اس صورت میں ہمکو فوری جواب یا منظوری دینے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔

بادشاہ ہنری برادر معظم، مجھے آپ کی تجویز سے اتفاق ہے؛ چچا ایگزیٹر اور کلیرنس آپ، اور بھائی گلاوسٹر، وارک اور ہنٹنگڈن آپ بھی، بادشاہ سلامت کے ہمراہ

* نواب برگنڈی کی اس تقریر کا مختصر حصہ اصل سے مطابق نہیں ہے۔ (مترجم)

جانئے، ہمارے حقوق و اغراض کے مدنظر مطالبات کی ترمیم و تنسیخ، فک و اضافہ، ردّ و قدح کا کامل اختیار آپ کو دیا جاتا ہے۔ آپ کے تصفیہ کے بعد ہم بھی فوراً توثیق کر دینگے........ (ملکہ فرانس سے) خواہر نیک سیر آپ مجلس میں شرکت کا قصد رکھتی ہیں، یا یہیں رونق افروز رہینگی؟

ملکہ ازبلا نہیں برادر عالی گہر، میں بھی مجلس میں شریک ہونا چاہتی ہوں، عجب نہیں کہ جب مباحثہ خدانخواستہ نازک صورت اختیار کرلے تو ایک عورت ذات کی آواز کچھ فائدہ پہنچا سکے۔

بادشاہ ہنری لیکن ہماری خوزادی کیتھرین کو یہیں چھوڑ جائیے۔ یہ تو ہماری غائت اولی ہیں اور انکا نام ہمارے مطالبات میں سب سے مقدم ہے۔

ملکہ ازبلا بہ نہایت خوشی سے۔

[سب جاتے ہیں، بادشاہ ہنری، شہزادی کیتھرین اور ایلس کے سوا

بادشاہ ہنری حسین و زہرہ جبیں کیتھرین، کیا آپ ایک سپاہی کو ایسے الفاظ بتا کر ممنون فرمائیں گی جو اُس کے پیام الفت کو کسی نازنین کے کانوں سے دل تک پہنچا سکیں

کیتھرین حضور کو مجھ پر ہنسی آئیگی، میں آپکی انگریزی نہیں بول سکتی ہوں۔

بادشاہ ہنری غنچہ دہن کیتھرین، اگر آپ میرے ساتھ اپنے فرنچ دل سے خالص محبت کریں تو مجھے آپ کی زبان سے اس کا ٹوٹی پھوٹی انگریزی ہی میں اقرار کرنا بھلا معلوم ہوگا۔ ڈو یو لائک می کیٹ؟ [1]

کیتھرین پاردونے موآ، آئی کین ناٹ ٹیل واٹ از لائک می۔ [2]

بادشاہ ہنری این اینجل از لائک یو کیٹ، اینڈ یو آر لائک این اینجل۔ [3]

کیتھرین کو دی تل کوژ دسٹی سیم بلابل آلے رانگیے۔ [4]

---

[1] کیٹ، کیا تم مجھے چاہتی ہو؟ [2] مجھے معاف کیجئے، میں نہیں جانتی کہ لائک می کیا ہے۔ [3] کیٹ، مثل تمہارے حور ہے اور تم مثل حور کے ہو۔ پہلے جملہ میں لائک فعل ہے، یعنی چاہنا، محبت کرنا اور دوسرے میں حرف تشبیہ یعنی مثل یا مانند۔ [4] وہ کیا فرماتے ہیں؟ کہ میں مثل حور کے ہوں؟

ایلس وے دریا سوف وو ترگراس این سی دی تِل۔ [1]

بادشاہ ہنری ہاں، پیاری کیتھرین، میں نے یہی کہا تھا، اور اس پر مجھے نادم ہونیکی ضرورت نہیں۔

کیتھرین او بوں دیولے لا گلیوئے دیزھوم سوں پلین دو ترانگ پری۔ [2]

بادشاہ ہنری کیا کہا شہزادی صاحبہ نے؟ کہ مردوں کی زبان مکر و دغا کی پڑیا ہوتی ہے؟

ایلس جی حضور، شہزادی صاحبہ کا کہنا یہی ہے کہ مردوں کی زبان مکر و دغا کی پڑیا ہوتی ہے۔

بادشاہ ہنری شہزادی صاحبہ تو اچھی خاصی انگلش خاتون ہیں قسم لیلو، پیاری کیٹ، محبت جتانے کا یہ پیرایہ تمھارے سمجھانے کو بہت موزوں ہے۔ میں خوش ہوں کہ تم کو اس سے بہتر انگریزی نہیں آتی، اگر آتی، تو میری باتوں سے تم مجھے ایسا کج مج بیان اور سادہ منش پاتیں کہ تمھیں خیال ہوتا، میں نے ہل بیچ کر عصائے شاہی خرید لیا ہے۔ مجھے ایچ پیچ کی باتیں کرکے محبت جتانا نہیں آتا، بلکہ میں تو چھوٹتے ہی صاف صاف کہتا ہوں کہ میں تم کو چاہتا ہوں۔ بس اگر تمھارا یہ اصرار ہے کہ میں اس سے زیادہ کچھ اور کہوں، "سچ کہو، کیا تم بھی مجھے چاہتی ہو؟" تو میں ہارا اور تم جیتیں۔ اب میرے پیام الفت کا جواب ملے، ہاں شتانی جواب۔ لو آؤ، ہاتھ پر ہاتھ مارو، معاملہ طے پا گیا۔ کیوں پیاری کیتھرین کیا کہتی ہو؟

کیتھرین سوف وو تر اونر! میں خوب سمجھتی ہوں۔ [3]

بادشاہ ہنری خوب! اگر تم چاہتی ہو کہ تمھارا دل لینے کیلئے میں غزل اور واسوخت یا رقص وسرود سے کام لوں، تو کیتھرین، میں گیا گذرا ہوا، اس لئے کہ نہ تو میری طبیعت موزوں ہے اور نہ پاؤں ایک انداز خاص سے اٹھنے کے عادی ہیں۔ اگر

---

[1] جی ہاں، حضور، ان کا فرمانا یہی ہے [2] اے میرے خدا، مردوں کی زبان کیسی دغا آلود ہوتی ہے۔
[3] بہ خوشش، حضور!

میں اُچک پھاند اور چابک سواری سے کسی دوشیزہ کو فریفتہ کر سکتا تو شیخی
کی بات نہیں، بہت جلد میرا پہلو آباد ہو چکتا۔ یا اگر میں اپنی معشوقہ کے خوش
کرنے کو کشتی، سنت زنی اور شہسواری وغیرہ کے کرتب دکھاتا پسند کرتا تو پھر
مجھ میں اور نٹ یا بازیگر میں کیا فرق ہوتا؟ پیاری کیتھرین خدا شاہد ہے،
میں ایسے چھچھورپن، چرب زبانی اور لگاوٹ بازیوں کو بالکل ناجائز جانتا
ہوں و الّا عہد و پیمان جو مجبوراً باندھ تو لیتا ہوں لیکن مجبوراً توڑتا نہیں۔
اگر پیاری کیتھرین، تم ایسے شخص کو دل نہیں دے سکتیں، جس کا مزاج خشک ہو،
اور جس کا سیاہ تاب چہرہ اس قابل بھی نہ ہو کہ دھوپ میں سونلا کر سورج
کا شرمندۂ احسان ہو سکے، اور جس کی صورت میں ایک بھی ایسی بات نہ ہو
جس کیلئے وہ آئینہ دیکھنے کی خواہش کرے، تو پیاری کیتھرین، میں تمہاری
آنکھوں سے اپنے حق میں سفارش کا متمنی ہوں۔ میں تم سے صاف صاف
ایک سپاہی کی طرح باتیں کر رہا ہوں۔ اگر تم کو میری یہ ادا پسند ہے، تو میری
درخواست کو قبول کرو؛ اور نہیں تو تم سے یہ کہنا کہ میں مر جاؤنگا، بالکل صحیح
ہے۔ کیا اس وجہ سے کہ تم مجھکو نہیں چاہتی ہو؟ نہیں، بلکہ اس لئے کہ میں
تم کو چاہتا ہوں، تم پہ مرتا ہوں۔ بہرحال پیاری کیتھرین، جب کبھی تم کو منظور
ہو تو ایسے شخص کو اپنا شریک زندگی انتخاب کرنا، جس کی طبیعت بے غل و غش
ہو۔ وہ تمہارے ساتھ ہمیشہ راست بازی کا برتاؤ کریگا۔ اس سے یہ کبھی نہ ہوگا
کہ جگہ جگہ ڈورے ڈالتا پھرے۔ اور یہ لسّان، چرب زبان، عشق و عاشقی کا دم
بھرنے والے، جو عشقیہ باتیں اور شوقیہ غزلیں کانوں میں پھونک پھونک کر بھولی
بھالی نازنینوں کو رام کر لیتے ہیں، یاد رکھو، ان کے پاس پیمان وفا کو توڑنے
کے لئے حیلے حوالوں کی بھی کمی نہیں ہوتی۔ تم ہی کہو، آخر ایک لفاظ اور
یاوہ گو میں کیا فرق ہے، ان کی ہرزہ سرائیوں اور بیت بازیوں کا نتیجہ
پھسلانے اور دھوکا دینے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

[بوالہوس عشق کی لذت سے خبردار نہیں ہیں مئے ناب کے دلّال قدح خوار نہیں
کون سے وہ گل رعنا پہ نوا سنج نہیں؟ کونسی نرگس شہلا کے وہ بیمار نہیں؟
کبھی لیلیٰ پہ ہیں مفتوں، کبھی شیریں پہ فدا، اور جو پھر دیکھو تو دونوں سے سروکار نہیں!
ہت نیا ذائقہ چکھنے کا ہے لپکا اُن کو، در بدر جھانکتے پھرنے سے انھیں عار نہیں
اٹھا نہیں سکتی سزا جرم وفا کی اُن سے، دل پھنسا کر کہیں بنتے وہ گنہگار نہیں۔
دعوئے عشق و محبت پہ نہ جانا اُن کے اُن میں گفتار ہی گفتار ہے کردار نہیں]

پھر صورت شکل کی زیبائی اور بدن کی توانائی کا بھی کیا اعتبار؟ استوار سے استوار ٹانگوں کا چم خم نکل جاتا ہے، قدراست میں خم آجاتا ہے، ریش سیاہ میں چیونٹیوں کے انڈے سے جھلکنے لگتے ہیں، گھونگریالے بال جھڑ جھڑ کر سر گنجا اور کھوسٹ چھوڑ جاتے ہیں، پھول سا چہرہ کملا جاتا ہے، کٹورا سی آنکھوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں؟ لیکن پیاری کیتھرین، ایک پاک دل، آفتاب اور ماہتاب ہے، ماہتاب نہیں بلکہ آفتاب، یہ ہمیشہ درخشاں رہتا ہے اور اپنی رفتار میں ثابت قدم ہے اگر تم ایسے دل کو اپنا بنانا چاہتی ہو، تو یہ دلدادہ حاضر ہے۔ مجھے قبول کرنا ایک سپاہی کو ایک بادشاہ کو قبول کرنا ہے۔ بولو، میری محبت کا کیا جواب ہے۔

پیاری پیاری کیتھرین، بولو، میں منت کرتا ہوں۔

کیتھرین کیا یہ ممکن ہے کہ میں فرانس کے دشمن سے محبت کروں؟

بادشاہ ہنری نہیں کیتھرین، یہ نہیں ہوسکتا کہ تم فرانس کے دشمن سے محبت کرو، لیکن مجھ سے محبت کرنا فرانس کے دوست سے محبت کرنا ہے، کیونکہ میں فرانس کا اس درجہ شیفتہ ہوں کہ اس کے ایک قریہ سے بھی دست بردار نہ ہونگا۔ میں سارے فرانس کو اپنے زیر نگیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور پیاری کیتھرین، جب فرانس میرا ہے اور میں تمھارا ہوں، تو پھر کیا ہے، فرانس تمھارا ہوگا اور تم میری۔

کیتھرین میں کیا کہہ سکتی ہوں؟

بادشاہ ہنری کچھ نہیں؟ اچھا کیتھرین، میں تم سے فرانسیسی میں باتیں کرتا ہوں، جو یقین ہے

کہ میری زبان سے یوں لپٹ جائیگی، جیسے ایک نئی نویلی دولھن اپنے شوہر کے گلے سے، کہ جدا نہیں کیجاتی : ژو کانگ نسولو پوزیشیون دو فرانگ سے، ایکانگ دوزاوسے لو پوزیشیون دو موآ' اب کیسے؟ اور کیا کہوں بخدا ہی میری مدد کرے! دونگ دوترلے فرانگسے لے دوزیت می این۔ پیاری کیتھرین! اتنی ہی حد فرانسیسی بولنے سے میرے لئے یہ زیادہ آسان ہے کہ سارا ملک فتح کروں، نہیں، میں فرانسیسی میں ہرگز تم سے سربرنہ ہوسکوں گا' بجز اس کے کہ تمھیں مجھ پر ہنسی آئے۔

کیتھرین سوف ووتر اونر، لو فرانسوآ کو وو پارلے' ال اسے می یوز کو لانگ لوآ لو گیل ژو پازل۔ [1]

بادشاہ ہنری نہیں، کیتھرین، ایسا نہیں ہے : بلکہ تمھارا میری زبان میں اور میرا تمھاری زبان میں غلط سلط باتیں کرنا یکساں سمجھنا چاہیئے۔ لیکن کیتھرین، تم کو اتنی انگریزی بھی آتی ہے' کیا تم مجھ سے محبت کرسکتی ہو؟

کیتھرین میں نہیں کہ سکتی۔

بادشاہ ہنری تو پھر کس سے پوچھوں؟ بس معلوم ہوا' تمھیں مجھ سے محبت ہے : رات کو جب اپنی خوابگاہ میں جاؤ گی' تو تم اپنی سہیلی سے میرا ذکر چھیڑو گی، اور میں جانتا ہوں کہ تم میرے ان اوصاف کی برائی کروگی' جو تم کو دل سے بھاتے ہیں، لیکن میری اچھی کیتھرین، میرا خاکہ اڑانے میں رحم دلی سے کام لینا' کیونکہ تمھاری محبت پہلے ہی سے مجھ پر ستم ڈھارہی ہے۔ اگر کیتھرین تم میری ہو جاؤ' جیسا کہ میرا دل گواہی دیتا ہے، ضرور ہو گی' تو مجھے یقین ہے کہ تم گوہر شجاعت کی پرورش کے لئے بہت ہی قابل صدف ثابت ہو گی۔ کیا مجھ سے اور تم سے ایک فرزند نیم انگلش، نیم فرنچ پیدا نہ ہوگا جو قسطنطنیہ پر چڑھائی کرکے ترک بچے کو ڈاڑھی [2]

---

[1] حضور انور، آپ کی فرانسیسی تو میری انگریزی سے بھی زیادہ شیریں ہے۔ [2] ترکوں کا قبضہ قسطنطنیہ پر ۱۴۵۳ء میں ہوا جو ایجن کورٹ کے بعد کا واقعہ ہے۔ مترجم

پکڑ کر گھسیٹ لے؟ میری غنچہ دہن سوسن، کہو تم کیا کہتی ہو۔

کیتھرین میں کیا جانوں؟

بادشاہ ہنری خیر، یہ پھر دیکھا جائے گا، اب تو عہد و پیمان کا وقت ہے؛ وعدہ کرو کہ تم ایسے فرزند کے نصف حصہ کیلئے کوشش کروگی، رہا میرا نصف، اس کی نسبت ایک بادشاہ ایک آزاد مرد تمسے قول ہارنے کو تیار ہے۔ بولو، تمہارا کیا جواب ہے، لاپلوبیل کاتھرین ڈیوماں، موترے رشیئر اے دے وانٹے دے ایں۔*

کیتھرین حضور کی یہ غلط سلط فرانسیسی بھی فرانس کی فریں سے فریں لڑکی کے پھسلانے کو کافی ہے۔

بادشاہ ہنری اچھا تو اس غلط سلط فرانسیسی کو سلام۔ خالص انگریزی میں سہی، مجھے قسم ہے اپنے عزو اقبال کی! میں تم کو چاہتا ہوں، لیکن آیا تم بھی مجھے چاہتی ہو، اس کی قسم کھانے کی مجھے ہمت نہیں۔ تاہم کیتھرین، میرا دل سینہ میں اچھل اچھل کر مجھے باور دلا رہا ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو، ہرچند میرا چہرہ روکھا پھیکا اور نامطبوع ہے۔ مگر اس کا الزام کوئی میرے باپ کے ولولۂ جنگ کو دے، جو مجھے وجود میں لانے کے وقت لڑائیوں کے خیال میں ڈوبا ہوا تھا۔ اسی سبب سے میرا ظاہر ایسا تند و درشت اور میرا بشرہ اسقدر آہن گوں ہے کہ جب میں کسی خاتون پر محبت آزمانا چاہتا ہوں تو وہ دہشت کھا کر بھاگ جاتی ہے۔ لیکن کیتھرین، حقیقت یہ ہے کہ جتنا میں عمر میں بڑھتا جاؤنگا، اتنا ہی بہتر دکھائی دونگا۔ میری تسکین تو اس میں ہے کہ پیری جو غارتگر حسن و رعنائی ہے، میری صورت کو اس سے زیادہ نہیں بگاڑ سکتی۔ میں جتنا کہ برا ہو سکتا ہوں، ہوں، اس میں اب اور زیادتی نہ ہوگی۔ مجھے تم ایسا لباس پاؤگی کہ جتنا پہنئے اتنا ہی اچھا نکلتا آئے۔ بولو، پیاری کیتھرین، کیا تم مجھے قبول کرتی ہو؟ اب شرم و حجاب برطرف! اپنے دلی جذبات کو ایک بادشاہ بیگم کے تیوروں سے جلوہ نما کرو۔

* جانِ جہاں، آرامِ جاں، زہرہ جمالی، خوش خصال۔

اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہو، "ہنری انگلستان! میں تیری ہوں"۔ جونہی یہ دلکش الفاظ میرے آویزۂ گوش ہونگے، میں پکار کے کہدونگا، "انگلستان تیرا ہے، آئرلینڈ تیرا ہے، ہنری پلان جنٹ تیرا ہے"۔ جو میں خود اس کے منہ پر کہتا ہوں، اگر بہتر سے بہتر بادشاہ کا ہمسر نہ ہو، نہ سہی، تم اُسے اچھی رعایا کا بہترین بادشاہ ضرور پاؤگی۔ ہاں تو جواب دو، شکستہ نغمہ میں، کیونکہ تمھاری آواز نغمہ آلود ہے اور تمھارا انگریزی لہجہ شکستہ۔ ملکہ جہاں پیاری کیتھرین، ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں اس مہر سکوت کو توڑدو۔ کیا تم مجھے قبول کرتی ہو؟

کیتھرین یہ بات تو ابا جان کی خوشی پر موقوف ہے۔

بادشاہ ہنری مگر انھیں کوئی عذر نہ ہوگا، وہ خوشی سے منظور کرلینگے۔

کیتھرین تو پھر مجھے بھی راضی سمجھئے۔

بادشاہ ہنری لاؤ تو تمھارے دست نازک کو چوم لوں اور تمھیں اپنی ملکہ کہکر پکاروں۔

کیتھرین لے سے، موسینور، لے سے، لے سے؛ مافوا، ژونو ووکس پوآن کوُ وُ آبے سی اسے ووتر گرانجیو آنگ بے سانت لامین دیون دو ووترسینوری آنگدین سیر وی تور؛ ایکس کیوزمے موآ ژو وو سوپلی موترے پی سانت سینور۔ [1]

بادشاہ ہنری تو پیاری کیتھرین، میں تمھارے ہونٹوں کا بھی بوسہ لونگا۔

کیتھرین لے دام اے دام زیل پور ایترب سے دیوانت لرنوسے اِل نے پالا کو تیوم دوفرانسے۔ [2]

بادشاہ ہنری میری ترجمان ایلس، شہزادی کیا فرماتی ہیں؟

---

[1] چھوڑیئے، حضور، میرا ہاتھ چھوڑیئے، للّٰہ چھوڑ دیجئے، میں تو حضور کی ادنیٰ کنیز ہوں، آپ زبردست بادشاہ ہیں۔ مجھے معاف فرمایئے، یہ آپ کے شایاں نہیں۔ [2] فرانس میں یہ رسم نہیں ہے کہ خاتونیں اور ناکتخدا لڑکیاں شادی ہونے سے پہلے اپنے ہونٹوں کا بوسہ دیں۔

ایلس فرماتی ہیں، کہ فرانس کی دوشیزہ لڑکیوں میں یہ رواج نہیں ہے...... مجھے بے سے کی انگریزی نہیں آتی۔

بادشاہ ہنری بوسہ۔

ایلس یوز میجسٹی آنگ تاندر بے تر کو موآ۔ [۱]

بادشاہ ہنری فرانس کی لڑکیوں میں شادی سے پہلے بوسہ کا دستور نہیں ہے، کیوں یہی مطلب ہے نا؟

ایلس وے وریما۔ [۱]

بادشاہ ہنری پیاری کیتھرین، ایسی بھونڈی رسمیں تو بادشاہوں کی کنونڈی ہوا کرتی ہیں میری اور تمھاری شان سے بالاتر ہے کہ کسی ملک کے رسم ورواج کی بودی چاردیواری میں محصور رہیں: کیتھرین، آداب بنانا تو ہمارا کام ہے، آزادی جو ہر جگہ ہمارے جلو میں دست بستہ موجود رہتی ہے، ہر معترض کے مُنہ پر مہر لگادیتی ہے، یہی سلوک میں تم سے کرتا ہوں کہ اپنے ملک کے انوکھے رواج کی حمایت میں مجھے بوسہ دینے سے ہچکچاتی ہو۔ ہاں، ذرا ضبط وتحمل سے کام لو (بوسہ لیتا ہے) پیاری کیتھرین، تمھارے ہونٹوں میں تو جادو بھرا ہے!: فرانس کے کل مدبرین کی زبانوں سے ان کا ایک قند آلود بوسہ زیادہ فصیح اور شیریں ہے، شاہانِ یورپ کی متفقہ درخواست کی نسبت یہ اکیلا ہنری انگلستان پر زیادہ کارگر ہوسکتا ہے۔ لو تمھارے والد تشریف لائے۔

[بادشاہ فرانس، ملکہ، نواب برگنڈی اور دوسرے امرا واپس آتے ہیں]

نواب برگنڈی خدا خیر کرے! کیا حضور ہماری شہزادی کو انگلش سکھا رہے ہیں؟

بادشاہ ہنری جی ہاں، میں انکو یہ سکھانا چاہتا ہوں کہ میری محبت ان کے ساتھ کیسی کامل اور خالص ہے اور میرے نزدیک ٹھیٹھ انگلش یہی ہے۔

نواب برگنڈی تو کیا یہ ذہین نہیں ہیں؟

---

[۱] حضور تو مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں۔

بادشاہ سنہری برادر مہربان، ایک تو ہماری زبان ہی سخت ٹھیری، اس پر طرّہ یہ کہ میرا مزاج بھی اُجڈ واقع ہوا ہے، جب میری زبان اور میرا دل دونوں تاثیر سے عاری ہوں تو میں تمہاری نازنین شہزادی پر محبت کے جن کا سایہ اس خوبی سے نہیں ڈال سکتا کہ وہ اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہو۔

نواب برگنڈی صاف گوئی معاف! اس کا جواب میں عرض کرتا ہوں: حضور شہزادی پر محبت کے جن کو بلانا چاہتے ہوں تو ایک حلقہ کھینچیں، اگر وہ ان پر اپنی اصل شکل میں آیا تو کورچشم اور برہنہ نظر آئے گا۔ ورنہ شہزادی صاحب جو ابھی کم سن ہیں اور جن کی آنکھوں میں دوشیزگی کی حیا کوٹ کوٹ کر بھری ہے، اگر ایک برہنہ اور نابینا لڑکے کو اپنے روبرو نہ آنے دیں تو حضور برا نہ مانیں کیونکہ اس شرط کو تسلیم کرنا ایک دوشیزہ کیلئے بہت دوبھر ہے۔

بادشاہ سنہری لیکن انھیں آنکھیں نیچی کرنا اور ماننا ہی پڑتا ہے، اسلئے کہ محبت کا جن اندھا ہے اور زبردستی کرتا ہے۔

نواب برگنڈی اگر ایسا ہے تو حضور، پھر معذوری ہے، کیونکہ جو کرتے ہیں وہ دکھائی تو دیتا نہیں۔

بادشاہ سنہری اچھا تو اپنی شہزادی کو آنکھیں نیچی کر لینے ہی کی صلاح دیجئے۔

نواب برگنڈی آنکھ کا اشارہ کئے دیتا ہوں کہ راضی ہو جائیں، بشرطیکہ آپ انھیں میرا مطلب سمجھا دیں، کیونکہ عالم ناز و نیاز اور تابستان شباب میں پرورش یافتہ لڑکیاں فصل بہار کی تتلیوں کے مانند ہوتی ہیں کہ آنکھیں تو ہیں مگر کیف و سرور کے جوش میں سوجھتا کچھ بھی نہیں، ایسی حالت میں وہ آسانی سے ہاتھ آجاتی ہیں۔

بادشاہ سنہری تو یہ نکتہ مجھے وقت اور فصل گرما کا پابند کرتا ہے، اس لئے میں تمہاری اس تتلی کو پکڑ لیتا ہوں، موقع بھی ہے اور اس عہد میں اُسے سوجھتا بھی کم ہوگا۔

نواب برگنڈی حضور، تسخیر ہونے سے پہلے محبت کے جن کا یہی حال ہے۔

بادشاہ سنہری بیشک! اور آپ حضرات کو محبت کا شکرگزار ہونا چاہئے، جس نے مجھے اسقدر اندھا بنا دیا ہے کہ ایک فرنچ نازنین کے بیچ میں آجانے سے بیسیوں خوبصورت

فرینچ شہر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

بادشاہ فرانس بجا ارشاد ہوا۔ یہ شہر بھی ایک دوشیزہ لڑکی سے کم نہیں ہیں۔ اُن کو ایسی فصیلوں نے آغوش میں لے رکھا ہے، جن کے دامن تک کبھی نامحرم جنگ کا ہاتھ نہیں پہنچا۔

بادشاہ ہنری کیا کیتھرین کو آپ میری زوجیت میں دیجئے گا؟

بادشاہ فرانس جو آپ کی مرضی۔

بادشاہ ہنری تو میں خوش ہونگا یہ پاکدامن شہر بھی جن کا آپ نے ذکر فرمایا ہے، اسکے ساتھ جہیز میں آسکتے ہیں۔ اس طرح وہی نازنین دوشیزہ جو میرے ارادہ میں حائل تھی اب اسکی تکمیل میں میری رہنما بنجائیگی۔

بادشاہ فرانس ہم نے تمام معقول شرائط سے اتفاق کرلیا ہے۔

بادشاہ ہنری میرے سردارو، آپ کیا فرماتے ہیں؟

ویسٹ مارلینڈ بادشاہ سلامت نے ایک ایک دفعہ کو منظور فرمالیا ہے، سب سے پہلے شہزادی کا عقد اور اسکے ضمن میں تمام مطالبات جنکو ہم نے بشد و مد پیش کیا تھا۔

ایگزیٹر البتہ اس امر کو ہنوز شرف قبول نہیں بخشا کہ جب شاہ فرانس کو کوئی مطالبہ کرنا منظور ہو، تو مراسلت میں حضور کیلئے حسب ذیل القاب فرانسیسی میں استعمال فرمائیں

Notre tres-cher fils Henri, Roi d'Angle-
terra, Heritier de France; اور لاطینی میں یوں خطاب کریں،
Praeclarissimus filius noster Henricus,
Rex Angliae et Haeres Franciae.

بادشاہ فرانس بھائی، مجھے اس سے بھی ابرام نہیں، آپ کی خوشی ہو تو یہ بھی منظور ہے۔

بادشاہ ہنری تو اب کہ الفت و اتحاد کی بنیاد قایم ہو گئی ہے، میری التماس ہے کہ شرط مذکور بھی عہدنامہ میں داخل ہو جائے اور پھر شہزادی کو میرے عقد میں دیدیا جائے۔

بادشاہ فرانس فرزند عزیز، اس کو قبول کرو اور اس کے بطن سے میرا وارث سلطنت وجود میں لا، تاکہ فرانس اور انگلستان، جن کے ساحل ایکدوسرے کی خوشحالی کو دیکھ کر

مارے حسد کے زرد پڑ گئے ہیں بغض و عناد سے آئندہ باز رہیں اور یہ مبارک گرہ اب ان کے سینوں میں باہمی موانست اور دینی اخوت کے رابطہ کو استوار کر دے اور پھر کبھی جنگ انگلستان اور فرانس کو ایک دوسرے پر خونچکاں تلوار بلند کرنے کیلئے نہ ورغلا سکے۔

سب لوگ آمین!

بادشاہ ہنری پیاری کیتھرین، مبارک ہو! سب حاضرین گواہ رہیں، میں اپنی ملکہ کی حیثیت میں انکے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوں۔ [شادیانہ بجتا ہے۔

ملکہ ازبلا خدا جو تمام رشتوں کا جوڑنے والا ہے، تمہارے دلوں کو ملا دے، تمہاری اقلیموں کو ایک کر دے؛ زوج اور زوجہ جو دو قالب ایک جان ہوتے ہیں، یونہیں میری دعا ہے کہ تمہاری حکومتیں بھی اس طرح سے شیر و شکر ہو جائیں کہ پھر کبھی کدورت یا منافرت جو ازدواج کی حلاوت کو تلخ کر دیتی ہے، دخیل ہو کر اس ملاپ کو نہ مٹا سکے؛ انگریز مثل فرانسیسیوں کے اور فرانسیسی مثل انگریزوں کے ایکدوسرے سے ملیں جلیں۔ اے خدا تو میری دعا قبول فرما!

سب لوگ آمین!

بادشاہ ہنری اب ہمیں شادی کی تیاری کرنا چاہیئے۔ جس روز کہ نواب برگنڈی صاحب ہم آپ سے اور دیگر امراء فرانس سے اس صلحنامہ پر قایم رہنے کا حلف اٹھوائینگے اسی روز کیتھرین، میں تم سے عہد لونگا اور تم مجھ سے۔ خدایا ہم کو ہمارے عہد و پیمان پر ثابت قدم رکھ اور ہماری مرادوں کو برلا!

[جاتے ہیں۔ باجا بجتا ہے۔

LIBRARY HYDERABAD-7

Post Graduate Library
College of Arts & Commerce, O. U.

اختتامیہ

راوی آتا ہے۔

آخر ہمارے سر بزا نو مصنف نے اپنے سُست اور از کار رفتہ قلم سے اس قصہ کو یہاں تک پہنچا ہی دیا۔ کہاں وہ طاقتور ہستیاں اور کہاں یہ قلیل گنجائش! اس پر جا و بے جا فروگزاشتوں نے انکی شان و عظمت کے چہرہ کو بھی مسخ کر دیا مختصر سا زمانہ، مگر باوصف اس کے انگلستان کا یہ ستارہ کمال آب و تاب کے ساتھ چمکا۔ اقبال نے اپنے ہاتھ سے اسکی تلوار پر صیقل کی جس کی بدولت اس نے دنیا کے شاداب ترین باغ کو تسخیر کر لیا۔ اسنے اپنے اکلوتے بیٹے کو وارث سلطنت چھوڑا جو ہنری ششم کے لقب سے شیر خوارگی کا غلولہ پہنے انگوٹھا چوستا ہوا فرانس و انگلستان کے تخت پر بیٹھا، مگر زمام حکمرانی ایسے ہاتھوں میں تھی کہ فرانس پر سے بہت جلد اس کا قبضہ اُٹھ گیا اور خود انگلستان میں خون کی ندیاں بہ گئیں جو آپ ہماری اسٹیج پر بارہا مشاہدہ فرما چکے ہیں۔ زہے نصیب، جو شل اُن کے یہ بھی تمغائے قبول سے بہرہ اندوز ہو!

[پردہ گرتا ہے]

تمت بالخیر

اعلان

تمام حقوق محفوظ ہیں۔ بے اجازت کوئی صاحب چھپوانے یا اسٹیج پر دکھانے کا ارادہ نہ فرمائیں البتہ طلاب کو عام اجازت ہے، چاہیں تو مشق کے طور پر نقل کر سکتے ہیں۔ فقط
مترجم